خیر مساجد النساء قعر بیوتہن (الحدیث)

عورتوں کی بہترین مساجد ان کے گھروں کا پوشیدہ حصہ ہے

عیدگاہ اور مسجد میں

عورتوں کی نماز و اعتکاف کا شرعی حکم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

شریعت نے مردوں اور عورتوں کی فطرت یعنی مردوں میں غیرت اور عورتوں میں شرم و حیا اور عفت و پاکدامنی کا لحاظ رکھتے ہوئے عبادات، معاملات، معاشرات سے متعلقہ احکام میں خصوصاً احکام نماز میں جو فرق رکھا ہے تمام آزاد منش طبقات بالخصوص فرقہ اہل حدیث اپنی تمام فرقیوں سمیت کوشاں ہیں کہ یہ فرق ختم کر کے مردوں اور عورتوں کو مسجد و عیدگاہ کے اندر نماز پڑھنے اور اعتکاف کرنے کا یکساں موقع فراہم کیا جائے، اور جیسے گرجا گھروں، امام باڑوں، گردواروں اور مندروں میں بلا امتیاز مرد و زن یکجا عبادت کیلئے جمع ہوتے ہیں یہی حالت مسلمانوں کی مساجد اور عیدگاہوں کی بنا دی جائے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مسجد و عیدگاہ میں عورتوں کی نماز کا قرآن و حدیث اور علماء امت کی تحقیقات کی روشنی میں تحقیق کی جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد و عیدگاہ میں عورتوں کی نماز قرآن کریم کی روشنی میں:

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ (سورۃ النور الآیۃ 36،37)

ترجمہ: ایسے گھروں میں جن کے بارے میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے ایسے لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جنھیں اللہ کی یاد سے، اور نماز پڑھنے سے، اور زکاۃ دینے سے سوداگری اور خرید و فروخت کرنا غفلت میں نہیں ڈالتا۔

رجال رجل کی جمع ہے بمعنی مرد، بیوت اللہ (مساجد) میں عبادت کیلئے مردوں کی تخصیص کرنے سے معلوم ہوا کہ عورتوں کیلئے گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

تائیدات:

1: ابو محمد حسین بن مسعود البغوی المتوفی 510ھ لکھتے ہیں!

خُصَّ الرِّجَالُ بِالذِّکْرِ فِیْ ھٰذِہِ الْمَسَاجِدِ لِاَنَّہٗ لَیْسَ عَلَی النِّسَاءِ جُمْعَۃٌ وَّلَا جَمَاعَۃٌ فِی الْمَسْجِدِ۔ (معالم التنزیل المعروف تفسیر بغوی ج6 ص51)

ترجمہ: ان مساجد میں ذکر کرنے کیلئے مردوں کی تخصیص اس لیے کی گئی ہے کہ مساجد میں جا کر جمعہ پڑھنا اور جماعت میں شامل ہونا عورتوں پر لازم نہیں۔

2: ابو عبداللہ محمد بن عمر فخر الدین الرازی المتوفی 606ھ لکھتے ہیں!

اَلسُّؤَالُ الثَّانِیْ :لِمَ خُصَّ الرِّجَالُ بِالذِّکْرِ ؟ وَالْجَوَابُ :لِاَنَّ النِّسَاءَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لَسْنَ مِنْ اَهْلِ التِّجَارَاتِ اَوِ الْجَمَاعَاتِ(تفسیر کبیر ج 11 ص 345)

ترجمہ: دوسرا سوال: صرف مردوں کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟ جواب: کیونکہ(از روئے شرع)عورتیں تجارتی کاروبار یا جماعتوں میں شمولیت کی اہلیت نہیں رکھتیں۔

3: محمد بن احمد القرطبی المتوفی 671ھ لکھتے ہیں!

اَلسَّادِسَةَ عَشْرَةَ :لَمَّا قَالَ تَعَالٰی (رِجَالٌ)وَخَصَّهُمْ بِالذِّكْرِ دَلَّ عَلٰی اَنَّ النِّسَاءَ لَا حَظَّ لَهُنَّ فِيْ الْمَسَاجِدِ اِذْ لَا جُمْعَةَ عَلَيْهِنَّ وَلَا جَمَاعَةَ وَاِنَّ صَلَاتَهُنَّ فِيْ بُيُوْتِهِنَّ اَفْضَلُ رَوٰی اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْمَرْاَةِ فِيْ بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا (تفسیر القرطبی ج 12 ص 257)

ترجمہ: سولہواں مسئلہ: اللہ تعالیٰ کا اپنے فرمان''رجال لاتلھیھم'' میں صرف مردوں کو ذکر کرنا دلیل ہے کہ(۱)عورتوں کیلئے مساجد میں (ثواب کا) کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ ان پر نہ جمعہ واجب ہے اور نہ جماعت واجب ہے(۲)اور عورتوں کا گھروں میں نماز پڑھنا افضل ہے ابوداود نے حضرت عبداللہؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے کمرے میں اس کی صحن والی نماز سے افضل ہے اور اس کی نماز چھوٹی کوٹھڑی میں کمرے کی نماز سے افضل ہے۔

4: ابوالحسن علی بن محمد الخازن المتوفی 741ھ لکھتے ہیں!

خُصَّ الرِّجَالُ بِالذِّكْرِ فِيْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ لِاَنَّ النِّسَاءَ لَيْسَ عَلَيْهِنَّ حُضُوْرُ الْمَسَاجِدِ لِجُمْعَةٍ وَّلَا جَمَاعَةٍ(تفسیر الخازن ج5 ص10)

ترجمہ: ان مساجد میں ذکر کیلئے مردوں کی تخصیص اس لئے کی گئی ہے کہ عورتوں پر جمعہ اور جماعت کیلئے مساجد میں حاضر ہونا لازم نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

5: اسماعیل بن عمر بن کثیر المتوفی 774ھ لکھتے ہیں!

فَاَمَّا النِّسَاءُ فَصَلَاتُهُنَّ فِیْ بُیُوْتِهِنَّ اَفْضَلُ لَهُنَّ لِمَا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍؓ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ صَلَاةُ الْمَرْاَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا ، وَصَلَاتُهَا فِیْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ بَیْتِهَا ...... عَنِ السَّائِبِ مَوْلٰی اُمِّ سَلْمَةَؓ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ (تفسیر ابن کثیر ج 6 ص 67)

ترجمہ: بہر کیف ان عورتوں اپنے گھروں میں نماز ان کیلئے افضل ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ابوداود میں عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے کمرے میں اس کی صحن والی نماز سے افضل ہے اور اس کی نماز چھوٹی کوٹھڑی میں کمرے والی نماز سے افضل ہے نیز حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کا مخفی گوشہ ہے

6: ابراہیم بن عمر البقاعی المتوفی 885ھ لکھتے ہیں!

وَخُصَّ الرِّجَالُ مَعَ اَنَّ حُضُوْرَ النِّسَاءِ الْمَسَاجِدَ سُنَّةٌ شَهِیْرَةٌ ، اِشَارَةً اِلٰی اَنَّ صَلَاتَهُنَّ فِیْ بُیُوْتِهِنَّ اَفْضَلُ لِمَارَوٰی اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ سُنَنِهٖ وَابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ "صَلَاةُ الْمَرْاَةِ فِیْ بَیْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ حُجْرَتِهَا ، وَصَلَاتُهَا فِیْ مِخْدَعِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ بَیْتِهَا "وَالْمِخْدَعُ :اَلْخَزَانَةُ وَلِلْاِمَامِ اَحْمَدَ وَالطَّبْرَانِیِّ وَابْنِ خُزَیْمَةَ وَالْحَاکِمِ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رضی الله عنها اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ خَیْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُیُوْتِهِنَّ وَلِاَحْمَدَ وَابْنِ خُزَیْمَةَ وَابْنِ حِبَّانَ فِیْ صَحِیْحَیْهِمَا عَنْ اُمِّ حُمَیْدٍ اِمْرَاَةِ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ رضی الله عنهما اَنَّهَا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ ،قَالَ :قَدْ عَلِمْتُ اَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلَاةَ مَعِيَ،وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ ، وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ ، وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ))،قَالَ فَاَمَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ اَقْصٰى بَيْتٍ مِّنْ بَيْتِهَا وَاَظْلَمِهٖ فَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ۔

(نظم الدرر ج 5 ص 474)

ترجمہ:......(مساجد میں عبادت کیلئے)مردوں کی تخصیص کرنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عورتوں کی نماز ان کے گھروں میں افضل ہے کیونکہ سنن ابی داود میں اور صحیح ابن خزیمہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت کی نماز اپنے کمرے میں اس نماز سے افضل ہے جو وہ اپنے صحن میں پڑھے اور اسکی نماز چھوٹی کوٹھڑی میں کمرے کی نماز سے افضل ہے امام احمد، محدث طبرانی، محدث ابن خزیمہ اور امام حاکم نے حضرت ام سلمہؓ سے حدیث نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھر کی مخفی ترین جگہ ہے۔ نیز مسند احمد صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان میں ابوحمید الساعدی کی بیوی ام حمیدؓ سے روایت ہے اس نے درخواست کی اے اللہ کے رسول بے شک میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی چاہت رکھتی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی خواہش رکھتی ہے مگر تیری نماز تیرے کمرے میں صحن کی نماز سے بہتر ہے اور تیری نماز صحن میں بڑی حویلی کی نماز سے بہتر ہے اور تیری بڑی حویلی میں نماز، اس نماز سے بہتر ہے جو تو محلّہ کی مسجد میں پڑھے اور تیری نماز محلّہ کی مسجد میں تیری اس نماز سے بہتر ہے جو تو میری مسجد میں پڑھے ،حضرت ام حمیدؓ نے اس کے بعد اپنے گھر کے دور ترین اور تاریک ترین کنارے میں نماز کی جگہ بنائی اور وہ موت تک اسی جگہ نماز پڑھتی رہیں۔ (لیکن افسوس ہے) کہ قرآن وحدیث کی ان تعلیمات کے باوجود عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا عام ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

7: محمود بن عبداللہ آلوسی المتوفی 1270ھ لکھتے ہیں!

وَتَخْصِيْصُ الرِّجَالِ بِالذِّكْرِ لِاَنَّهُمُ الْاَحِقَّاءُ بِالْمَسَاجِدِ ،فَقَدْ اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ اُمِّ سَلْمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ (روح المعانی ج13 ص453)

ترجمہ: مساجد میں ذکر کیلئے مردوں کی تخصیص اس وجہ سے ہے کہ وہ مساجد میں عبادت کے زیادہ حق دار ہیں چنانچہ امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھر کا مخفی گوشہ ہے۔

8: علامہ ثعلبی لکھتے ہیں!

وَجْهُ تَخْصِيْصِ الرِّجَالِ بِالذِّكْرِ فِيْ هٰذِهِ الْبُيُوْتِ اَنَّهٗ لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ جُمْعَةٌ وَلَا جَمَاعَةٌ فِي الْمَسْجِدِ (تفسیر ثعلبی ج1 ص1602)

ترجمہ: مساجد میں عبادت کیلئے مردوں کی تخصیص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں پر مساجد میں نہ جمعہ لازم ہے نہ جماعت۔

9: علامہ شنقیطی لکھتے ہیں!

فَاعْلَمْ اَنَّ تَخْصِيْصَهٗ مَنْ يُّسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالرِّجَالِ فِيْ قَوْلِهٖ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ يَدُلُّ بِمَفْهُوْمِهٖ عَلٰى اَنَّ النِّسَاءَ يُسَبِّحْنَ لَهٗ فِيْ بُيُوْتِهِنَّ لَا فِي الْمَسَاجِدِ ....لِاَنَّ الرِّجَالَ لَا تُخْشٰى مِنْهُمُ الْفِتْنَةُ ، وَلَيْسُوْا بِعَوْرَةٍ خِلَافَ النِّسَاءِ ....فَاعْلَمْ اَنَّ السُّنَّةَ النَّبَوِيَّةَ بَيَّنَتْ مَفْهُوْمَ الْمُخَالِفَةَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ الْكَرِيْمَةِ رِجَالٌ ، فَبَيَّنَتْ اَنَّ الْمَفْهُوْمَ الْمَذْكُوْرَ مُعْتَبَرٌ، وَاَنَّ النِّسَاءَ لَسْنَ كَالرِّجَالِ فِيْ حُكْمِ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسَاجِدِ ، وَاَوْضَحَتْ اَنَّ صَلَاتَهُنَّ فِيْ بُيُوْتِهِنَّ اَفْضَلُ لَهُنَّ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسَاجِدِ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

وَالصَّلَاةِ فِيهَا فِي الْجَمَاعَةِ بِخِلَافِ الرِّجَالِ۔

(اضواء البیان فی تفسیر القرآن بالقرآن ج 6 ص24)

ترجمہ:...... جان لیجئے کہ اللہ تعالی کا اپنے فرمان یسبح لہ فیھا بالغدو والاصال رجال لا تلھیھم الخ میں تسبیح کیلئے مردوں کو خاص کرنا اپنے مفہوم کے اعتبار سے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورتیں اپنے گھروں میں تسبیح کریں مساجد میں تسبیح نہ کریں کیونکہ مردوں پر کسی فتنہ کا اندیشہ نہیں اور نہ ہی ان کو پردہ کا حکم ہے برخلاف عوتوں کے کہ ان پر فتنہ کا خوف بھی ہے اوران کو پردے کا حکم بھی ہے........... نیز یہ بھی جان لیجئے کہ سنت نبویہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی کے قول رجال کا مفہوم مخالف معتبر ہے یعنی مردوں کی تخصیص اس لیے ہے کہ عورتوں کے مساجد کی طرف نکلنے کا حکم مردوں کی طرح نہیں ہے اور سنت نبویہ سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ان کی نماز اپنے گھروں میں مساجد کی طرف نکلنے اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے بخلاف مردوں کے ان کیلئے مسجد کی طرف نکلنا اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

10: علامہ عاشق الٰہی مہاجر مدنی نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں!

فائدہ:......آیت شریفہ میں جو لفظ "رجال لا تلھیھم" وارد ہوا ہے اس سے بعض حضرات نے یہ استنباط کیا ہے کہ رجال یعنی مرد مسجدوں میں آئیں ان میں نماز پڑھیں اور ذکر وتلاوت کریں اور درس میں مشغول ہوں یہ مردوں کیلئے ہی مناسب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو بعض شرطوں کے ساتھ مسجد میں آنے کی اجازت تو دی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ بیوتھن خیر لھن اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز اس کے گھر میں یعنی اندر کے حصے میں اس نماز سے بہتر ہے جو صحن میں پڑھے اور خوب اندر کے کمرے میں نماز پڑھے یہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے گھر کے ابتدائی حصے میں نماز پڑھے رواہما ابوداود ص۸۴ ج۱ (انوار البیان ج ٦ ص ۳۸۰)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد و عیدگاہ میں عورتوں کی نماز حدیث کی روشنی میں:

عورتوں کے مسجد اور عید گاہ میں جانے کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس مسئلہ کی تحقیق جاننے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس مسئلہ سے متعلقہ تمام احادیث کو سامنے رکھا جائے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسائل حل کرنے کے لئے طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اولاً زیر غور مسئلہ کے بارہ میں وارد ہونے والی سب احادیث کو جمع کرتے ہیں اس جمع احادیث کا علمی نام سَرْدُ الْاَحَادِیْث ہے۔ پھر ان احادیث میں غور کر کے اس مسئلہ کو حل کرتے ہیں۔ ہم اسی طریقہ کار کے مطابق زیر غور مسئلہ کے متعلق احادیث جمع کرتے ہیں۔ ازاں بعد ان احادیث میں غور کر کے مسئلہ کو حل کریں گے۔ عورتوں کے مساجد و عید گاہ میں جانے نہ جانے کے متعلق چار قسم کی حدیثیں ہیں۔ ۱۔ وہ احادیث جن میں عورتوں کو مساجد میں جانے کی بلا شرط اجازت دی گئی ہے اور ان کو مساجد سے روکنے کی ممانعت ہے۔ ۲۔ وہ احادیث جن میں مساجد میں جانے کی اجازت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ ۳۔ وہ احادیث جن میں عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب ہے۔ ۴۔ وہ احادیث جن میں عورتوں کو مساجد میں جانے کی ممانعت کا ذکر ہے۔

احادیث کی قسم اول: (مطلقاً اجازت اور روکنے کی ممانعت)

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ

(مسلم ج۱ ص۱۸۳۔ سنن ابی داؤد ج۱ ص۱۸٤)

"حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۔ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ (مجمع الزوائد ج۲ ص ۳۳)

''حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

ان دونوں حدیثوں میں عورتوں کو بلا شرط مسجد میں جانے کی اجازت ہے اوران کو روکنے کی ممانعت ہے۔حتی کہ خاوند سے اجازت کی شرط بھی مذکور نہیں۔

احادیث قسم دوم: (مشروط اجازت)

شرط نمبر 1: اِسْتِیْذَ ان (اجازت طلب کرنا)

۱۔امام بخاری نے صحیح بخاری ص۱۲۰، پر باب قائم کیا ہے استیذان المرأة زوجها بالخروج الی المسجد اس کے تحت ذیل کی حدیث نقل کی ہے

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا اسْتَأْذَنَتِ الْمَرْأَةُ أَحَدَكُمْ فَلَا يَمْنَعُهَا۔ (صحیح بخاری ج۲ ص۷۸۸۔صحیح مسلم ج۱ ص۱۸۳)

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تمہاری بیوی (مسجد میں آنے کی) اجازت طلب کرے تو اسے منع نہ کرو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاءُ كُمْ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوْا لَهُنَّ (صحیح مسلم ج۱ ص۱۸۳)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم سے تمہاری عورتیں مساجد کی طرف جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔

فائدہ نمبر 1 : ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا

(۱)......کہ عورت اپنے خاوند سے اجازت طلب کرے۔استیذان کی شرط سے پتا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

چلا کہ وہ بغیر اجازت کے مسجد میں نہیں جا سکتی۔ اگر چہ خاوند کو نرم روی کا مشورہ دیا گیا ہے کہ جب عورت اجازت طلب کرے تو وہ اجازت دیدے۔ تاہم عورت کے لئے اجازت لینا ضروری ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ ''تین شخصوں کی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں ان میں سے ایک اَلْمَرْأَۃُ تَخْرُجُ مِنْ بَیْتِھَا بِغَیْرِ اِذْنِہٖ وہ عورت جو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۴۴۵) لہذا اذن شوہر شرط ہے۔

(۲)...... جب عورت مسجد میں جانے کے لئے استیذان یعنی خاوند سے اجازت مانگنے کی پابند ہے۔ تو معلوم ہوا کہ عورت پر مسجد میں جانا واجب نہیں ورنہ جو کام فرض یا واجب ہوتا ہے اس کے ادا کرنے کے لئے استیذان واذن ضروری نہیں ہوتا جیسے اگر عورت نے رمضان کا فرض روزہ رکھنا ہو تو خاوند کی اجازت شرط نہیں لیکن اگر نفل روزہ رکھنا ہو تو خاوند کی اجازت کے ساتھ رکھے گی بغیر اجازت کے عورت کے لئے نفلی روزہ رکھنا درست نہیں۔

(۳)...... خاوند کو اجازت دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے اگر اجازت دینے کا پابند ہو اور یہی شق متعین ہو تو اس اجازت لینے کا کیا مطلب؟

(۴)...... ایک حدیث میں امر ہے فَأْذَنُوا لَهُنَّ ان کو اجازت دے دو دوسری حدیث میں لا تمنعوا صیغہ نہی ہے یعنی نہ روکو۔ یہاں ہر ایک کا ادنی درجہ مراد ہے امر کا ادنی درجہ رخصت واباحت ہے اور نہی کا ادنی درجہ مکروہ تنزیہی ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ خاوند کے لئے اجازت دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے وہ ایک چیز کا پابند نہیں۔ لیکن اجازت دینا اولی ہے اور اجازت نہ دینا اور روکنا خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی ہے۔

(۵)...... قسم دوم میں مذکورہ احادیث کے قرینہ سے قسم اول کی احادیث استیذان والی قید کے ساتھ مقید ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ ہیں

'' وَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی أَنَّ الْاِذْنَ الْمَذْکُوْرَ لِغَیْرِ الْوَاجِبِ لِأَنَّہٗ لَوْ کَانَ وَاجِبًا لَانْتَفٰی مَعْنَی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الِاسۡتِیۡذَانِ لِأَنَّ ذَالِكَ اِنَّمَا یَتَحَقَّقُ اِذَا کَانَ الۡمُسۡتَأۡذَنُ مُخَیَّرًا فِیُ الۡاِجَابَةِ أَوِ الرَّدِّ "(فتح الباری ج۲ ص۴٤٢، باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس)

اور حدیث میں مذکور اجازت طلب کرنے کا حکم بتا رہا ہے کہ اجازت دینے کا امر وجوب کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ مسجدوں کی حاضری اگر عورتوں پر واجب ہوتی تو اجازت لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اجازت ایسے موقع پر لی جاتی ہے جہاں اجازت دہندہ کو اجازت دینے یا نہ دینے کا اختیار ہو (جبکہ واجب سے روکنے اور اجازت نہ دینے کا شرعاً کسی کو اختیار نہیں ہوتا) جب خاوند کو اجازت دینے یا اجازت نہ دینے کا اختیار ہے تو معلوم ہوا کہ عورت پر مسجد کی حاضری واجب نہیں ہے اور حضور پاک ﷺ نے جو فرمایا لاتمنعوا یہ حکم کے طور پر نہیں بلکہ مشورہ کے طور پر ہے۔ یا روکنا مکروہ تنزیہی ہے مگر روکنا حرام اور گناہ نہیں۔

عَنۡ سَالِمِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ أَنَّ عَبۡدَاللّٰهِ بۡنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوۡلُ لَا تَمۡنَعُوۡا نِسَاءَ کُمُ الۡمَسَاجِدَ اِذَا اسۡتَأۡذَنَّکُمۡ اِلَیۡهَا قَالَ فَقَالَ بِلَالُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَمۡنَعُهُنَّ فَأَقۡبَلَ عَلَیۡهِ عَبۡدُ اللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا مَا سَمِعۡتُهُ سَبَّهُ مِثۡلَهُ قَطُّ وَقَالَ أُخۡبِرُكَ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوۡلُ لَنَمۡنَعُهُنَّ (مسلم ج۱ ص۱۸۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو جب وہ تم سے مساجد میں جانے کی اجازت طلب کریں۔ سالم کہتے ہیں بلال بن عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو اتنا برا بھلا کہا کہ میں نے ان کو اتنا برا بھلا کہتے نہیں سنا اور فرمایا کہ میں آپ کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سنا رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں اللہ کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فائدہ نمبر 2 :سوال یہ ہے کہ جب عورتوں کوروکنا مکروہ تنزیہہ ہے حرام اور گناہ نہیں تو حضرت عبداللہ اپنے بیٹے کے عورتوں کوروکنے پر اتنے ناراض کیوں ہوئے؟ اس کی ایک وجہ بلال بن عبداللہ کا انداز تکلم کچھ غیر مناسب تھا کیونکہ حضرت عبداللہ نے حدیث سنائی لاتمنعوا (عورتوں کو مساجد سے نہ روکو) انہوں نے اس کے مقابلہ میں ایسا جملہ بولا جس سے بظاہر حضور ﷺ کی بات کے ساتھ ٹکراؤ پیدا ہوگیا انہوں نے کہا واللہ لنمنعھن (اللہ کی قسم ہم ان کو ضرور روکیں گے) اور اگر وہ اس بات کو ظاہری ٹکراؤ پیدا کئے بغیر کہتے تو شاید یہ صورت پیدا نہ ہوتی مثلاً وہ صرف اتنا کہہ دیتے ابا جی! اس وقت حالات اور تھے اب حالات کا تقاضا کچھ اور ہے۔ابا جی! اس وقت حضور ﷺ کی برکات تھیں اور مردوں عورتوں کے حالات بھی بہتر تھے اب نہ وہ برکات ہیں نہ وہ حالات ہیں۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

" وَكَأَنَّهُ قَالَ لَمَّا رَأى فَسَادَ بَعُضِ النِّسَاءِ فِيُ ذَالِكَ الْوَقُتِ وَحَمَلَتُهُ عَلٰى ذَالِكَ الْغَيُرَةُ وَاِنَّمَا أَنُكَرَ عَلَيْهِ ابُنُ عُمَرَ لِتَصُرِيُحِه بِمُخَالَفَةِ الْحَدِيُثِ وَاِلَّا فَلَوُ قَالَ مَثَلًا اِنَّ الزَّمَانَ قَدُ تَغَيَّرَ وَاِنَّ بَعُضَهُنَّ رُبَّمَا ظَهَرَ مِنُهُ قَصُدُ الْمَسُجِدِ وَاِضُمَارُ غَيُرِهِ لَكَانَ يَظُهَرُ أَنُ لَّايُنكِرَ عَلَيُهِ (فتح الباری ج۲ ص۴۴۳)

بلال بن عبداللہ نے یہ بات عورتوں کے بگاڑ کے پیش نظر دینی غیرت کی وجہ سے کہی تھی اور عبداللہ بن عمرؓ نے اس لئے ناراضگی کا اظہار کیا کہ انہوں نے صراحتاً حدیث کے ساتھ اپنی بات کا ٹکراؤ پیدا کر دیا ورنہ اگر وہ یوں کہتے کہ اب زمانہ بدل چکا ہے۔بعض دفعہ وہ ظاہر کرے گی مسجد میں جانے کا ارادہ لیکن دل میں مقصد کچھ اور ہوگا تو حضرت عبداللہ اس پر ناراض نہ ہوتے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے خاوند سے اجازت طلب کرنے کا ذکر ہے اور اجازت طلب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خاوند کو اجازت دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے اور اگر خاوند ایک ہی جہت متعین کر لیتے ہیں روکنے کی، تو پھر اجازت طلب کرنے کا باب ہی بند ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث میں مذکور حکم استیذان کے خلاف ہے۔ بہر کیف حضرت عبداللہ کی ناراضگی اس وجہ سے نہیں کہ خاوند کو روکنے کا اختیار نہیں اور بلال بیٹا روکنے پر زور دے رہا ہے اس لئے اس حدیث سے یہ دھوکا ہرگز نہ کھایا جائے کہ خاوند کو روکنے کا اختیار نہیں بلکہ حضرت عبداللہ کی ناراضگی مذکورہ بالا دو وجہ کی بناء پر تھی ان میں بھی اصل وجہ وہی پہلی ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے ساتھ ظاہری ٹکراؤ۔

شرط نمبر 2: (رات ہو، دن نہ ہو)

عورتوں کیلئے مسجد میں جانے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ رات کی تاریکی میں جا سکتی ہیں دن کو نہ جائیں۔ احادیث میں یہ شرط صراحتاً مذکور ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَاءُكُمْ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ (بخاری ج١ ص ١٢٣)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تمہاری عورتیں تم سے رات کے وقت مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو ان کو اجازت دیدو '' اس حدیث میں صراحتاً رات کی شرط مذکور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو **بَابُ هَلْ عَلَى مَنْ لَا يَشْهَدُ الْجُمُعَةَ غُسْلٌ مِنَ النِّسَاءِ الخ** کے تحت لا کر اشارہ کیا ہے کہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں اور جب ان پر جمعہ فرض نہیں تو غسل جمعہ بھی ان پر فرض نہیں ہوگا۔ عورتوں پر جمعہ کے فرض نہ ہونے کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث ابن عمرؓ میں عورتوں کو مسجد میں جانے کی رات کو اجازت ہے، معلوم ہوا دن کو مسجد میں جانا ان پر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ضروری نہیں۔ اور چونکہ جمعہ دن کی نماز ہے جب عورت لئے دن کو مسجد میں جانا لازم نہیں تو جمعہ بھی اس پر فرض نہ ہوگا۔ اس سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب معلوم ہوگیا کہ ان کے نزدیک عورت کا مسجد میں جانا رات کی تاریکی کے ساتھ مشروط ہے لیکن یہ شرط اولویت ہے یعنی رات کو مسجد میں جانا اور دن کو نہ جانا اولی ہے اور اس کا دن کو مسجد میں جانا خلاف اولی ہے تا ہم اگر دن کو مسجد میں جائیں تو جائز ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری ج ا ص ۱۱۹ میں بَابُ خُرُوْجِ النِّسَاءِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِاللَّیْلِ وَالْغَلَسِ (اس باب میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ عورتیں مساجد کی طرف رات میں اور فجر کی تاریکی میں نکلیں) قائم کر کے مذکورہ بالا حدیث ابن عمرؓ کو بطور دلیل کے درج کیا ہے جس میں صراحتاً رات کی قید مذکور ہے۔

صحیح بخاری کے شارح علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ شرح میں باللیل کے تحت لکھتے ہیں

" فِیْهِ دَلِیْلٌ أَنَّ النَّهَارَ بِخِلَافِ اللَّیْلِ لِنَصِّهٖ عَلَی اللَّیْلِ وَحَدِیْثُ لَاتَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَحْمُوْلٌ عَلَی اللَّیْلِ أَیْضاً "

(صحیح بخاری مع شرح کرمانی ج۵ ص۲۰۷)

اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ (عورتوں کے لئے) دن کا حکم رات کے حکم سے مختلف ہے کیونکہ اس حدیث میں رات کی صراحت ہے اور **لاتمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ** والی مطلق حدیث بھی رات پر محمول ہے (یعنی جس حدیث میں اللیل کی قید ہے اس کے قرینہ سے ان حدیثوں کو جن میں یہ قید مذکور نہیں اس قید کے ساتھ مقید کیا جائیگا۔ مطلب یہ ہے کہ رات کو عورتوں کو مساجد سے نہ روکو اور شارح مسلم امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَهٰذَا النَّهْیُ عَنْ مَنْعِهِنَّ مِنَ الْخُرُوْجِ مَحْمُوْلٌ عَلٰی کَرَاهَةِ التَّنْزِیْهِ (صحیح مسلم مع شرح النووی ج ا ص ۱۸۳) عورتوں کو روکنے سے نہی کراہت تنزیہ پر محمول ہے۔ پس عورتوں کے لئے دن کو نکلنا خلاف اولی اور مردوں کے لئے رات کو روکنا خلاف اولی ہے یہ بھی تب ہے جب باقی شرائط پوری ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس حدیث میں رات کی قید مذکور نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہ بھی اس مقید حدیث کے قرینہ سے مقید ہوگی۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْ یَظْهَرُ اَنَّهٗ جَنَحَ اِلٰی أَنَّ هٰذَا الْمُطْلَقَ یُحْمَلُ عَلٰی ذَالِكَ الْمُقَیَّدِ۔

(فتح الباری ج۲ ص ۴۸۷)

ظاہر یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا میلان اس طرف ہے کہ مطلق حدیث کو بھی اس مقید پر محمول کیا جائے گا۔

کیونکہ اس باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ عورت پر جمعہ فرض نہیں کہ جمعہ دن کی نماز ہے جبکہ عورت رات کو مسجد میں آسکتی ہے، دن کو نہیں۔ پھر اس باب میں وہ حدیث کیوں ذکر کی جس میں رات کی قید نہیں ہے؟ اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ مطلق حدیث مقید پر محمول ہو کر اسی رات والی قید کے ساتھ مقید ہے۔

اسی طرح علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری طبع قدیم ج۳ ص ۲۲۸ پر دو مرتبہ پھر ص ۲۷۱ پر بھی یہی بات یوں کہتے ہیں

هٰذَا الْحَدِیْثُ مُطْلَقٌ وَالَّذِیْ قَبْلَهٗ مُقَیَّدٌ فَكَأَنَّ الْبُخَارِیَّ حَمَلَ هٰذَا الْمُطْلَقَ عَلٰی ذَاكَ الْمُقَیَّدِ۔

یہ حدیث مطلق ہے اور اس سے پہلے والی مقید ہے پس گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس مطلق کو اس مقید پر محمول کیا ہے۔ لیکن رات کی قید شرط اولویت ہے شرط وجوب نہیں یعنی اولی یہ ہے کہ دن کو نہ جائیں رات کو جائیں لیکن اگر دن کو مسجد میں جائیں تو جائز ہے مگر خلاف اولی ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرط3:(پردہ)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ قَالَتْ كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلٰوةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ مِنَ الْغَلَسِ

(صحیح بخاری ج۱ ص۸۲۔ صحیح مسلم ج۱ ص۲۳۰)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتیں نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس حالت میں حاضر ہوتیں کہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی ہوتیں پھر نماز ادا کرکے اپنے گھروں کی طرف لوٹتیں تو تاریکی کی وجہ سے ان کو کوئی بھی پہچان نہیں سکتا تھا۔

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْغَدَاةَ ثُمَّ يَخْرُجْنَ مُتَلَفِّفَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ۔(مجمع الزوائد ج۲ ص۳۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ عورتیں آنحضرت ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھتی تھیں پھر اپنی رنگین موٹی چادروں میں لپٹی مسجد سے نکل جاتیں۔

ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا اگر ہم میں سے کسی کے پاس بڑی چادر نہ ہو اور وہ عیدگاہ کی طرف نہ نکلے تو کیا کوئی حرج ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا۔ اس کی دوست عورت اس کو اپنی بڑی چادر پہنا دے (صحیح بخاری ج۱ ص۴۶، باب شہود الحائض العیدین ودعوۃ المسلمین۔ وج۱ ص۱۳۴، باب اذا لم یکن لہا جلباب فی العید) اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ دوست عورت اس کو اپنی چادر عاریۃً دیدے یا ایک چادر دونوں اوڑھ لیں۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ عورت کے مسجد یا عیدگاہ کی طرف جانے کے لئے پردہ کی شرط اتنی ضروری ہے کہ جس کے پاس پردہ کی چادر نہ ہو وہ بھی دوسری عورت سے چادر عاریۃ لے کر پردہ پوش ہو کر مسجد اور عیدگاہ میں جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرط 4: (خوشبو نہ لگائیں)

چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر عورتیں مسجد اور عیدگاہ کی طرف جائیں تو خوشبو نہ لگائیں بلکہ اس حالت میں جائیں کہ تیل اور خوشبو کے ترک کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑوں سے بو آرہی ہو اس مضمون کی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا شَهِدَتْ اِحْدٰكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيْبًا۔ (مسلم ج۱ ص۱۸۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۲۱۷/۴)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی حضرت زینبؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا جب تم عورتوں میں سے کسی عورت کا مسجد میں حاضر ہونے کا ارادہ ہو تو وہ خوشبو نہ لگائے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُوْرًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ (مسلم ج۱ ص۱۸۳)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں حاضر نہ ہو۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَخْرُجْنَ وَهُنَّ تَفِلَاتٌ (مسند احمد ج۱۹ ص۱۳۸، محقق الشیخ احمد محمد شاکر فرماتے ھیں اسنادہ صحیح۔ سنن ابی داؤد ج۱ ص۸۴، اسنادہ حسن موارد الظمئان ص۱۰۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو لیکن وہ گھروں سے اس حالت میں نکلیں کہ تیل اور خوشبو کے ترک کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑوں سے بو آتی ہو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ تَفِلَاتٍ (مسند احمد ج۸ ص۸۲۔ وقال الشیخ احمد محمد شاکر اسنادہ صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کو رات میں مسجد کی طرف آنے کی اجازت دو بشرطیکہ وہ اس حالت میں آئیں کہ ترکِ خوشبو کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑوں سے بو آرہی ہو۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ الْمَسَاجِدَ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ (رواہ احمد والبزار والطبرانی فی الکبیر واسنادہ حسن مجمع الزوائد ج ۲ ص۱۵۲، موارد الظمئان ۱۰۲)

حضرت زید بن خالد جہنیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو مسجد سے نہ روکو اور وہ (مساجد کی طرف) اس حالت میں نکلیں کہ تیل وخوشبو کے ترک کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑوں سے بو آرہی ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَوْ رَآى حَالَهُنَّ الْيَوْمَ مَنَعَهُنَّ (جامع المسانید والسنن ج۳۷ ص۳٦٦)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو بشرطیکہ وہ ایسی حالت میں نکلیں کہ تیل اور خوشبو کے ترک کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑوں سے بو آرہی ہو۔

عَنْ مُوْسَى بْنِ يَسَارٍ قَالَ مَرَّتْ بِأَبِيْ هُرَيْرَةَ اِمْرَأَةٌ وَرِيْحُهَا تَعْصِفُ فَقَالَ لَهَا أَيْنَ تُرِيْدِيْنَ يَا أَمَةَ الْجَبَّارِ؟ قَالَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ قَالَ وَتَطَيَّبْتِ؟ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعِيْ فَاغْتَسِلِيْ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ امْرَأَةٍ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صَلَاۃً خَرَجَتُ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرِیْحُھَا تَعْصِفُ حَتّٰی تَرْجِعَ فَتَغْتَسِلَ (رواہ ابن خزیمہ فی صحیحہ، الترغیب والترھیب ج۳ ص۸۸۔ ابو داؤد ج۲ ص۲۱۹، باب فی طیب المرأۃ للخروج۔ ابن ماجہ ص۲۸۸، باب فتنۃ النساء)

حضرت موسیٰ بن یسار سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے قریب سے ایک عورت گذری، اس کے کپڑوں سے خوشبو مہک رہی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا اے جبار کی بندی! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا مسجد کا۔ پوچھا تو نے خوشبو لگا رکھی ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا لوٹ جا اور اسے دھو ڈال کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عورت کی نماز قبول نہیں کرتا جو اس حالت میں مسجد کیطرف نکلے کہ خوشبو اس کے کپڑوں سے مہک رہی ہو حتیٰ کہ وہ لوٹ جائے اور اسے دھو ڈالے۔

عَنِ الْأَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ أَیُّمَا امْرَأَۃٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا مِنْ رِیْحِھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ

(سنن نسائی، باب ما یکرہ للنساء من الطیب ج۲ ص۲۸۲)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جس عورت نے عطر لگایا پھر لوگوں کے پاس سے گذری تاکہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں تو یہ زانیہ ہے۔

اس پر الشیخ محمد المحدث التھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھتے ہیں " اس عورت کو زانیہ اس لئے کہا

لِأَنَّھَا قَدْ ھَیَّجَتْ شَھْوَۃَ الرِّجَالِ بِعِطْرِھَا وَحَمَلَتْھُمْ عَلَی النَّظْرِ اِلَیْھَا وَشَوَّشَتْ قَلْبَہٗ فَاِذَا ھِیَ سَبَبُ زِنَاہُ بِالْعَیْنِ فَتَکُوْنُ ھِیَ أَیْضاً زَانِیَۃٌ الخ

کہ اپنے عطر کے ذریعہ مردوں کے شہوانی جذبات کو ابھارا ہے اور ان کو اپنی طرف دیکھنے پر برانگیختہ کیا ہے اور ان کے دل کو پریشان کیا ہے تو یہ عورت آنکھ کے زنا کا سبب بنی ہے پس سببِ زنا بننے کی وجہ سے اس کو زانیہ کہا گیا ہے"۔ ابن الملک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث میں اتنی شدت اس لئے اختیار کی گئی ہے کہ عطر لگا کر گھروں سے باہر نکلنے سے عورتوں کو علی وجہ المبالغہ منع کرنا مقصود ہے۔ عورت کا عطر لگا کر باہر نکلنا بازار جانے کے لئے ہو یا مسجد میں جانے کے لئے ہو یا کہیں اور سب کا حکم برابر ہے۔ بلکہ مسجد میں جائے تو زیادہ گناہ ہے کیونکہ وہ دوسرے نمازیوں کے دلوں میں وساوس ڈالنے اور ان کی یکسوئی میں فرق پیدا کرنے کا سبب بنے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو محسوس ہوا کہ ان کی بیوی نے خوشبو لگا رکھی ہے جبکہ وہ مکہ میں تھی تو عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو قسم دے کر کہا کہ تو آج رات باہر نہ نکلے گی
(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۱۷، باب من کرہ للمرأة الطیب اذا خرجت)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَتِ الْمَرْأَةُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَلْتَغْتَسِلْ مِنَ الطِّیْبِ کَمَا تَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ

(نسائی ۲۸۲، باب اغتسال المراۃ من الطیب)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت کا مسجد میں جانے کا ارادہ ہو تو وہ (اپنے بدن سے عطر کی خوشبو ختم کرنے کے لئے) اس طرح غسل کرے جس طرح وہ جنابت سے غسل کرتی ہے۔ اس حدیث پر امام سندھی نے حاشیہ میں لکھا ہے اس حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بدن میں عطر استعمال کرنے کے بعد عورت کا مسجد کی طرف نکلنے کا ارادہ ہو تو وہ اس عطر کی وجہ سے پہلے غسل کرے اور غسل بھی اتنی کوشش اور مبالغہ کے ساتھ کرے جتنی وہ غسل جنابت میں کوشش کرتی ہے تاکہ اس کے بدن سے خوشبو بالکل زائل ہو جائے اور اگر عطر لگا کر نکل چکی ہے تو وہ لوٹ جائے اور غسل کر کے عطر کی خوشبو دور کر کے پھر مسجد کی طرف آئے۔ عطر کی وجہ سے اس غسل کو غسل جنابت کے ساتھ تشبیہ دے کر اور عورت کے اس عطر پاشی والے فعل کو زنا کے ساتھ تشبیہ دے کر اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی قباحت بتانا مقصود ہے۔ کیونکہ اس نے معطر ہو کر اپنی مہک کے ذریعہ لوگوں کے جذبات شہوت کو برانگیختہ کی ہے اور ان کے دیکھنے کے لئے دروازہ کھولا ہے اور یہ نظر بازی زنا کے لئے چٹھی رسانی کا کام کرتی ہے اس لئے عطر لگا کر نکلنے والی عورت کو زانی کی طرح غسل جنابت کا حکم دیا گیا۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس شرط کے لئے سنن نسائی ج ۲ ص ۲۸۲ پر باب قائم کیا ہے أَلنَّهْیُ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَشْهَدَ الصَّلٰوةَ إِذَا أَصَابَتْ مِنَ الْبَخُوْرِ (جب عورت مہک پیدا کرنے والی خوشبو لگا لے تو اس کے لئے نماز میں حاضر ہونا ممنوع ہے) اس عنوان میں امام موصوف نے سات احادیث کا اندراج کیا ہے۔

شرط ۵: (ترکِ زینت)

اس پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۲۰ پر باب قائم کیا ہے باب ما جاء في كراهية خروج النساء في الزينة۔ اس میں حدیث ہے

میمونہ بنت سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَثَلُ الرَّافِلَةِ فِیْ الزِّیْنَةِ فِیْ غَیْرِ أَهْلِهَا كَمَثَلِ ظُلْمَةٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَا نُوْرَ لَهَا۔

اپنے گھر سے باہر زیب و زینت کر کے ناز نخرے کرنے والی عورت ایسے ہے جیسے قیامت کے دن کی ظلمت اس کے لئے کوئی نور نہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَیْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ فِیْ الْمَسْجِدِ اِذْ دَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ مِنْ مُزَیْنَةَ تَرْفُلُ فِیْ زِیْنَةٍ لَهَا فِیْ الْمَسْجِدِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا أَیُّهَا النَّاسُ اِنْهَوْا نِسَاءَ كُمْ عَنْ لُبْسِ الزِّیْنَةِ وَالتَّبَخْتُرِ فِیْ الْمَسْجِدِ فَاِنَّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُلْعَنُوْا حَتّٰی لَبِسَ نِسَائُهُمُ الزِّیْنَةَ وَتَبَخْتَرْنَ فِی الْمَسَاجِدِ۔

(سنن ابن ماجه ص ۲۸۸، باب فتنة النساء)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ قبیلہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مزینہ کی ایک عورت زیب و زینت کر کے ناز و نخوت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے لوگو! اپنی عورتوں کو زیب و زینت کے ساتھ آراستہ ہو کر ناز اور خوش رفتاری کے ساتھ مسجد میں آنے سے روکو۔ بنی اسرائیل پر اس وقت لعنت کی گئی جب ان کی عورتیں سج دھج کر، ناز و نخوت سے مسجدوں میں آنے لگیں۔

قرآن کریم میں ہے وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِیْنَةٍ وَأَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ (پ ۱۸، سورۃ النور) وہ بوڑھی عورتیں جو بڑھاپے کی وجہ سے حیض اور اولاد کی حد سے گذر چکی ہیں اگر وہ اپنی پردے والی بڑی چادر اتار دیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔ بشرطیکہ وہ زیب و زینت ظاہر نہ کریں اور اگر وہ پردہ اتارنے سے احتراز کریں تو یہ ان کے لئے بہتر ہے۔

تفسیر مظہری اور تفسیر خازن میں ہے کہ یہاں بوڑھی عورتوں سے وہ بوڑھی عورتیں مراد ہیں کہ جن کو دیکھ کر مردوں کے دلوں میں کشش کی بجائے نفرت پیدا ہو۔ سو ایسی عورتیں اگر اجنبی مردوں کے سامنے اپنی پردے والی چادر جو دوپٹے کے اوپر ہوتی ہے وہ اتار دیں تو کوئی حرج نہیں لیکن دوپٹہ اتارنا ان کے لئے بھی جائز نہیں۔ لیکن ایسی بوڑھی عورتیں بھی تب پردہ اتار سکتی ہیں جب وہ زیب و زینت کا اظہار نہ کریں۔ اور اگر بڑھاپے کے باوجود ان میں حسن و جمال کی کچھ کشش باقی ہو یا وہ زیب و زینت کا اظہار کریں تو ان کا حکم وہی ہے جو جوان عورتوں کا ہے۔ اور اگر اس میں مردوں کے لئے کوئی کشش نہ ہو اور زیبائش بھی اختیار نہ کریں تو ان کے لئے پردے والے بڑے کپڑے کو رکھ دینا جائز ہے لیکن ان کے لئے بھی بہتر یہ ہے کہ وہ پردہ قائم رکھیں۔ جب بوڑھی عورتوں کے لئے باہر نکلنے کی صورت میں زیب و زینت جائز نہیں تو مسجد میں جانے والی عورت کے لئے جبکہ مسجد میں نمازیوں کا ہجوم ہوتا ہے زیب و زینت اختیار کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهٗ قَالَ أَكْرَهُ الْيَوْمَ الْخُرُوْجَ لِلنِّسَاءِ فِی الْعِيْدَيْنِ فَإِنْ أَبَتِ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

الْمَرْأَةُ اِلَّا أَنْ تَخرُجَ فَلْيَأْذَنْ لَهَا زَوْجُهَا أَنْ تَخرُجَ فِيْ أَطْمَارِهَا وَلَا تَتَزَيَّنَ فَإِنْ أَبَتْ أَنْ تَخرُجَ كَذَالِكَ فَلِلزَّوْجِ أَنْ يَّمْنَعَهَا عَنِ الْخُرُوْجِ (ترمذی ج۱ ص ۱۲۰)

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں عورتوں کا عیدین کیلئے نکلنا مکروہ جانتا ہوں اور اگر عورت نکلنے پر اصرار کرے تو خاوند اس کو اس شرط کے ساتھ اجازت دے کہ وہ بوسیدہ پرانے کپڑوں میں نکلے اور زیبائش بھی اختیار نہ کرے اور اگر وہ زیبائش اور حسن لباس کے ساتھ نکلنے پر مصر ہو تو خاوند اس کو منع کر دے اور نکلنے کی اجازت نہ دے۔

شرط ۶: (مردوں سے عدم اختلاط)

عورتوں کے لئے مسجد اور عیدگاہ میں جانا تب جائز ہے جب مردوں اور عورتوں میں اختلاط نہ ہو بصورت دیگر جائز نہیں مردوں اور عورتوں کو اس اختلاط سے بچانے کے لئے مختلف تدبیریں اختیار کی گئی ہیں۔

۱۔ عورتیں مسجد کی طرف آتے جاتے راستہ کے ایک کنارے پر چلیں۔ راستہ کے درمیان میں نہ چلیں۔ مقصد یہ کہ راستہ میں مرد اور عورتیں ایک دوسرے سے جدا رہیں۔

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيْقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيْقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْتَصِقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰى اِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ مِنْ لُصُوْقِهَا بِهٖ

(سنن ابی داؤد ج۲ ص۳۵۸، باب فی مشی النساء فی الطریق)

حضرت ابو اسید انصاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپ مسجد سے باہر تھے اور راستہ میں مرد اور عورتیں رل مل گئے تھے۔ عورتو! پیچھے ہٹ جاؤ۔ تمہارے لئے مناسب نہیں کہ تم راستے کے درمیان چلو تم پر راستہ کے کنارے لازم ہیں۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ آپ کے اس فرمان سننے کے بعد عورت راستہ کے کنارے بنے ہوئے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مکانوں کی دیواروں کے ساتھ اتنی قریب ہو کر چلتی کہ عورت کا کپڑا دیوار کے ساتھ الجھ جاتا۔

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَھٰی اَنۡ یَّمۡشِیَ الرَّجُلُ بَیۡنَ الۡمَرۡاَتَیۡنِ (ابو داؤد ج ۲ ص ۳۵۹) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے آدمی کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع کیا ہے۔

ب۔ (باب النساء) مسجد میں داخل ہونے کے لئے مردوں اور عورتوں کے لئے الگ الگ دروازہ مقرر ہو۔ اور ہر ایک اپنے اپنے دروازے سے داخل ہو۔ امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد ج ا ص ٦٦ پر باب قائم کیا **باب اعتزال النساء في المساجد عن الرجال** اس کے تحت درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

عَنِ ابۡنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَوۡ تَرَکۡنَا ھٰذَا الۡبَابَ لِلنِّسَاءِ قَالَ نَافِعٌ فَلَمۡ یَدۡخُلۡ مِنۡهُ ابۡنُ عُمَرَ حَتّٰی مَاتَ۔

”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش ہم یہ دروازہ عورتوں کے لئے چھوڑ دیتے۔ نافع کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے آپ ﷺ کی اس خواہش کا اتنا احترام کیا کہ وہ اپنی موت تک اس دروازہ سے داخل نہیں ہوئے“۔

آگے جا کر امام ابوداؤد نے ص ۸۴ پر ایک باب قائم کیا **باب التشديد في ذالك** یعنی عورتوں کے مسجد میں جانے میں سختی اس کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی اس حدیث کو بھی ذکر کیا ہے۔

عَنۡ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ کَانَ یَنۡھٰی أَنۡ یَّدۡخُلَ مِنۡ بَابِ النِّسَاءِ۔ حضرت نافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ مردوں کو اس بات سے روکتے تھے کہ وہ عورتوں کے دروازے سے مسجد میں داخل ہوں۔

ج۔ (صفوں کی ترتیب) اگر مقتدیوں میں مرد، عورتیں اور بچے ہوں ان کی صفوں کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ترتیب یہ ہے کہ پہلے مرد، پھر بچے اور ان کے پیچھے عورتیں ہوں۔ حضرت ابو مالک اشعریؓ نے اپنی قوم کو جمع کیا۔ فرمایا اے اشعری قبیلہ کے لوگو! جمع ہو جاؤ اور اپنی عورتوں اور بیٹوں کو بھی جمع کر و تا کہ میں تمہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم والی وہ نماز سکھاؤں جو آپ نے مدینہ میں ہمیں پڑھائی۔ سب جمع ہو گئے تو انہوں نے پہلے ان کو وضو کر کے دکھایا اور جب سورج ڈھل گیا تو کھڑے ہو کر اذان کہی پھر اس ترتیب سے صف بندی کی فَصَفَّ الرِّجَالُ فِیْ أَدْنَی الصَّفِّ وَصَفَّ الْوِلْدَانُ خَلْفَهُمْ وَصَفَّ النِّسَاءُ خَلْفَ الْوِلْدَانِ ثُمَّ أَقَامَ الصَّلٰوةَ الخ امام کے قریب مردوں نے صف بنائی ان کے پیچھے بچوں نے اور ان کے پیچھے عورتوں نے صف بنائی۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۳۔ جامع المسانید والسنن ج ۱۴ ص ۴۵۲)

د۔ (عورتوں کی بہترین صف پچھلی ہے)

عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَاءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا (سنن ابی داؤد ص ۹۹، باب صف النساء والتاخر عن الصف الاول)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مردوں کی صفوں میں سے سب سے بہتر پہلی صف ہے اور سب سے بدتر آخری صف ہے۔ اور عورتوں کی صفوں میں سے سب سے بہتر آخری صف ہے اور سب سے بدتر پہلی صف ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۸ پر باب ہے من قال خیر صفوف النساء آخرھا (جنہوں نے کہا ہے کہ عورتوں کی بہترین صف آخری ہے) اس کے تحت محدث نے نو حدیثیں نقل کی ہیں۔ ان سب احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کی بہترین صف آخری ہے۔ بدترین پہلی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر عورتوں کی متعدد صفیں ہوں تو ثواب کے اعتبار سے ان کے لئے سب سے بہتر اور افضل پچھلی صف ہے اور سب سے کمتر ان کی پہلی صف ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام نووی رحمہ اللہ کی حکمت یہ بتاتے ہیں۔

وَاِنَّمَا فَضَّلَ آخِرَ صُفُوفِ النِّسَاءِ الْحَاضِرَاتِ مَعَ الرِّجَالِ لِبُعْدِهِنَّ مِنْ مُخَالَطَةِ الرِّجَالِ وَرُؤْيَتِهِمْ وَتَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِهِمْ عِنْدَ رُؤْيَةِ حَرَكَاتِهِمْ وَسِمَاعِ كَلَامِهِمْ(مسلم مع شرح النووی ج۱ ص۱۸۲)

مسجد میں مردوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہونے والی عورتوں کے لئے آخری صف کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ وہ اس وقت مردوں کے ساتھ اختلاط اور رلنے ملنے سے دور ہو جاتی ہیں۔(کیونکہ درمیان میں بچے بھی حائل ہیں پھر عورتوں کی صفوں میں بھی آخری صف میں ہیں) نیز مردوں کو اوران کی حرکات کو دیکھنے اوران کی باتیں سننے سے دور ہو جانے کی وجہ سے ان عورتوں کا اطمینان قلب اور یکسوئی بھی قائم رہتی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ کے اسی باب میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک اور احتیاط بھی کرتے تھے کہ عورتوں کی صفوں میں بوڑھی عورتوں کو اگلی صف میں اور جوان عورتوں کو پچھلی صف میں کھڑا کرتے۔ أَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يُقَدِّمُ الْعَجَائِزَ فِي الصَّفِّ الْأَوَّلِ مِنْ صُفُوْفِ النِّسَاءِ وَيُؤَخِّرُ الشَّوَابَّ اِلَى الصَّفِّ الْمُؤَخَّرِ۔ بے شک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عورتوں کی صفوف میں سے پہلی صف میں بوڑھی عورتوں کو آگے کرتے اور جوان عورتوں کو آخری صف میں کر دیتے تاکہ جوان عورتیں مردوں کے ساتھ اختلاط سے زیادہ دور ہو جائیں۔

د۔(مسجد سے عورتیں پہلے نکلیں بعد میں امام اور مرد)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِذَا سَلَّمَ يَمْكُثُ فِيْ مَكَانِهِ يَسِيْرًا قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَنُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ لِكَيْ يَنْفُذَ مَنْ يَنْصَرِفُ مِنَ النِّسَاءِ (صحیح بخاری ج۱ ص۱۱۷)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سلام پھیر لیتے تو کچھ دیر اپنی جگہ ٹھہرے رہتے۔ ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ہمارا خیال یہ ہے کہ آپ اس لئے ٹھہرتے تھے تاکہ مردوں سے پہلے عورتیں نکل جائیں۔ آپ اپنی جگہ کتنی دیر ٹھہرے رہتے؟ اس

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث میں اجمال ہے حضرت ام سلمہؓ کی ایک اور حدیث میں اس کی وضاحت ہے کہ آپ اتنی دیر ٹھہرے رہتے جب تک عورتیں گھروں میں داخل نہ ہوجاتیں۔

قَالَ (ابْنُ شِهَابٍ) حَدَّثَتْنِي هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْفَرَّاسِيَّةُ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَتْ مِنْ صَوَاحِبَتِهَا قَالَتْ كَانَ يُسَلِّمُ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ فَيَدْخُلْنَ بُيُوتَهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَنْصَرِفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ (صحیح بخاری ج۱ ص۱۱۷)

ابن شہاب زہری کہتے ہیں مجھے ہند بنت حارث فراسیہ نے حضرت ام سلمہؓ جو نبی پاک ﷺ کی زوجہ مقدسہ ہیں سے حدیث بیان کی (اور یہ ہند مذکور حضرت ام سلمہؓ کی دوست عورتوں میں سے تھی) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نماز سے سلام پھیرتے تو عورتیں فوراً لوٹ جاتیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے لوٹنے سے قبل وہ اپنے گھروں میں داخل ہوجاتیں۔

حضرت ام سلمہؓ اپنی ایک اور حدیث میں فرماتی ہیں

أَنَّ النِّسَاءَ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كُنَّ إِذَا سَلَّمْنَ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ قُمْنَ وَثَبَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ صَلّٰى مِنَ الرِّجَالِ مَاشَاءَ اللّٰهُ فَإِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَامَ الرِّجَالُ ”

بے شک نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں عورتیں جب فرض نماز سے فارغ ہوتیں تو فوراً کھڑی ہوجاتیں اور رسول اللہ ﷺ اور مرد نمازی جتنی دیر اللہ نے چاہا اپنی جگہ بیٹھے رہتے پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو اس کے بعد باقی نمازی کھڑے ہوتے۔

مذکورہ بالا حدیثوں کے مطابق ترتیب یہ بنتی ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پہلے عورتیں مسجد سے نکلتیں اور جب وہ گھروں میں داخل ہوجاتیں تو اس کے بعد نبی پاک ﷺ کھڑے ہوتے اس کے بعد باقی نمازی کھڑے ہوتے جس کا مطلب یہ ہوا کہ نماز سے فارغ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہونے کے بعد مردوں اور عورتوں کا مسجد سے نکلتے وقت کوئی اختلاط نہ ہوتا تھا۔ اس مضمون کی حضرت ام سلمہؓ سے ایک اور حدیث صحیح بخاری ج ا ص ۱۲۰ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ اور امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد ج ا ص ۱۴۹ پر حضرت ام سلمہؓ کی حدیث پر باب قائم کیا ہے باب انصراف النساء قبل الرجال من الصلوۃ

فقہ حنفی کے اندر نماز کے مسائل میں ایک مشہور مسئلہ محاذاۃ کا ہے کہ اگر عورت جماعت میں مرد کے برابر آ کر کھڑی ہوگئی تو مرد کی نماز باطل ہو جائے گی کیونکہ احادیث میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ نماز میں عورتوں کو مردوں سے پیچھے کریں چونکہ مرد نے اپنے اس فرض میں کوتاہی کی ہے اس لئے اس کی نماز باطل ہو جائے گی اس مسئلہ کی اصل بنیاد یہی ہے مردوں اور عورتوں کا عدم اختلاط۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل اور اس کی شرائط کتب فقہ ہدایہ وغیرہ میں ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

لیکن غیر مقلدین کے ہیرو اور شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین کی بھی سن لیجئے ان کے نزدیک مردوں اور عورتوں کا اختلاط عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے سے عذر نہیں بن سکتا کیونکہ مردوں اور عورتوں کا اختلاط کوئی نئی بات نہیں یہ تو ازل سے ابد تک رہے گا اس لئے اس کی وجہ سے شریعت کا حکم نہیں بدلا جا سکتا۔ گویا وہ عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کے لئے مردوں اور عورتوں کے عدم اختلاط والی شرط کو مانتے ہی نہیں۔ موصوف لکھتے ہیں ''عورت و مرد کے اختلاط کا فتنہ کچھ اسی زمانہ سے پیدا نہیں ہوا ہے۔ ازل سے ابد تک رہا ہے اور رہے گا'' (فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۷۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شرط ۷: (مسجد میں اور مسجد کی طرف آتے جاتے آواز بلند نہ کریں)

عورت کی آواز اور انداز کلام میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک کشش رکھی ہے۔ اس لئے عورت کی آواز بھی عورت کے حکم میں ہے کہ جیسے عورت کا اپنے حسن و جمال اور زیب و زینت کے ساتھ ظاہر ہونا صنفی کشش اور صنفی تحریک کا سبب اور باعث فتنہ ہے اسی طرح اس کی نسوانی آواز اور انداز تکلم بھی باعث فتنہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے وَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ ''عورت (اجنبی آدمی کے ساتھ) نرم اور محبت بھرے انداز میں بات نہ کرے ورنہ جس شخص کے دل میں خواہش پرستی کی بیماری ہے وہ (تکمیل خواہش کے لئے) امید باندھ لے گا'' اسی طرح علامہ جذری نے نہایہ ج۲ ص۱۰۹ میں حدیث لکھی ہے۔ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يَخْضَعَ الرَّجُلُ لِغَيْرِ امْرَأَتِهٖ أَيْ يَلِيْنَ لَهَا فِي الْقَوْلِ بِمَا يُطْمِعُهَا مِنْهُ۔ رسول اللہ ﷺ نے مرد کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت کے ساتھ دل لبھانے والے نرم اور محبت بھرے انداز کیساتھ گفتگو کرے کہ اس سے وہ عورت اس سے امید باندھ لے گی۔

نہایہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ دور فاروقی میں ایک آدمی ایک ایسے مرد و زن کے پاس سے گذرا جو آپس میں بڑے نرم اور محبت کے انداز میں بات کر رہے تھے اس آدمی نے بوجہ غیرت اس کو مارا حتی کہ اس کا سر زخمی کر دیا۔ یہ معاملہ حضرت عمرؓ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس مارنے والے کا کوئی ایکشن نہیں لیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى أَنْ يَتَمَطَّى الرَّجُلُ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ عِنْدَ النِّسَاءِ إِلَّا عِنْدَ امْرَأَتِهٖ وَجَوَارِيْهِ۔ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی نماز میں یا عورتوں کے سامنے بازو پھیلا کر انگڑائی لے مگر اپنی بیوی اور لونڈیوں کے پاس جائز ہے (تفسیر مظہری ج ۷ ص ۳۴۷)

ان احادیث کے مطابق مرد اور عورت دونوں کے لئے حکم ہے کہ وہ آپس میں قطعاً

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس انداز سے بات یا کوئی حرکت نہ کریں جو صنفی کشش اور صنفی تحریک کا باعث بنے اور عورت کا اجنبی مرد کے ساتھ نسوانی آواز اور نسوانی انداز کے ساتھ بات کرنا نیک نیتی کے ساتھ ہو یا بد نیتی کے ساتھ ہو۔ براہ راست مرد کے ساتھ ہو یا کسی عورت کے ساتھ مگر مرد بھی سن رہا ہو ان مذکورہ بالا سب صورتوں میں عورت گناہ گار ہوگی۔ عورت کی آواز کے بارے شریعت نے یہاں تک احتیاط برتی ہے۔ کہ اگر امام نماز میں بھول جائے تو مرد سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دے لیکن عورت ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مار کر لقمہ دے بشرطیکہ اس سے بھی پر کیف اور پر کشش آواز پیدا نہ ہو۔ چنانچہ سنن ابی داؤد ج ا ص ۱۳۸ پر باب ہے التصفیق فی الصلوۃ (نماز میں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارنا) اس کے تحت امام ابو داؤد نے اس مضمون کی چار حدیثیں نقل کی ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلتَّسْبِیْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ۔ لقمہ دینے کے لئے مرد کہیں سبحان اللہ اور عورتیں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر ماریں۔ نیز ابن ماجہ ص ۷۲ اور نسائی ص ۱۷۸، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ طبع بیروت ملاحظہ فرمائیں۔

ان دلائل کی وجہ سے عورت کے لئے مسجد میں جانیکی شرط یہ ہے کہ وہ گھر سے نکلنے کے بعد سے واپس آنے تک اونچی آواز سے بات نہ کرے تا کہ اس کی نسوانی آواز اور نسوانی اندازِ گفتگو صنفی کشش کے جذبات میں تحریک پیدا کر کے باعثِ فتنہ نہ بن جائے۔

شرط ۸: (فساد اور فتنہ کا خوف نہ ہو)

اگر معاشرہ اور ماحول ایسا ہو کہ ان مذکورہ بالا شرائط اور تحفظات کے باوجود عورت کا مسجد کی طرف نکلنا فتنہ وفساد کا سبب ہو تب بھی عورت کے لئے مسجد میں جانا جائز نہیں۔ لہذا عورت کے لئے مسجد میں جانا تب جائز ہوگا جب اس کے نکلنے اور مسجد میں آنے جانے سے مردوں یا عورتوں کے لئے کسی فتنہ وفساد کا خوف وخطرہ نہ ہو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابن ماجہ کے ص ۲۸۸ پر باب قائم کیا ہے۔ باب فتنة النساء اس کے تحت امام موصوف نے پانچ حدیثیں درج کی ہیں۔ چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں

حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَاأَدَعُ بَعْدِیْ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ۔ میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ ہو۔ (یعنی مردوں کے لئے سب فتنوں سے زیادہ نقصان دہ عورتوں کا فتنہ ہے) (ترمذی ج ۲ ص ۱۰۶، باب ماجاء فی تحذیر فتنة النساء۔ بخاری ۲/۷۶۳۔ مسلم ۲/۳۵۲۔ مشکوۃ ۲/۲۶۷)

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ صَبَاحٍ اِلَّا وَمَلَكَانِ يُنَادِيَانِ وَيْلٌ لِلرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَوَيْلٌ لِلنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے پکار کر اعلان کرتے ہیں مردوں کے لئے ہلاکت ہے عورتوں کی وجہ سے اور عورتوں کیلئے ہلاکت ہے مردوں کی وجہ سے۔

عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ خَطِيْبًا فَكَانَ فِيْمَا قَالَ أَنَّ الدُّنْيَا خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيْهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اس خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ دنیا بڑی خوبصورت اور لذیذ ہے اور اللہ تعالیٰ اس دنیا میں تمہیں نائب بنا کر دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟ آگاہ ہو جاؤ دنیا سے خصوصاً عورتوں سے بچو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ (ترمذی ۱/۲۲۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت چھپانے کی چیز ہے۔ کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے (کہ اس کے ذریعے کس طرح لوگوں کو فتنہ وفساد میں ڈالے یا اس کو کس طرح فتنہ وفساد میں مبتلا کرے)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِحْبِسُوا النِّسَاءَ فِي الْبُيُوْتِ فَاِنَّ النِّسَاءَ عَوْرَةٌ وَاِنَّ الْمَرْأَةَ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَقَالَ لَهَا اِنَّكِ لَا تَمُرِّيْنَ بِأَحَدٍ اِلَّا أَعْجَبَ لَكِ (مصنف ابن ابی شیبہ ٤٦٧/٣)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ عورتوں کو گھروں میں روک رکھو۔ کیونکہ عورتیں سراپا پردہ ہیں اور پکی بات ہے کہ عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں ہو جاتا ہے اور (نکلنے سے پہلے) اس کے دل میں یہ بات ڈال دیتا ہے کہ وہ جس کے پاس سے گزرے اس کو پسند آئے اور اس کو تعجب میں ڈال دے (سو وہ عورت خوب زیب وزینت کر کے گھر سے نکلتی ہے اور بڑے ناز وانداز سے چلتی ہے)

ابھی ماقبل میں حدیث گذری ہے کہ دنیا بڑی خوبصورت اور بڑی لذیذ ہے۔ دنیا کی چیزوں میں دنیا پرست انسان کے لئے بڑی کشش اور جاذبیت ہے اس لئے دنیا پرست آدمی ان کی چاہت ومحبت میں اپنا دین وایمان تباہ کر بیٹھتا ہے۔ دنیا کی جن چیزوں کی چاہت ومحبت انسان کو دین سے برگشتہ کرتی ہے ان میں سرفہرست اللہ تعالی نے عورتوں کا ذکر کیا ہے فرمایا زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الخ لوگوں کے دلوں میں مرغوب چیزوں کی چاہت ومحبت چمکا دی گئی یعنی عورتیں اور بیٹے وغیرہ....اور حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهِ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطَانِ (مشکوۃ شریف ۴۴۴، کتاب الرقاق، فصل نمبر۳، ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن ابن مسعود موقوفا ۱۶۲/۸) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے خطبہ میں ارشاد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فرمایا عورتیں شیطان کا جال ہیں (وہ ان کے ذریعے لوگوں کو شکار کرتا ہے) ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک قول نقل کیا ہے مَا یَئِسَ الشَّیْطَانُ مِنْ بَنِیْ آدَمَ اِلَّا اَتٰی مِنْ قِبَلِ النِّسَاءِ (مرقات ۶۵/۹) جب شیطان بنی آدم کو گمراہ کرنے سے مایوس ہوجاتا ہے تو عورتوں کا حربہ استعمال کرتا ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا فتنہ وفساد کا سبب ہے اس لئے باقی ساری شرطیں اور تحفظات پورے ہوں لیکن اگر عورت کے مسجد یا عیدگاہ کی طرف نکلنے میں فتنہ وفساد کا خوف ہو تو پھر بھی عورت کے لئے مسجد اور عیدگاہ میں جانا جائز نہ ہوگا۔

تائیدات: اس پر چند محقق علماء کرام کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

" هٰذَا وِشِبْهُهٗ مِنْ أَحَادِيْثِ الْبَابِ ظَاهِرٌ فِيْ أَنَّهَا لَا تُمْنَعُ الْمَسْجِدَ لٰكِنْ بِشُرُوْطٍ ذَكَرَهَا الْعُلَمَاءُ مَأْخُوْذَةٍ مِنَ الْأَحَادِيْثِ وَهُوَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ مُتَطَيِّبَةً وَلَا مُتَزَيِّنَةً وَلَا ذَاتَ خَلَاخِلَ يُسْمَعُ صَوْتُهَا وَلَا ثِيَابٍ فَاخِرَةٍ وَلَا مُخْتَلِطَةً بِالرِّجَالِ وَلَا شَابَّةً وَنَحْوَهَا مِمَّنْ يُفْتَتَنُ بِهَا وَأَنْ لَّا يَكُوْنَ فِي الطَّرِيْقِ مَا يُخَافُ بِهٖ مَفْسِدَةٌ وَنَحْوُهَا " (صحیح مسلم مع شرح النووی ج۱ ص۱۸۳)

یہ حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ عورت کو مسجد سے نہ روکا جائے لیکن اس کے لئے کچھ شرطیں ہیں جن کو علماء نے ذکر کیا ہے۔وہ یہ ہیں۔خوشبو لگائے ہوئے نہ ہو، بنی سنوری نہ ہو، بجنے والے پازیب پہنے ہوئے نہ ہو، دلکش وجاذب نظر کپڑے زیب تن نہ ہوں، مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو، جوان نہ ہو، نہ ایسی ہو کہ جوان عورتوں کی طرح اس سے فتنہ کا اندیشہ ہو، اور مسجد کا راستہ بھی فتنہ وفساد سے محفوظ ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ بخاری میں لکھتے ہیں!

" قَالَ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَامٌّ فِي النِّسَاءِ اِلَّا أَنَّ الْفُقَهَاءَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خَصُّوهُ بِشُرُوطٍ مِنهَا أَنْ لَّا تَطَيَّبَ وَهُوَ فِي بَعْضِ الرِّوَايَاتِ وَلْيَخْرُجْنَ تَفِلَاتٍ ...... وَقَالَ يَلْحَقُ بِالطِّيبِ مَا فِي مَعْنَاهُ لِأَنَّ سَبَبَ الْمَنْعِ مِنْهُ مَا فِيهِ مِنْ تَحْرِيكِ دَاعِيَةِ الشَّهْوَةِ كَحُسْنِ الْمَلْبَسِ وَالْحُلِيِّ الَّذِي يَظْهَرُ وَالزِّينَةِ الْفَاخِرَةِ وَكَذَا الْإِخْتِلَاطُ بِالرِّجَالِ........ وَقَدْ وَرَدَ فِي بَعْضِ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِ مَا يَدُلُّ أَنَّ صَلٰوةَ الْمَرْأَةِ فِي بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِهَا فِي الْمَسْجِدِ وَذَالِكَ فِي رِوَايَةِ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ أَخْرَجَهُ أَبُودَاوُدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَوَجْهُ كَوْنِ صَلٰوتِهَا فِي الْإِخْفَاءِ أَفْضَلَ تَحْقِيقُ الْأَمْنِ فِيهِ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَتَأَكَّدُ ذَالِكَ بَعْدَ وُجُودِ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ مِنَ التَّبَرُّجِ وَالزِّينَةِ وَمِنْ ثَمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا قَالَتْ " (فتح الباری ۲/ ٤٤٤)

حافظ ابن دقیق العید فرماتے ہیں، یہ حدیث بظاہر تمام عورتوں کے حق میں عام ہے مگر فقہاء اسلام نے اس کو چند شرطوں کے ساتھ خاص کیا ہے جن میں سے ایک یہ ہے (مسجد میں حاضر ہونے والی عورت) خوشبو سے معطر نہ ہو اور یہ شرط بعض حدیثوں میں مذکور ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اس حالت میں نکلیں کہ ترک خوشبو کی وجہ سے ان کے بدن اور کپڑوں سے بو آرہی ہو اور یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں خوشبو کی طرح تحریک شہوت کی صفت پائی جائے جیسے خوبصورت لباس، نمایاں زیورات، قابل ذکر زیبائش، نیز مردوں کے ساتھ اختلاط پھر اس حدیث کی بعض سندوں میں اور بعض دیگر احادیث میں ایسے الفاظ آتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ عورت کی نماز اپنے گھر میں اس کی مسجد والی نماز سے افضل ہے چنانچہ حبیب بن ابی ثابت عن ابن عمرؓ کی حدیث میں صراحۃً ہے کہ اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لئے بہتر ہیں یہ حدیث ابوداؤد میں ہے اور ابن خزیمہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور اس کی اخفاء کے ساتھ نماز کے افضل

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس صورت میں فتنہ سے محفوظ ہو جاتی ہے اور عورتوں میں زیب وزینت کے ساتھ باہر نکلنا جو شروع ہو گیا ہے اس سے یہ افضلیت والا حکم اور بھی پختہ ہو جاتا ہے اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کے یہ حالات ظاہر ہو جاتے تو آپ ﷺ انہیں مسجد سے روک دیتے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ!

”وَلااِخْتِلَافَ بَيْنَ قَوْلِهِ ﷺ اِذَا اسْتَأْذَنَتْ اِمْرَأَةُ أَحَدِكُمْ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَلَايَمْنَعُهَا وَبَيْنَ مَا حَكَمَ جُمْهُوْرُ الصَّحَابَةِ مِنْ مَنْعِهِنَّ اِذِ النَّهْىُ عَنِ الْغَيْرَةِ الَّتِى تَنْبَعِثُ مِنَ الْأُنْفَةِ دُوْنَ خَوْفِ الْفِتْنَةِ وَالْجَائِزُ مَا فِيْهِ خَوْفُ الْفِتْنَةِ وَذَالِكَ قَوْلُهُ ﷺ اَلْغَيْرَةُ غَيْرَتَانِ اَلْحَدِيْثُ“ (يَعْنِىْ أَحَدُهُمَا مَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَثَانِيْهُمَا مَا يُبْغِضُهُ اللّٰهُ فَالْأَوَّلُ الْغَيْرَةُ فِى الرِّيْبَةِ اَىْ مَوْضِعَ التُّهْمَةِ وَالثَّانِيَةُ فِىْ غَيْرِ رِيْبَةٍ۔ ناقل)

(حجة الله البالغة ص٤٦٩، باب الجماعة۔)

اور آنحضرت ﷺ کے اس فرمان میں کہ جب تم میں سے کسی کی عورت مسجد میں جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے اور جمہور صحابہؓ جو عورتوں کو مسجد سے روکتے تھے ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے جس روکنے سے منع فرمایا ہے یہ وہ رکاوٹ ہے جس کی بنیاد تکبرانہ غیرت ہے نہ کہ فتنہ وفساد کا اندیشہ اور صحابہ کرامؓ نے جو عورتوں کو روکا وہ اس جائز غیرت کی وجہ سے تھا جو خوفِ فتنہ کی بناء پر تھی اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ غیرت کی دو قسمیں ہیں یعنی ایک اللہ کو محبوب ہے دوسری مبغوض ہے، محبوب وہ غیرت ہے جو موقع تہمت اور خوفِ فتنہ کی وجہ سے ہو اور مبغوض وہ غیرت ہے جو محض تکبر کی وجہ سے ہو۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں!

" وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ الزَّوْجَ لَا يَمْنَعُ زَوْجَتَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهِ إِذَا اسْتَأْذَنَتْهُ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي خُرُوجِهَا مَا يَدْعُوا إِلَى الْفِتْنَةِ مِنْ طِيبٍ أَوْ حُلِيٍّ أَوْ زِينَةٍ وَغَيْرِهَا نَعَمْ يَمْنَعُهَا الْعُلَمَاءُ الْمُفْتُونَ وَالْأُمَرَاءُ الْقَائِمُونَ بِدَفْعِ الْفِتْنَةِ وَتَغْيِيرِ الْمُنْكَرَاتِ لِشُيُوعِ الْفِتَنِ وَعُمُومِ الْبَلْوٰى وَالزَّوْجُ أَيْضًا يُخْبِرُهَا بِمَنْعِ الْعُلَمَاءِ وَأُولِي الْأَمْرِ " (فتح الملهم ۲ / ۶۹)

اور یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ جب عورتیں شرائط کی پابندی کرتے ہوئے مسجد میں جانے کی اجازت طلب کریں تو ان کے شوہر انہیں خود نہ روکیں ہاں البتہ اہل فتوی علماء کرام اور حکام جو دفع فتنہ اور اصلاح منکرات کے ذمہ دار ہیں وہ فتنوں کے پھیل جانے اور اس میں عام ابتلاء کی وجہ سے عورتوں کو مساجد میں آنے اور جمعہ وغیرہ میں شریک ہونے سے روک دیں اور خاوند اپنی بیوی کو اس پابندی کی اطلاع کردے۔ مذکورہ بالا کتاب وسنت کے دلائل اور علماء کرام کی تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر عورتوں کے مسجد میں جانے سے اخلاقی اعتبار سے فتنہ وفساد کا خوف واندیشہ ہو تو عورتوں کے لئے مسجد وعیدگاہ میں جانا جائز نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۳ میں عورتوں کے لئے مساجد میں جانے والی احادیث پر عنوان قائم کیا ہے باب خروج النساء الی المساجد اذا لم یترتب علیہ فتنۃ وانھا لاتخرج مطیبۃ (عورتیں مساجد کی طرف نکلیں جب اس پر کوئی فتنہ مرتب نہ ہو نیز خوشبو لگا کر بھی نہ نکلیں) لہذا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اذن مساجد والی احادیث عدم خوف فتنہ کے ساتھ مقید ہیں۔ لیکن غیر مقلدین اس شرط کے منکر ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جتنا بھی فتنہ وفساد پیش آئے عورتیں ہر حال مسجد اور عیدگاہ جائیں خواہ راستہ میں زنا کی وارداتیں پیش آئیں تب بھی جائیں چنانچہ غیر مقلد مولوی محمد رئیس لکھتے ہیں" راستہ میں مفسدہ یا اس جیسی چیز کا کسی حدیث میں کوئی ذکر نہیں"۔ (سلفی تحقیق جائزہ ص ۱۸۷) پھر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

موصوف آگے ص ۸۷ پر لکھتے ہیں ''عہد نبوی میں تو نماز کے لئے مسجد جانے والی ایک عورت کے ساتھ زنا بالجبر کا واقعہ پیش آگیا پھر بھی آپ نے نہیں کہا کہ فساد کا زمانہ ہے اس لئے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے پر پابندی لگائی جاتی ہے''

جناب! ایک آدھ واقعہ کا پیش آنا اور بات ہے فساد زمانہ اور بات ہے۔

احادیث کی تیسری قسم: (گھروں میں نماز ادا کرنے کی ترغیبی احادیث)

(۱) اگر مذکورہ بالا شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو عورت کے لئے مسجد اور عیدگاہ میں جانا جائز نہیں (۲) اور اگر سب شرطیں موجود ہوں تو ایسی صورت میں عورت کے لئے مسجد میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ تاہم ان تحفظات کے باوجود احادیث مبارکہ میں عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور ان کی گھر والی نماز کو مسجد والی نماز سے افضل بتایا گیا ہے حتی کہ عورت کی مسجد نبوی میں نبی پاک ﷺ کی اقتداء میں ادا کردہ نماز کے مقابلہ میں گھر میں ادا کی ہوئی نماز افضل ہے۔ امام عبدالعظیم منذری رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الترغیب والترہیب'' کے ص ۲۲۵ پر باب قائم کیا ہے **ترغیب النساء فی الصلاۃ فی بیوتھن ولزومھا وترھیبھن من الخروج منھا،** اس کے تحت انہوں نے گیارہ حدیثیں باحوالہ ذکر کی ہیں چند حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث نمبر 1۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَمْنَعُوا نِسَاءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوْتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ (ابو داؤد ج۱ ص ۸٤)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں۔

حدیث نمبر 2۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ مِخْدَعِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ بَيْتِهَا (ابو داؤد ج۱ ص ۸٤)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا عورت کی نماز اپنے کمرے میں گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور اس کی نماز کمرے کی چھوٹی کوٹھڑی میں کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔

(ف) اس سے معلوم ہوا کہ عورت جس قدر اخفاء کے ساتھ نماز ادا کرے اس کو اتنا ثواب زیادہ ہے۔

حدیث نمبر 3۔ عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ اِمْرَأَةِ أَبِيْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّهَا جَاءَ تِ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ أُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ قَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكِ تُحِبِّيْنَ الصَّلٰوةَ مَعِيَ، وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ دَارِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ دَارِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِيْ قَالَ فَامَرَتْ فَبُنِيَ لَهَا مَسْجِدٌ فِيْ أَقْصٰى شَيْءٍ مِنْ بَيْتِهَا وَأَظْلَمِهٖ فَكَانَتْ تُصَلِّيْ فِيْهِ حَتّٰى لَقِيَتِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ (رواه احمد ورجاله رجال الصحيح غير عبد الله بن سويد الانصاری ووثقه ابن حبان مجمع الزوائد ج ٢ ص ٣٤)

ابوحمید ساعدیؓ کی بیوی ام حمیدؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی چاہت رکھتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کو پسند کرتی ہے لیکن تیری کوٹھڑی کی نماز بڑے کمرہ کی نماز سے بہتر ہے۔ اور تیرے بڑے کمرہ کی نماز گھر کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور تیرے صحن کی نماز محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز میری مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔ راوی حدیث کا بیان ہے کہ ام حمیدؓ نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(حضور ﷺ کی منشا سمجھ کر) اپنے گھر والوں کو حکم کیا سو ان کے حکم کے مطابق گھر کے دور اور تاریک تر گوشہ میں نماز کی جگہ بنادی گئی وہ اپنی وفات تک اسی میں نماز پڑھتی رہیں۔

آپ اس حدیث پر ذرا دوبارہ نظر ڈالیں۔ عورت کی چھوٹے کمرے والی نماز بڑے کمرے والی نماز سے افضل، اور بڑے کمرے والی نماز صحن والی نماز سے افضل، اور صحن والی نماز محلّہ کی مسجد والی نماز سے افضل، اور محلّہ کی مسجد والی نماز مسجد نبوی والی نماز سے افضل، نتیجہ یہ کہ چھوٹے کمرے والی نماز مسجد نبوی سے بھی بدرجہا بہتر ہے۔

فائدہ...... اتنی عظیم خوشخبری سننے اور نبی پاک ﷺ کا منشا معلوم کرنے کے بعد عورت کے مسجد میں اور عیدگاہ میں جانے پر اصرار اور منشا نبوت کے خلاف ترغیب وہی دے سکتا ہے جو نفس پرست، مفاد پرست اور دنیا کا پجاری ہے۔ صحیح ابن خزیمہ میں اس حدیث پر عنوان لگایا گیا ہے باب اختیار صلاۃ المراۃ الخ یہ باب ہے اس بیان میں کہ عورت کی اپنے بڑے کمرے کی نماز اس کے صحن کی نماز سے بہتر ہے اور اس کے صحن کی نماز اس کے محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔ اور محلّہ کی مسجد کی نماز مسجد نبوی کی نماز سے بہتر ہے۔ اگرچہ مسجد نبوی کی ایک نماز دوسری مساجد کی ایک ہزار نماز کے برابر ہے اس سے مردوں کی نماز مراد ہے عورتوں کی نماز مراد نہیں (یعنی یہ فضیلت مردوں کی نماز کے لئے خاص ہے)

حدیث نمبر 4۔ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ (الترغیب والترھیب ج۱ ص۲۲۶)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں کی مساجد میں سے بہترین مسجد ان کے گھر کا پوشیدہ ترین حصہ ہے۔

حدیث نمبر 5۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا خَيْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ حُجْرَتِهَا وَصَلَاتُهَا فِيْ حُجْرَتِهَا خَيْرٌ مِنْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

صَلَاتِهَا فِیْ دَارِهَا وَصَلَاتُهَا فِیْ دَارِهَا خَیْرٌ مِنْ صَلَاتِهَا فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِهَا

(الترغیب والترهیب ج۱ ص۲۲۶)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی گھر کے تنگ کمرہ کی نماز بڑے کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔ اور اس کے بڑے کمرے کی نماز اس کے صحن کی نماز سے بہتر ہے۔ اور اس کے صحن کی نماز اس کے محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔

حدیث نمبر 6۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ أَحَبَّ صَلٰوةِ الْمَرْأَةِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ أَشَدِّ مَكَانٍ فِیْ بَیْتِهَا ظُلْمَةً

(الترغیب والترهیب ج۱ ص۲۲۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی وہ نماز اللہ تعالیٰ کو بہت ہی زیادہ پسند ہے جو وہ اپنے گھر کی تاریک ترین جگہ میں پڑھتی ہے۔

حدیث نمبر 7۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ مَا صَلَّتِ امْرَأَةٌ مِنْ صَلَاةٍ أَحَبَّ اِلَی اللّٰه مِنْ أَشَدِّ مَكَانٍ فِیْ بَیْتِهَا ظُلْمَةً (الترغیب والترهیب ج۱ ص۲۲۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا عورت کی کوئی نماز خدا تعالیٰ کو اس نماز سے زیادہ محبوب نہیں جو وہ اپنے گھر کی تاریک تر جگہ میں پڑھے۔

حدیث نمبر 8۔ وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ أَلنِّسَاءُ عَوْرَةٌ وَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهَا وَمَا بِهَا بَأْسٌ فَیَسْتَشْرِفُهَا الشَّیْطَانُ فَیَقُوْلُ اِنَّكِ لَا تَمُرِّیْنَ بِأَحَدٍ اِلَّا أَعْجَبْتِهِ وَاِنَّ الْمَرْأَةَ لَتَلْبَسُ ثِیَابَهَا فَیُقَالُ أَیْنَ تُرِیْدِیْنَ فَتَقُوْلُ أَعُوْدُ مَرِیْضًا، وَأَشْهَدُ جَنَازَةً، أَوْ أُصَلِّی فِیْ مَسْجِدٍ، وَمَا عَبَدَتِ امْرَأَةٌ رَبَّهَا مِثْلَ أَنْ تَعْبُدَهُ فِیْ بَیْتِهَا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا عورتیں چھپانے کی چیز ہیں عورت اپنے گھر سے اس حال میں نکلتی ہے کہ اس کا دل بے عیب، صاف ستھرا ہوتا ہے۔ لیکن گھر سے نکلتے ہی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے اور وہ اس کی نگاہوں میں آ جاتی ہے۔ اور وہ اس کے دل میں ڈالتا ہے تو جس کے پاس سے بھی گذرے گی اسے اچھی لگے گی (گویا اب اس کی قلبی حالت آلودہ ہوگئی)....اور عورت باہر جانے کے لئے کپڑا پہنتی ہے تو گھر والے پوچھتے ہیں کہاں کا ارادہ ہے؟ وہ کہتی ہے بیمار کی عیادت کے لئے جا رہی ہوں، یا جنازہ کے لئے جا رہی ہوں، یا مسجد میں نماز ادا کرنے جا رہی ہوں، (یعنی کسی نیک کام کے لئے گھر سے نکلتی ہے) حالانکہ عورت کی سب سے بہتر اور اچھی عبادت یہ ہے کہ وہ (کسی کار خیر کے لئے باہر جانے کی بجائے) اپنے گھر میں اللہ کی عبادت کرے۔

حدیث نمبر 9۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا، أَقْرَبُ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَبِّهَا اِذَا هِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا

(رواه ابن خزيمة وابن حبان فى صحيحيهما)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت سراپا پردہ ہے۔ سو جب وہ گھر سے نکلتی ہے، تو شیطان اس کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ اور عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے مخفی ترین گوشہ میں ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 10۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ صَلٰوةُ الْمَرْأَةِ وَحْدَهَا تَفْضُلُ عَلٰى صَلَاتِهَا فِي الْجَمْعِ بِخَمْسٍ وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً

(الجامع الصغير مع فيض القدير ج ٤ ص ٢٢٣)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت کی تنہا نماز اس کی باجماعت نماز سے پچیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔

(فائدہ)......اس حدیث کی سند میں بقیہ بن الولید راوی مدلس ہے اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک تدلیس جرح نہیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب اس کی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دوسری صحیح حدیثوں سے تائید ہوگئی تو یہ ضعف محدثین کے نزدیک بھی دور ہو گیا اور حدیث قابل حجت بن گئی۔ چنانچہ فتاوی علمائے حدیث ۱۷۹/۴ میں لکھا ہے کہ عیدین کی تکبیرات میں رفع یدین کی حدیث حضرت عمرؓ سے ہے اس کی ایک سند میں عبداللہ بن لہیعہ، دوسری سند میں بقیہ بن الولید ہے۔ دونوں راوی ضعیف ہیں لیکن غیر مقلد محدث ابوسعید شرف الدین دہلوی لکھتے ہیں'' اور دونوں کے ملنے سے ہر ایک کو دوسرے سے تقویت حاصل ہو گئی ہے۔ گویا ہر واحد حسن لغیرہ کے درجہ میں ہے لہذا قابل عمل ہے۔'' اسی طرح یہاں پر یہ حدیث بھی دوسری صحیح تائیدی احادیث کے ملنے سے ضعف دور ہو کر قابل حجت ہے۔

حدیث نمبر 11۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْهُ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ صَلَاتُكِ فِيْ مَخْدَعِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ بَيْتِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ بَيْتِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ حُجْرَتِكِ وَصَلَاتُكِ فِيْ حُجْرَتِكِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكِ فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِكِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۷ باب من کرہ ذالك)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے جمعہ کی نماز مسجد میں پڑھنے کے بارے ان سے پوچھا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جواب میں فرمایا تیری نماز تیرے سٹور میں، تنگ کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔ اور تیری نماز تنگ کمرے میں کھلے کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔ اور تیری نماز کھلے کمرے میں محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے۔

(نتیجہ یہ کہ تیرا گھر میں نماز ظہر پڑھ لینا مسجد میں باجماعت نماز جمعہ پڑھنے سے بہتر ہے)

حدیث نمبر 12۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ كَانَ يَحْلِفُ فَيَبْلُغُ فِيْ الْيَمِيْنِ مَا مِنْ مُصَلًّى لِلْمَرْأَةِ خَيْرٌ مِنْ بَيْتِهَا اِلَّا فِيْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ اِلَّا امْرَأَةً قَدْ يَئِسَتْ مِنَ الْبُعُوْلَةِ وَهِيَ فِيْ مَنْقَلَيْهَا قُلْتُ مَا مَنْقَلَيْهَا قَالَ امْرَأَةٌ عَجُوْزٌ قَدْ تَقَارَبَ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خَطُوُهَا (رواه الطبرانی فی الکبیر ورجاله موثقون مجمع الزوائد ج۲ ص۳۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سخت قسم اٹھا کر فرماتے تھے کہ عورت کی نماز کے لئے سب سے بہترین جگہ گھر ہے مگر حج اور عمرہ میں یا پھر وہ بوڑھی عورت جسے شوہر کی ضرورت نہیں رہی اور اپنے موزے میں ہو۔ راوی نے پوچھا موزے میں ہونے سے کیا مراد ہے تو فرمایا وہ بوڑھی عورت کہ بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے اس کے قدم قریب قریب پڑنے لگیں۔ (یعنی ایسی بوڑھی عورت مسجد میں آ کر نماز پڑھے تو وہ مستثنیٰ ہے)

اجماع امت...... مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں اس بات پر اجماع ہے کہ عورتیں خواہ بوڑھی ہوں ان کے لئے بھی گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور گھر کی نماز مسجد کی با جماعت نماز سے اور گھر کی نماز ظہر مسجد میں جمعہ کی نماز سے، اور گھر کے نوافل عیدگاہ کی نماز عید سے افضل ہیں چنانچہ حافظ ابن عبدالبرؒ لکھتے ہیں **لَمْ يَخْتَلِفُوْا أَنَّ صَلَاةَ الْمَرْأَةِ فِيْ بَيْتِهَا أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِيْ الْمَسْجِدِ** (التمہید ج۱۱ص۱۹۶) اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ عورت کی نماز اپنے گھر میں اس نماز سے افضل ہے جو وہ مسجد میں ادا کرے۔

علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں

لَا خِلَافَ فِيْ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ لَا يَخْرُجْنَ فِيْ صَلَاةٍ (بدائع الصنائع ج۱ ص۲۱۷) اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ (بوڑھی عورتوں کے لئے) افضل یہ ہے کہ وہ کسی نماز کے لئے بھی گھر سے باہر نہ نکلیں۔

احادیث کی چوتھی قسم: (احادیث ممانعت)

چوتھی قسم وہ احادیث ہیں جن میں عورتوں کو مساجد میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر 1۔ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ أَنَّهُ رَاى عَبْدَ اللّٰهِ يُخْرِجُ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

النِّسَاءَ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَقُوْلُ أُخْرُجْنَ اِلٰى بُيُوْتِكُنَّ خَيْرٌ لَكُنَّ (رواه الطبرانی فی الكبير باسناد لا باس به بحواله الترغيب والترهيب ج۱ ص۲۲۸)

ابوعمرو شیبانی نے دیکھا کہ عبداللہ بن مسعودؓ عورتوں کو جمعہ کے دن مسجد سے نکال رہے ہیں اور فرمارہے ہیں تم عورتیں اپنے گھروں کی طرف جاؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

حدیث نمبر 2۔ عَنْ أَبِىْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَحْصِبُ النِّسَاءَ يُخْرِجُهُنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(مصنف ابن ابی شيبه ج۲ ص۲۷۷)

ابوعمرو شیبانی کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالنے کے لئے کنکریاں ماررہے ہیں۔

حدیث نمبر 3۔ سُئِلَ الْحَسَنُ عَنِ الْمَرْأَةِ جَعَلَتْ عَلَيْهَا اِنْ أُخْرِجَ زَوْجُهَا مِنَ السِّجْنِ أَنْ تُصَلِّىَ فِىْ كُلِّ مَسْجِدٍ تُجْمَعُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ بِالْبَصْرَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ الْحَسَنُ تُصَلِّىْ فِىْ مَسْجِدِ قَوْمِهَا فَاِنَّهَا لَا تُطِيْقُ ذَالِكَ لَوْ أَدْرَكَهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَأَوْجَعَ رَأْسَهَا (مصنف ابن ابی شيبه ۲/۲۷۷)

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس عورت کے متعلق مسئلہ پوچھا گیا جس نے یوں نذر مانی کہ اگر اس کا خاوند جیل سے رہا کردیا گیا تو وہ بصرہ کی ہر اس مسجد میں جس میں جماعت ہوتی ہے دو رکعت نماز پڑھے گی۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا وہ اپنے محلّہ کی مسجد میں دو رکعتیں ادا کرکے اپنی نذر پوری کرے کیونکہ وہ بصرہ کی ہر مسجد میں جاکر نماز پڑھنے کی (شرعاً) طاقت نہیں رکھتی نیز فرمایا اگر اس (نذر ماننے والی) عورت کو حضرت عمرؓ پالیتے تو وہ اس کا سر کوٹتے۔

حدیث نمبر 4۔ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ لِاِبْرَاهِيْمَ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ فَلَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ اِلٰى جُمُعَةٍ وَلَا جَمَاعَةٍ۔

(مصنف ابن ابی شيبه ۲/۲۷۷)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

محدث اعمش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی بیویاں تھیں وہ ان کو جمعہ اور جماعت میں شریک ہونے کے لئے نہیں چھوڑتے تھے۔

حدیث نمبر 5۔ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيْلَ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَوَمُنِعْنَ قَالَتْ نَعَمْ (بخاری ۱۲۰/۱ ۔ مسلم ۱۸۳/۱ ۔ ابو داؤد ۸٤/۱)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں عورتوں نے جو زیب و زینت، نمائش حسن، اور عطریات کا استعمال شروع کر دیا ہے اگر یہ صورت حال رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں پیدا ہو جاتی تو آپ ﷺ انہیں مسجدوں سے ضرور روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ یحیٰ بن سعید نے عمرہ سے پوچھا بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا؟ عمرہ نے کہا جی ہاں روک دیا گیا تھا۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ احدثت کی تفسیر کرتے ہیں مِنَ الزِّيْنَةِ وَالطِّيْبِ وَحُسْنِ الثِّيَابِ وَنَحْوِهَا یعنی حضرت عائشہؓ نے اپنے زمانہ میں عورتوں کے جن نئے پیدا شدہ حالات کا ذکر کیا ہے اس سے گھر سے باہر زیب و زینت، خوشبو اور خوبصورت لباس وغیرہ کا استعمال کرنا مراد ہے (عمدۃ القاری ۲۳۰/۳ ط قدیم)

حدیث نمبر 6۔ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْمُ يَحْصِبُ النِّسَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يُخْرِجُهُنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ ۔(عمدۃ القاری قدیم ۲۲۸/۳ ۔ طبع جدید ۱۵۷/٦)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جمعہ کے دن عورتوں کو کنکریاں مار مار کر مسجد سے نکالتے تھے۔

حدیث نمبر 7۔ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيَحِقُّ عَلَى النِّسَاءِ إِذَا سَمِعْنَ الْأَذَانَ أَنْ يُجِبْنَ كَمَا هُوَ حَقٌّ عَلَى الرِّجَالِ ؟ قَالَ لَا لَعَمْرِيْ

(مصنف عبد الرزاق ۱٤۷/۳)

محدث ابن جریج کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء تابعی سے پوچھا جیسے مردوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے لئے یہ حق ثابت ہے کہ جب وہ اذان سنیں تو مسجد میں حاضر ہوں کیا عورتوں کے لئے بھی یہ ثابت ہے؟ عطاء نے قسم اٹھا کر فرمایا ان کیلئے ثابت نہیں۔

حدیث نمبر 8۔ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كُنَّ لَهٗ ثَلَاثُ نِسْوَةٍ مَا صَلَّتْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ فِيْ مَسْجِدِ الْحَيِّ (مصنف عبد الرزاق ۱۵۱/۳)

محدث اعمش رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی تین بیویاں تھیں ان میں سے کسی نے بھی محلّہ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔

حدیث نمبر 9۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ كَانَ لِعَلْقَمَةَ امْرَأَةٌ فَدَخَلَتْ فِي السِّنِّ تَخْرُجُ اِلَى الْعِيْدَيْنِ (مصنف ابن ابی شیبہ ۸۷/۲)

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ ہے کہ علقمہ کی بیوی جو بوڑھی ہو چکی تھیں وہ عید کے لئے نکلتیں (معلوم ہوا علقمہ جوان عورتوں کو عید کے لئے نکلنے کی اجازت نہیں دیتے تھے)

حدیث نمبر 10۔ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ يُكْرَهُ خُرُوْجُ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ (مصنف ابن ابی شیبہ ۸۸/۲)

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ عورتوں کا عیدین کے لئے نکلنا مکروہ جانتے تھے۔

حدیث نمبر 11۔ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ لَا يُخْرِجُ نِسَائَهٗ فِي الْعِيْدَيْنِ (ایضاً)

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ اپنی عورتوں کو عیدین میں نکلنے کی اجازت نہ دیتے۔

(فائدہ)...... ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے اہل میں جن کو باہر نکلنے کی گنجائش دیکھتے ان کو نکالتے۔ تو ممکن ہے گھر کی بوڑھی عورتوں کو اجازت دیتے ہوں جوان عورتوں کو اجازت نہ دیتے ہوں۔ یا بچوں اور بچیوں کو اجازت دیتے ہوں کہ یہ بھی اہل میں داخل ہیں اور عورتوں کو اجازت نہ دیتے ہوں۔ یا پہلے اجازت دیتے ہوں لیکن بعد میں حالات کے بدلنے کی وجہ سے اجازت نہ دیتے ہوں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر 12۔ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ لَا يَدَعُ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِهِ تَخْرُجُ إِلَى فِطْرٍ وَلَا أَضْحَى (ایضاً) ہشام بن عروہ اپنے باپ عروہ کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ اپنے اہل میں سے عورت کو نماز عید الفطر اور نماز عید الاضحیٰ میں نکلنے کی اجازت نہ دیتے۔

حدیث نمبر 13۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ كَانَ الْقَاسِمُ أَشَدَّ شَيْءٍ عَلَى الْعَوَاتِقِ لَا يَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى (ایضاً)

عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے باپ قاسم کے متعلق بتاتے ہیں کہ وہ جوان عورتوں کے بارے بہت ہی سخت تھے وہ ان کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کے لئے نہیں نکلنے دیتے تھے۔

__رئیس بنارسی کی جہالت یا خیانت__۔ یہاں پر علامہ رئیس بنارسی نے سلفی تحقیقی جائزہ ص۷۹۹، ۸۰۰ پر اپنی جہالت یا خیانت کی وجہ سے ان دونوں حدیثوں کا مطلب ومفہوم یہ بتایا کہ عروہ اور قاسم عورتوں کو عیدگاہ لے جائے بغیر گھر میں نہ چھوڑتے تھے۔'' بنارسی صاحب نے یہاں پر امام بخاری کے استاد الحافظ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ کا منہ چڑایا ہے انہوں نے ان دونوں حدیثوں کو باب من کرہ کے تحت ذکر کیا ہے یعنی وہ حضرات جن کے ہاں عورتوں کو عیدگاہ لے جانا مکروہ ہے۔ اس کے مطابق ان دونوں حدیثوں کا معنی وہ ہے جو ہم نے لکھا ہے۔

حدیث نمبر 14۔ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ كُرِهَ لِلشَّابَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدَيْنِ (ایضاً) جلیل القدر تابعی ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ عورت کا عیدین کے لئے نکلنا ناگوار تھا۔

حدیث نمبر 15۔ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَرِهَ الْيَوْمَ الْخُرُوجَ لِلنِّسَاءِ إِلَى الْعِيدَيْنِ (ترمذی ۱/ ۱۲۰)

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ اس زمانہ میں عورتوں کا عید کے لئے نکلنا مکروہ ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث نمبر 16۔ عَنْ أُمِّ حُمَيْدٍ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَمْنَعُنَا أَزْوَاجُنَا أَنْ نُصَلِّيَ مَعَكَ وَنُحِبُّ الصَّلٰوةَ مَعَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاتُكُنَّ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِيْ حُجَرِكُنَّ وَصَلَاتُكُنَّ فِيْ حُجَرِكُنَّ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِكُنَّ فِي الْجَمَاعَةِ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۷۷)

حضرت ام حمید کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں ہمارے شوہر آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کی بہت چاہت رکھتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواباً فرمایا چھوٹے کمرے کی تمھاری نماز بڑے کمرے کی نماز سے بہتر ہے۔اور بڑے کمرے کی تمہاری نماز، جماعت کی نماز سے بہتر ہے۔

(فائدہ ۱)......اس حدیث کی سند میں عبداللہ بن لہیعہ راوی ہے جس کو بعض نے ضعیف کہا ہے۔لیکن غیر مقلد محدث ومحقق صدیق حسن خان اپنی کتاب نزل الابرار بالعلم الماثور من الادعیۃ والاذکار کے ص ۲۴۱ پر لکھتے ہیں" **ابن لهیعه من رجال الحسن** "یعنی یہ ان راویوں میں سے ہے جن کی روایت حسن ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب کوئی حدیث سنداً ضعیف ہو موضوع نہ ہو اور وہ آثار صحابہؓ، آثار تابعین کے موافق ہو تو وہ صحیح شمار ہوتی ہے اور اوفق بآثار الصحابہ والتابعین ہونے کی بناء پر اس کا ضعف دور ہو جاتا ہے۔ پیچھے کتنے آثار صحابہ وتابعین گذرے ہیں جن میں عورتوں کو مساجد وعیدگاہ میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے۔ان کے ساتھ موافقت کی وجہ سے یہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے۔

(فائدہ ۲)......نبی پاک ﷺ کسی کے کام کو کہہ کر یا سن کر سکوت فرمائیں۔ یا آپ کے سامنے کوئی بات ہو اور اس بات کو سن کر سکوت اختیار فرمائیں تو آپ کا سکوت حدیث بن جاتا ہے لیکن جہاں آپ اس کام کی زبانی طور پر تصدیق کردیں تو اس کا حدیث ہونا اور بھی یقینی ہو جاتا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس حدیث میں ام حمیدؓ نے دوسری عورتوں کی ترجمانی کرتے ہوئے شکایت کی کہ ہمیں ہمارے خاوند مسجد نبوی میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکتے ہیں۔ حضور ﷺ نے خاوندوں کو اس سختی کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ عورتوں کو گھروں میں نماز کی ترغیب دے کر اور آپ کی اقتداء میں مسجد نبوی کی نماز کے مقابلہ میں گھر کی تنہا نماز کا ثواب زیادہ بتا کر آپ نے مردوں کے منع کرنے کو اور بھی پختہ کر دیا۔ پس اس حدیث کے مطابق حدیث مرفوع سے بھی مسجد میں عورتوں کے لئے نماز کی ممانعت ثابت ہوگئی۔

(فائدہ ۳)...... مذکورہ بالا شرائط یہ صرف مسجد کے ساتھ مختص نہیں بلکہ عورتوں کے عیدگاہ میں جانے کے لئے بھی یہی شرائط ہیں۔ بلکہ بعض حدیثوں میں تو مطلقاً عورت کے گھر سے نکلنے کے لئے یہ شرطیں بیان ہوئی ہیں خواہ وہ سودہ، سلف کے لئے بازار جائیں یا مسجد میں آئیں۔ یا کہیں تیمارداری کے لئے جائیں۔

حدیث نمبر 17۔ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ كُنَّا نُنْهٰى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔ رواہ مسلم بسندین ج ۱ ص ۳۰۴)

ام عطیہ فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازہ کے پیچھے جانے سے روکا جاتا تھا لیکن اس ممانعت پر عمل کرنا ہم پر لازم نہ تھا۔ (بلکہ ممانعت کے باوجود جنازہ کے پیچھے جانے کی گنجائش ہوتی تھی یعنی افضل یہ تھا کہ جنازہ کے پیچھے نہ جائیں لیکن جانا جائز تھا اس میں گناہ نہ تھا)۔

حدیث نمبر 18۔ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا نِسْوَةٌ جُلُوْسٌ فَقَالَ مَا يُجْلِسُكُنَّ قُلْنَ نَنْتَظِرُ الْجَنَازَةَ قَالَ هَلْ تُغَسِّلْنَ ؟ قُلْنَ لَا۔ قَالَ هَلْ تَحْمِلْنَ قُلْنَ لَا۔ قَالَ هَلْ تُدْلِيْنَ فِيْمَنْ يُدْلِيْ ؟ قُلْنَ لَا۔ قَالَ فَارْجِعْنَ مَأْزُوْرَاتٍ غَيْرَ مَأْجُوْرَاتٍ (سنن ابن ماجه ص۱۱۲)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو دیکھا کہ عورتیں بیٹھی ہیں پوچھا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تمہیں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہم جنازہ کا انتظار کر رہی ہیں۔ آپ نے کہا کیا تم میت کو غسل دیتی ہو؟ انہوں نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم میت کو اٹھاتی ہو؟ انہوں نے کہا جی نہیں۔ آپ نے کہا کیا تم میت کو دوسرے لوگوں کی طرح قبر میں اتارتی ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم لوٹ جاؤ لیکن ثواب لیکر نہیں بلکہ گناہ گار ہو کر۔

(فائدہ) دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لئے پہلے جنازہ کے پیچھے جانا جائز تھا مگر کراہیت کے ساتھ، اس وقت روکنے میں اتنی سختی نہ تھی لیکن بعد میں اس حکم کے اندر شدت اختیار کی گئی اور کراہت حرمت سے بدل گئی اور اب عورتوں کے لئے جنازہ کے پیچھے جانا معصیت اور گناہ قرار پایا۔ اسی لئے آپ ﷺ نے فرمایا تم لوٹ جاؤ مگر نیکوکار بن کر نہیں، گناہ گار ہو کر۔ اسی طرح گھر سے باہر نکلنے اور مسجد وعیدگاہ کے اندر جانے میں عورتوں کے لئے ابتداء میں نرمی تھی، اتنی سختی نہ تھی لیکن بعد میں شرطیں لگا کر اور عورتوں کو گھر میں چھپ کر نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ بتا کر ذرا سختی کی گئی۔ مذکورہ بالا احادیث کے مطابق آٹھ شرطوں کے ساتھ عورتوں کو مسجد وعیدگاہ میں جانے کی اجازت ہے۔

۱۔ اذنِ خاوند۔ ۲۔ رات ہو، دن نہ ہو۔ ۳۔ پردہ۔ ۴۔ ترکِ خوشبو۔ ۵۔ ترکِ زینت۔ ۶۔ مردوں کے ساتھ عدمِ اختلاط۔ ۷۔ آواز بلند نہ ہو۔ ۸۔ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

ان میں سے رات والی شرط، شرط اولویت ہے وجوبی شرط نہیں یعنی بہتر یہ ہے کہ عورت رات کو مسجد میں جائے دن کو نہ جائے۔ تاہم اگر دن کو چلی جائے تو اس میں ثواب کم ہوگا مگر گناہ نہیں۔ لیکن باقی سات شرطیں وجوبی ہیں۔ یعنی اگر یہ ساری شرطیں پوری ہوں تو عورتوں کے لئے مسجد وعیدگاہ میں جانے کا جواز ہوگا اور اس میں گناہ نہ ہوگا تاہم ثواب میں کمی آجائے گی کیونکہ عورت اپنی گھر میں جتنی چھپ کر عبادت کرے اس کی اتنی فضیلت اور ثواب زیادہ ہے اس لئے اگر ساری وجوبی شرطیں پوری ہوں تب بھی عورت کو زیادہ ثواب

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اس عبادت پر ہوگا جو وہ اپنے گھر میں ادا کرے گی جس قدر چھپ چھپا کر عبادت کرے گی اسی قدر ثواب زیادہ ہوگا اور جتنی نمایاں ہوکر عبادت کرے گی اتنی ثواب میں کمی ہوگی۔ اسی وجہ سے حضرت ام حمیدؓ حضور ﷺ کی مسجد میں اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی بجائے گھر کے دور اور تاریک تر گوشہ میں تا وفات نماز پڑھتی رہیں۔ کہ ان کو نبی کریم ﷺ کی مرضی اور منشا کے خلاف عمل کرنا اور افضل طریقہ کو چھوڑ کر غیر افضل طریقہ کو اختیار کرنا، اور زیادہ ثواب کو چھوڑ کر کم ثواب پر اکتفاء کرنا ناگوار تھا۔ اور جو عورت بھی اپنی عبادت کے اس پہلو پر غور کرے گی وہ گھر سے باہر جا کر عبادت کرنے کی بجائے گھر کی چھپی عبادت کو ترجیح دے گی۔ اور جس مذہبی شخصیت اور مذہبی جماعت کے پیش نظر درج بالا احادیث مبارکہ ہوں گی وہ کبھی بھی عورتوں کو مسجد یا عیدگاہ میں جا کر عبادت کرنے کی ترغیب نہیں دے گی ہاں اگر مذہبی تعصب یا اپنے ذاتی یا جماعتی مفادات وابستہ ہوں تو وہ ایک الگ بات ہے اس کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر مذکورہ بالا شرائط کی رعایت کیے بغیر مسجد یا عیدگاہ میں جائیں مثلاً وہ زیب وزینت کر کے جائیں یا خوشبو لگا کر جائیں یا خوبصورت اور پرکشش لباس پہن کر جائیں یا اور کوئی شرط پوری نہ ہو تو ایسی عورتوں کے لئے مسجد یا عیدگاہ میں جانا قطعاً جائز نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی عورت ان شرائط اور تحفظات کو نظر انداز کر کے جائے گی تو وہ کتنی ہی نیک نیت ہو اس کو بجائے ثواب کے گناہ ہوگا وہ جائے گی ثواب کمانے اور گناہ بخشوانے مگر ان شرائط کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے اپنے سر مزید گناہ لے کر آئے گی۔ شرائط پوری نہ ہونے کی صورت میں مسجد یا عیدگاہ میں جانے کی حرمت اور عدم جواز کا مسئلہ مزاج شناس نبوت اور مزاج شناس شریعت حضرت عائشہؓ نے بتایا اور متعدد صحابہ کرامؓ وتابعین نے عورتوں کو گھر سے باہر عبادت کرنے سے منع کیا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

تائیدات

ممانعت کی سترہ احادیث مرفوعہ، موقوفہ، مقطوعہ اور دلیل از قرآن پہلے گذر چکیں۔ اس کے علاوہ متعدد علماء کرام نے بھی عورتوں کے گھر سے باہر نکل کر عبادت کرنے کی حرمت اور عدمِ جواز کا فتوی و فیصلہ دیا ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

(1)...... وَذَالِكَ اِذَا لَمْ يُخَفِ الْفِتْنَةُ عَلَيْهَا وَلَا بِهَا وَقَدْ كَانَ الْأَغْلَبُ فِيْ حَالِ ذَالِكَ الزَّمَانِ (صحیح البخاری مع شرح الکرمانی ج۵ ص۲۰۷)

اور مسجد میں جانے کی یہ اجازت مشروط ہے اس شرط کے ساتھ کہ نہ عورت کے لئے فتنہ کا خوف ہو اور نہ ہی مردوں کے لئے اس عورت کی وجہ سے فتنہ کا خوف ہو۔ اور اس زمانہ کی حالت یہ ہے کہ اس میں خوف فتنہ ہی غالب ہے۔ (جب فتنہ کا خوف غالب ہے تو عورت کے لئے مسجد میں جانا بھی جائز نہیں اور مردوں کا اجازت دینا بھی جائز نہیں)

(2)......علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ انتظار الناس الامام العالم میں مذکور حضرت عائشہؓ کی حدیث (کہ عورتوں کے جواب حالات بن چکے ہیں اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تو آپ عورتوں کو مساجد سے حکماً منع کر دیتے) کی شرح میں لکھتے ہیں

فَاِنْ قُلْتَ مِنْ أَيْنَ عَلِمَتْ عَائِشَةُ هٰذِهِ الْمُلَازَمَةَ وَالْحُكْمُ بِالْمَنْعِ وَعَدَمِهِ لَيْسَ اِلَّا لِلّٰهِ تَعَالٰى قُلْتُ مِمَّا شَاهَدَتْ مِنَ الْقَوَاعِدِ الدِّيْنِيَّةِ الْمُقْتَضِيَةِ لِحَسْمِ مَوَادِّ الْفَسَادِ ۔(صحیح البخاری مع شرح الکرمانی ج۵ ص۲۰۹)

اگر یہ اعتراض ہو کہ حضرت عائشہؓ کو اس کا کیسے پتہ چل گیا کہ اگر یہ حالات عہد نبوت میں ہوتے تو آپ منع فرما دیتے؟ اس کا جواب یہ ہے حضرت عائشہؓ کو وہ اصول اور قواعد شرعیہ معلوم تھے جو اسباب فساد کے ختم کرنے کا تقاضا کرتے ہیں ان قواعد شرعیہ کے ذریعہ انہوں نے معلوم کیا ہے (یعنی عورتوں کا مذکورہ بالا شرائط شرعیہ کو نظر انداز کر کے مساجد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کی طرف نکلنا فساد کا سبب ہے۔اور قواعد شرعیہ کا تقاضا ہے اسباب فساد کو ختم کرنا تو ان قواعد شرعیہ کے لحاظ سے عورتوں کا مسجد میں جانا حرام اور ممنوع ہوگا)

(3) بخاری کے عظیم شارح علامہ محمود بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ حدیث عائشہ کے تحت لکھتے ہیں

قُلْتُ لَوْ شَاهَدَتْ عَائِشَةُ مَا أَحْدَثَ نِسَاءُ هٰذَا الزَّمَانِ مِنْ أَنْوَاعِ الْبِدَعِ وَالْمُنْكَرَاتِ لَكَانَتْ أَشَدَّ اِنْكَارًا وَلَا سِيَّمَا نِسَاءَ مِصْرَ فَاِنَّ فِيْهِنَّ بِدَعًا لَا تُوْصَفُ وَمُنْكَرَاتٍ لَا تُمْنَعُ ۔(عمدۃ القاری ج٦ ص١٥٨، باب الخروج الی المساجد باللیل، طبع بیروت)

میں کہتا ہوں اگر حضرت عائشہؓ اِن بدعات اور برائیوں کو دیکھ لیتیں جو اِس زمانہ کی عورتوں نے ایجاد کر رکھی ہیں تو وہ عورتوں کے مسجد کی طرف نکلنے کے بارے بہت زیادہ سختی کرتیں۔خصوصاً مصر کی عورتیں کیونکہ ان میں ایسی بدعات ہیں جو بیان سے باہر ہیں اور ایسی ایسی برائیاں ہیں جن کو روکنا ممکن نہیں۔

(4)......علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ مصر کی بدعات ومنکرات کے تحریر کرنے کے بعد لکھتے ہیں

" فَانْظُرْ اِلٰى مَا قَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ قَوْلِهَا لَوْ أَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ وَلَيْسَ بَيْنَ هٰذَا الْقَوْلِ وَبَيْنَ وَفَاتِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا مُدَّةٌ يَسِيْرَةٌ عَلٰى أَنَّ نِسَاءَ ذَالِكَ الزَّمَانِ مَا أَحْدَثْنَ جُزْءً مِنْ أَلْفِ جُزْءٍ مَا أَحْدَثَتْ نِسَاءُ هٰذَا الزَّمَانِ۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ١٥٩/٦)

''دیکھیے حضرت عائشہؓ کا یہ فرمان کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ حالات پیدا ہوجاتے الخ حضرت عائشہؓ کے اس قول اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے درمیان تھوڑی سی مدت ہے۔(اور اب تو زمانہ بہت دور نکل چکا ہے) علاوہ ازیں عورتوں کے اس زمانہ میں جو حالات پیدا ہو چکے تھے۔ان کا اس زمانہ کی عورتوں کے حالات کے ساتھ تقابل کیا جائے تو وہ موجودہ حالات کا ہزارواں حصہ ہیں'' (مطلب یہ کہ اگر وہ حالات متقاضی تھے کہ عورتوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کو مساجد سے منع کیا جائے تو اب کے حالات ہزار گنا زیادہ تقاضا کرتے ہیں عورتوں کو مساجد وعیدگاہ سے منع کرنے کا۔ (علامہ عینی رحمہ اللہ کی وفات سن ۸۵۵ھ میں ہے اب سن ۱۴۳۰ھ شروع ہے اور عالمی سطح پر مردوں اور عورتوں کے حالات میں جو بگاڑ آ چکا ہے اور روز بروز اس بگاڑ میں اضافہ ہو رہا ہے، اس کے مطابق اب تو لاکھ گنا زیادہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ عورتوں کو مسجد وعیدگاہ سے روک دیا جائے۔ ناقل)

(5)...... ایک اور مقام میں علامہ عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

"وَلِلْعُلَمَاءِ فِيهِ أَقْوَالٌ وَتَفَاصِيلُ قَالَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ وَيُكْرَهُ لَهُنَّ حُضُورُ الْجَمَاعَاتِ قَالَتِ الشُّرَّاحُ وَيَعْنِى الشَّوَابَّ مِنْهُنَّ وَقَوْلُهُ الْجَمَاعَاتِ يَتَنَاوَلُ الْجُمَعَ وَالْأَعْيَادَ وَالْكُسُوفَ وَالِاسْتِسْقَاءَ وَعَنِ الشَّافِعِيِّ يُبَاحُ لَهُنَّ الْخُرُوجُ قَالَ أَصْحَابُنَا لِأَنَّ فِى خُرُوجِهِنَّ خَوفَ الْفِتْنَةِ وَهُوَ سَبَبٌ لِلْحَرَامِ وَمَا يُفْضِى إِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ فَعَلٰى هٰذَا قَوْلُهُمْ يُكْرَهُ مُرَادُهُمْ يُحْرَمُ لَاسِيَّمَا فِى هٰذَا الزَّمَانِ لِشُيُوعِ الْفَسَادِ فِى أَهْلِهِ وَلَا بَأْسَ لِلْعَجُوزِ أَنْ تَخْرُجَ فِى الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لِحُصُولِ الْأَمْنِ وَهٰذَا عِنْدَ أَبِى حَنِيفَةَ وَعِنْدَ أَبِى يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ يَخْرُجْنَ فِى الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا لِأَنَّهُ لَا فِتْنَةَ فِيهِ لِقِلَّةِ الرَّغْبَةِ (عمدة القارى ج٦ ص١٥٦)

عورتوں کے مسجد میں نکلنے کے متعلق علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ اور اس میں تفصیلات ہیں۔ صاحب ہدایہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ عورتوں کے لئے جماعتوں میں حاضر ہونا مکروہ ہے۔ ہدایہ کے شارحین کہتے ہیں کہ یہ کراہیت جوان عورتوں کے لئے ہے۔ اور صاحب ہدایہ نے جو الجماعات کہا ہے یہ جمع کا صیغہ ہے جو جمعات، عیدین، نماز کسوف، نماز استسقاء کی تمام جماعتوں کو شامل ہے سو ان سب میں جوان عورتوں کا شامل ہونا مکروہ ہے۔ امام شافعی کا ایک قول ہے کہ جوان عورتوں کے لئے شامل ہونا مباح ہے (بشرطیکہ خوف فتنہ نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہو) ہمارے حنفی علماء کہتے ہیں کو جوان عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنے میں فتنہ کا خوف ہے اور حرام کا سبب ہے۔ اور جو چیز حرام کا سبب ہو وہ بھی حرام ہوتی ہے (لہذا جوان عورتوں کا نکلنا سبب فتنہ ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا) خصوصاً اس زمانہ میں کیونکہ اہل زمانہ میں فساد عام ہے۔ اور اگر بوڑھی عورتیں فجر، مغرب، عشاء میں مسجد کی طرف جائیں تو کوئی حرج نہیں کیونکہ (بوجہ تاریکی و بڑھاپا) ان اوقات میں فتنہ کا خوف نہیں بلکہ امن ہوتا ہے بوڑھی عورتوں کے لئے ان تین نمازوں کی خصوصیت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ اور امام ابو یوسف وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک بوڑھی عورتیں سب نمازوں میں مسجد میں جاسکتی ہیں کیونکہ بوڑھی عورتوں کے لئے مسجد کی طرف جانے میں کوئی فتنہ کا خوف نہیں کیونکہ مردوں کی بوڑھی عورتوں کی طرف اور بوڑھی عورتوں کی مردوں کی طرف رغبت کم ہوتی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ تمام حنفیہ اس پر متفق ہیں کہ جوان عورتوں کے لئے مسجد میں جانا حرام ہے۔ دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ اصول پر متفق ہیں کہ فتنہ کا خوف ہو تو بوڑھی عورتوں کے لئے بھی مسجد میں جانا حرام ہے۔ آگے اس میں اختلاف ہے کہ ظہر وعصر کے وقت فتنہ کا خوف ہے یا نہیں؟ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس وقت فتنے کا خوف ہوتا ہے لہذا ان دو نمازوں میں بوڑھی عورتیں مسجد میں نہ آئیں۔ جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بوڑھی عورت کے لئے کوئی خوف نہیں ہے وہ جاسکتی ہے۔ غور کیا جائے تو ہمارے ان تینوں ائمہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عدم جواز والا قول ایسی بوڑھی عورت کے بارہ میں ہے جس میں ابھی کچھ حسن و جمال کے آثار باقی ہوں خوف فتنہ والی علت اس کا قرینہ ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ایسی عورت کے لئے جواز کا قول نہیں کرتے اور ان ہر دو حضرات کا جواز والا قول ایسی بوڑھی عورت کے متعلق ہے جس میں جمال کی کوئی رمق باقی نہ ہو اس کو دیکھ کر لوگ نفرت کرتے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہوں عدم خوف فتنہ والی علت اس کا واضح قرینہ ہے اور ایسی بوڑھی عورت کے لئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی عدم جواز کا قول نہیں کرتے۔ بوڑھی عورتوں کی ان دو قسموں کا حکم ماقبل میں تفسیر مظہری اور تفسیر خازن کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔

(6)......ابن الحاج رحمۃ اللہ علیہ ہیں

”قَدْ تَقَدَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَ النِّسَاءَ بِالْخُرُوْجِ اِلَى صَلَاةِ الْعِيْدِ فِي الْمُصَلّٰى حَتَّى الْحُيَّضِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَذَالِكَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ فِي وَقْتِهِ ﷺ مِنَ التَّسَتُّرِ وَتَرْكِ الزِّيْنَةِ وَالصِّيَانَةِ وَالتَّعَفُّفِ وَأَنَّ مُرُوْطَهُنَّ تَنْجَرُّ خَلْفَهُنَّ مِنْ شِبْرٍ اِلٰى ذِرَاعٍ وَبُعْدِهِنَّ مِنَ الرِّجَالِ وَقَدْ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا لَوْ عَلِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ بَعْدَهُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسَاجِدَ كَمَا مُنِعَ نِسَاءُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَاِذَا كَانَ ذَالِكَ كَذَالِكَ فَيَتَعَيَّنُ مَنْعُهُنَّ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ لِمَا فِيْ خُرُوْجِهِنَّ مِنَ الْفِتَنِ الَّتِيْ لَا تَكَادُ تَخْفٰى وَمَا يُتَوَقَّعُ مِنْ ضِدِّ الْعِبَادَةِ الْمَأْمُوْرِ بِهَا

(المدخل لابن الحاج ج۲ ص۲۹٦)

یہ بات گذر چکی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو نماز عید کے لئے عیدگاہ کی طرف نکلنے کا حکم کیا حتی کہ حیض والی اور پردہ دار خواتین کو بھی نکلنے کا حکم تھا۔لیکن یہ حکم عہد نبوی کے بھلے وقت اور اچھے حالات کی وجہ سے تھا یعنی آپ کے زمانہ میں پردہ داری، ترک زینت، نگاہ کی حفاظت اور پاکدامنی خوب تھی۔ ان عورتوں کی پردہ والی چادریں اتنی بڑی ہوتیں کہ ان کے پیچھے ایک بالشت سے ایک ہاتھ تک گھسٹتی رہتیں اور وہ عورتیں مردوں کے ساتھ اختلاط سے بہت دور رہتیں، بعد میں حالات بدل گئے حتی کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے بعد عورتوں نے جو گھر سے باہر زیب وزینت، خوشبو، خوبصورت لباس وغیرہ شروع کر دیا ہے اگر آپ ﷺ کی زندگی میں یہ حالات سامنے آجاتے تو آپ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عورتوں کو مساجد سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ اور جب صورت حال یہ ہے تو اس زمانہ میں ہر حال عورتوں کو مساجد سے روکنا متعین ہے۔ کیونکہ ان کے گھروں سے باہر نکلنے میں جو فتنے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اور عبادت مطلوبہ کے برعکس جو فساد و معصیت کے وقوع کا خطرہ ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔

(7)......علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(۱) أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّهُ لَا يُرَخَّصُ لِلشَّوَابِّ مِنْهُنَّ الْخُرُوْجُ فِيْ الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ وَشَيْءٍ مِنَ الصَّلَاةِ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَالْأَمْرُ بِالْقَرَارِ نَهْيٌ عَنِ الْاِنْتِقَالِ وَلِأَنَّ خُرُوْجَهُنَّ سَبَبُ الْفِتْنَةِ بِلَا شَكٍّ وَالْفِتْنَةُ حَرَامٌ وَمَا أَدّٰى إِلَى الْحَرَامِ فَهُوَ حَرَامٌ (۲) وَأَمَّا الْعَجَائِزُ فَلَا خِلَافَ فِيْ أَنَّهُ يُرَخَّصُ لَهُنَّ الْخُرُوْجُ فِيْ الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ وَالْعِيْدَيْنِ (۳) وَاخْتَلَفُوْا فِيْ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْجُمُعَةِ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يُرَخَّصُ لَهُنَّ فِيْ ذَالِكَ وَقَالَ أَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ يُرَخَّصُ لَهُنَّ فِيْ ذَالِكَ۔ وَجْهُ قَوْلِهِمَا أَنَّ الْمَنْعَ لِخَوْفِ الْفِتْنَةِ بِسَبَبِ خُرُوْجِهِنَّ وَذَا لَا يَتَحَقَّقُ فِيْ الْعَجَائِزِ۔ وَلِهٰذَا أَبَاحَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ خُرُوْجَهُنَّ فِيْ غَيْرِهِمَا مِنَ الصَّلَوَاتِ وَلِأَبِيْ حَنِيْفَةَ أَنَّ وَقْتَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَقْتُ انْتِشَارِ الْفُسَّاقِ فِيْ الْمَحَالِّ وَالطُّرُقَاتِ فَرُبَّمَا يَقَعُ مَنْ صَدَقَتْ رَغْبَتُهُ فِيْ النِّسَاءِ فِيْ الْفِتْنَةِ بِسَبَبِهِنَّ أَوْ يَقَعْنَ فِيْ الْفِتْنَةِ لِبَقَاءِ رَغْبَتِهِنَّ فِيْ الرِّجَالِ وَإِنْ كَبُرْنَ فَأَمَّا فِيْ الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَالْهَوَاءُ مُظْلِمٌ وَالظُّلْمَةُ تَحُوْلُ بَيْنَهُنَّ وَبَيْنَ نَظَرِ الرِّجَالِ وَكَذَا الْفُسَّاقُ لَا يَكُوْنُوْنَ فِيْ الطُّرُقَاتِ فِيْ هٰذِهِ الْأَوْقَاتِ فَلَا يُؤَدِّيْ إِلَى الْوُقُوْعِ فِيْ الْفِتْنَةِ وَفِيْ الْأَعْيَادِ وَإِنْ كَانَ تَكْثُرُ الْفُسَّاقُ تَكْثُرُ الصُّلَحَاءُ أَيْضًا۔ فَتَمْنَعُ هَيْبَةُ الصُّلَحَاءِ وَالْعُلَمَاءِ إِيَّاهُمَا عَنِ الْوُقُوْعِ فِيْ الْمَآثِمِ وَالْجُمُعَةُ فِيْ الْمِصْرِ فَرُبَّمَا تَصْدِمُ أَوْ تُصْدَمُ لِكَثْرَةِ الزِّحَامِ وَفِيْ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ذَالِكَ فِتْنَةٌ وَأَمَّا صَلَاةُ الْعِيدِ فَإِنَّهَا تُؤَدّٰى فِيُ الْجَبَّانَةِ فَيُمْكِنُهَا أَنْ تَعْتَزِلَ نَاحِيَةً عَنِ الرِّجَالِ كَيْلَا تَصْدِمَ فَرَخَّصَ لَهُنَّ الْخُرُوجَ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔ ثُمَّ هٰذَا الْخِلَافُ فِيُ الرُّخْصَةِ وَالْإِبَاحَةِ فَأَمَّا لَا خِلَافَ فِيُ أَنَّ الْأَفْضَلَ أَنْ لَّا يَخْرُجْنَ فِيُ صَلَاةٍ لِمَا رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ صَلَاةُ الْمَرْأَةِ الخ .... ثُمَّ إِذَا رُخِّصَ فِيُ صَلَاةِ الْعِيدِ هَلْ يُصَلِّيْنَ ؟ رَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِيُ حَنِيْفَةَ يُصَلِّيْنَ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ بِالْخُرُوجِ هُوَ الصَّلَاةُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ وَلْيَخْرُجْنَ إِذَا خَرَجْنَ تَفِلَاتٍ أَيْ غَيْرَ مُتَطَيِّبَاتٍ وَرَوَى الْمُعَلّٰى عَنْ أَبِيُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيُ حَنِيْفَةَ لَا يُصَلِّيْنَ الْعِيدَ مَعَ الْإِمَامِ لِأَنَّ خُرُوجَهُنَّ لِتَكْثِيرِ سَوَادِ الْمُسْلِمِيْنَ لِحَدِيثِ أُمِّ عَطِيَّةَ كُنَّ النِّسَاءُ يَخْرُجْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَالْحُيَّضِ وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ الْحَائِضَ لَا تُصَلِّي فَعُلِمَ أَنَّ خُرُوْجَهُنَّ كَانَ لِتَكْثِيرِ سَوَادِ الْمُسْلِمِيْنَ فَكَذَالِكَ فِيُ زَمَانِنَا (بدائع الصنائع ج۱ ص۲۱۷، ۲۱۸)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ یہ بحث مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے چند صورتیں تحریر کی ہیں۔

(۱)......اس بات پر اجماع ہے کہ جوان عورتوں کو جمعہ، عیدین اور کسی بھی نماز کے لئے نکلنے کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ فرمان الٰہی ہے اور وہ اپنے گھروں میں ٹھہری رہیں اور گھر میں ٹھہرنے کا تقاضا ہے گھر سے نکلنا ممنوع ہو۔ نیز جوان عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا بلاشبہ سبب فتنہ ہے اور فتنہ حرام ہے تو جو چیز سبب فتنہ بنے وہ بھی حرام ہوتی ہے (لہذا جوان عورتوں کا باہر نکلنا سبب فتنہ ہونے کی وجہ سے حرام ہے)

(۲)......اس پر اتفاق ہے کہ بوڑھی عورتوں کو فجر، مغرب، عشاء اور عیدین میں نکلنے کی رخصت ہے۔

(۳)......البتہ بوڑھی عورتوں کے ظہر، عصر اور جمعہ کی طرف نکلنے میں اختلاف

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کے لئے رخصت نہیں ۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بوڑھیوں کو ان تین نمازوں میں بھی رخصت ہے۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ و امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی دلیل یہ ہے کہ ممانعت اس صورت میں ہے جب باہر نکلنے میں فتنہ ہو لیکن بوڑھی عورتوں کے باہر نکلنے میں کوئی فتنہ کا اندیشہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے علاوہ دوسری نمازوں میں باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل یہ ہے کہ ظہر، عصر کے اوقات میں شرارتی لوگ راستوں اور مختلف جگہوں میں پھیلے ہوئے ہوتے ہیں تو ممکن ہے کہ جس شرارتی آدمی کی عورتوں میں رغبت شدت اختیار کر چکی ہو وہ ان بوڑھی عورتوں کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جائے یا وہ عورتیں فتنہ میں پڑ جائیں کیونکہ بعض دفعہ اگرچہ وہ بوڑھی ہو جائیں تب بھی ان میں مردوں کی طرف رغبت باقی ہوتی ہے۔ لیکن فجر، مغرب، عشاء میں فضاء میں تاریکی ہوتی ہے۔ اور تاریکی مردوں کی نظر بازی اور عورتوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ نیز ان اوقات میں شرارتی لوگ راستوں میں نہیں ہوتے۔ لہذا ان اوقات میں فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہیں۔ اور عیدین میں اگرچہ شر پسند بکثرت ہوتے ہیں مگر صلحاء کی بھی کثرت ہوتی ہے لہذا صلحاء یا علماء کی ہیبت و دہشت گناہ کے اندر مبتلا ہونے میں مانع ہوگی۔ اور جمعہ شہر میں ہوتا ہے تو ہجوم کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کے درمیان ٹکراؤ ہوگا اور یہ بھی فتنہ کا باعث ہے۔ لیکن نماز عید کھلے میدان میں ادا کی جاتی ہے تو ممکن ہے کہ عورتوں کے لئے مردوں سے علیحدہ جگہ کا انتظام ہو جس میں اتنا ٹکراؤ کا خطرہ نہیں اس لئے نمازِ عید کے لئے نکلنے کی رخصت ہے۔ پھر یہ اختلاف صرف رخصت و اباحت میں ہے۔ لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ بوڑھی عورتوں کے لئے افضل طریقہ یہی ہے کہ وہ کسی نماز کے لئے بھی باہر نہ نکلیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ عورت کی صحن والی نماز مسجد کی نماز سے افضل ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور اس کے کمرہ کی نماز صحن کی نماز سے افضل ہے۔ اور اس کی گھر میں پوشیدہ جگہ کی نماز کمرہ کی نماز سے افضل ہے ...... پھر جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بوڑھی عورتوں کو عید گاہ میں جانے کی اجازت ہے تو کیا وہ نماز پڑھیں گی؟ بقول حسن بن زیاد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نماز پڑھیں گی۔ کیونکہ ان کا عیدگاہ میں جانا نماز کے لئے ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔ اور عورتوں کو چاہئے کہ وہ خوشبو لگا کر باہر نہ نکلیں۔ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کہ وہ نماز عید امام کے ساتھ نہ پڑھیں کیونکہ ان کے نکلنے کا اصل مقصد مسلمانوں کی افرادی کثرت دکھانے کے لئے تھا۔ (نماز تبعاً تھی) کیونکہ حضرت ام عطیہؓ سے حدیث ہے کہ عورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلتیں حتیٰ کہ پردہ دار اور حیض والیاں بھی۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ حیض والی عورت نماز نہیں پڑھتی۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کا نکلنا مسلمانوں کی افرادی کثرت کو ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ (اگر کثرت دکھانے کی ضرورت ہو تو) ہمارے زمانے میں بھی اسی طرح ہوگا۔

(8)......علامہ شنقیطی لکھتے ہیں!

اَلْمَسْئَلَۃُ الْخَامِسَۃُ : اِعْلَمْ اَنَّ صَلَاۃَ النِّسَاءِ فِیْ بُیُوْتِھِنَّ اَفْضَلُ لَھُنَّ مِنَ الصَّلَاۃِ فِی الْمَسَاجِدِ وَلَوْ کَانَ الْمَسْجِدُ مَسْجِدَ النَّبِیِّ ﷺ وَبِہٖ تَعْلَمُ اَنَّ قَوْلَہٗ ﷺ ’’صَلَاۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ ھٰذَا خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلَاۃٍ فِیْمَا سِوَاہُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ‘‘ خَاصٌّ بِالرِّجَالِ اَمَّا النِّسَاءُ فَصَلَاتُھُنَّ فِیْ بُیُوْتِھِنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ مِنَ الصَّلَاۃِ فِی الْجَمَاعَۃِ فِی الْمَسْجِدِ قَالَ اَبُوْ دَاوٗدَ فِیْ سُنَنِہٖ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ ، ثَنَا یَزِیْدُ بْنُ ھَارُوْنَ ، اَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ ، حَدَّثَنِیْ حَبِیْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لَاتَمْنَعُوْا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ " وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ وَحَدِيْثُ ابْنِ عُمَرَ صَحِيْحٌ رَوَاهُ اَبُو دَاوٗدَ بِلَفْظِهٖ هٰذَا بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ الْبُخَارِيّ انتهى وَهٰذَا الْحَدِيْثُ اَخْرَجَهُ اَيْضًا الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِيْ: وَقَدْ وَرَدَ فِي بَعْضِ رِوَايَاتِ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَغَيْرِهٖ ، مَايَدُلُّ عَلٰى اَنَّ صَلَاةَ الْمَرْاَةِ فِي بَيْتِهَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهَا فِي الْمَسْجِدِ وَذٰلِكَ فِي رِوَايَةِ حَبِيْبِ بْنِ اَبِيْ ثَابِتٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ " لَاتَمْنَعُوْا نِسَائَكُمُ الْمَسَاجِدَ وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَّهُنَّ " اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوٗدَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَلِاَحْمَدَ وَالطَّبْرَانِيّ مِنْ حَدِيْثِ اُمِّ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيَّةِ اَنَّهَا جَائَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُحِبُّ الصَّلَاةَ مَعَكَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ وَصَلَاتُكِ فِي بَيْتِكِ خَيْرٌ لَّكِ مِنْ صَلَاتِكِ فِي حُجْرَتِكِ ، وَصَلَاتُكِ فِي مَسْجِدِ قَوْمِكِ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِكِ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ "

(اضواء البیان فی تفسیر القرآن بالقرآن ج6 ص30)

ترجمہ: جان لیجئے کہ عورتوں کی نماز اپنے گھروں میں مساجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے اگر چہ وہ مسجد نبی ﷺ کی مسجد کیوں نہ ہو اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی پاک ﷺ کا فرمان (کہ میری مسجد کی ایک نماز دوسری مساجد کی ہزار نماز سے بہتر ہے مگر مسجد حرام) مردوں کے ساتھ مختص ہے لیکن عورتوں کیلئے حکم یہ ہے کہ ان کی اپنے گھروں میں نماز مسجد کی باجماعت نماز سے بہتر ہے، چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو مساجد سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کیلئے زیادہ بہتر ہیں امام نووی شرح مہذب میں اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی حدیث صحیح ہے اس کی سند علی شرط البخاری ہے فتح الباری میں ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ کی یہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حدیث اوراس مضمون کی دیگر احادیث سے ثابت ہوتا ہے کا عورت کی اپنے گھر میں نماز مسجد میں نماز سے افضل ہے چنانچا ان حمید الساعدیہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ظاہر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا شوق مجھے معلوم ہے اور تیری نماز اپنے گھر میں تیری اس نماز سے بہتر ہے جو تو صحن میں پڑھے اور تیری نماز اپنی قوم کی مسجد میں تیری اس نماز سے بہتر ہے جو تو محلّہ کی مسجد میں پڑھے۔

(ف) جب عورت کا فرض نماز کیلئے مسجد میں جانا بہتر نہیں تو نماز عید کیلئے عیدگاہ میں جانا کیسے بہتر ہوسکتا ہے جبکہ غیر مقلدین کا کہنا یہ ہے کہ عورتوں کیلئے عیدگاہ کی طرف نکلنا اور نماز عید پڑھنا فرض ہے یہ ان کا نظریہ قرآن وحدیث سے متصادم ہے۔

مذکورہ بالا احادیث اور نقول کا نتیجہ:

عورتوں کے مسجد وعیدگاہ میں جانے کے بارے تقریباً (۷۰) احادیث، تین آیات اور سات علماء محققین کی تحقیقی نقول پیش کی گئی ہیں۔ ان میں غور کرنے سے معلوم ہوا مزاجِ شریعت، منشأ نبوت، فہمِ صحابہ، فہمِ تابعین اوراس کی بنیاد پر علماءِ امت کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ

(ا) عورت کا گھر سے باہر نکلنا خواہ مسجد یا عیدگاہ میں جانے کے لئے ہو یا کہیں اور جانے کے لئے ہو خاوند کی پیشگی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔ عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے لئے خاوند کی طرف سے اجازت شرط ہے۔ بصورت دیگر عورت نافرمان اور گناہ گار ہوگی۔

(۲) مردوں اور عورتوں کے صنفی کشش پیدا کرنے والے اور جنسی جذبات کو تحریک دینے والے اسباب سے دور رکھ کر ان کو فتنہ وفساد سے بچانا اور ان کی اخلاقی قدروں کی نہ صرف یہ کہ حفاظت کرنا بلکہ ان کو بلند سے بلند تر کر کے ایک ایسا صالح معاشرہ تشکیل دینا ہے جو بعضکم لبعض عدو کی بجائے بعضھم اولیاء بعض کا مصداق بن جائے۔ اور انسانی برادری کا ہر فرد ایک دوسرے کے لئے راحت کا ذریعہ بن کر رحمتِ الٰہی کا مستحق بن جائے۔ عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کے لئے پردہ، ترکِ خوشبو، ترکِ زینت، عدم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اختلاط، آواز بلند نہ کرنا اور بوقتِ ضرورت غیر محرم کے ساتھ بات کرنے میں نرم اور پرکشش لب ولہجہ کی بجائے سخت اور کرخت لہجہ میں بات کرنا وہ بھی بقدرِ ضرورت۔ یہ تمام شرطیں اور پابندیاں اس وجہ سے نہیں کہ خوشبو لگانا، زیب وزینت اختیار کرنا، حسن کی نمائش کرنا، نرم اور محبت بھری گفتگو کرنا بذاتِ خود معصیت اور گناہ ہے کیونکہ اگر عورت گھر میں اپنے شوہر کی تسکینِ خاطر اور خوشنودگی کے لئے زیب وزینت اختیار کرے، خوشبو وغیرہ استعمال کرے۔ اور حسن وزیبائش کی نمائش کرے تو عبادت اور کارِ ثواب ہے۔ یہ شرطیں اور پابندیاں صرف اس لئے ہیں کہ گھر کی چار دیواری سے باہر ان چیزوں کے استعمال کی وجہ سے فتنہ وفساد کا خوف ہے۔ پس ان اسبابِ فتنہ کے سدِّ باب سے اصل مقصود ان کی وجہ سے پیدا ہونے والے فتنہ وفساد کا سدِّ باب ہے۔ اس لئے اگر ان تحفظات اور شرطوں کی رعایت و پاسداری کے باوجود بھی معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی پستی وزبوں حالی کے باعث عورتوں کے مسجد یا عیدگاہ کی طرف نکلنے میں فتنہ وفساد کا خوف ہو تو پھر بھی ان کا نکلنا ممنوع اور حرام قرار پائے گا۔ حضرت عائشہؓ اور بعض صحابہ کرامؓ و تابعین عظام کا اپنی عورتوں کو مسجد و عیدگاہ سے روکنا اور بعد کے اہل علم حضرات کا بھی ممانعت کا فتویٰ دینا خوفِ فتنہ کی وجہ سے ہی تھا۔ پس عورتوں کے مسجد و عیدگاہ میں جانے یا نہ جانے، منع کرنے یا اجازت دینے کا اصول فتنہ کا خوف یا عدمِ خوف ہے۔ اس اصول پر سب کا اتفاق ہے۔ اگرچہ بعض جزوی امور میں اختلاف ہے۔ مثلاً بوڑھی عورتوں کا ظہر، عصر اور جمعہ و عیدین کے لئے نکلنا بعض حضرات کے نزدیک جائز ہے جبکہ بعض کے نزدیک ممنوع ہے۔ قائلین جواز کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کے لئے کوئی فتنہ کا خوف نہیں اور قائلین عدمِ جواز کا خیال یہ ہے کہ ان کے لئے بھی فتنہ کا خوف ہے۔ اس جزوی اختلاف کے باوجود خوفِ فتنہ اور عدمِ خوفِ فتنہ والے بنیادی اصول پر متفق ہیں۔ یہ ہے مزاجِ شریعت، مزاجِ نبوت، حضرت عائشہؓ، صحابہ کرامؓ، تابعین عظام رحمہم اللہ اور امت کے اہلِ علم کا فہم اور ان کا متفقہ اجماعی فیصلہ۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کیا غیر مقلدین کی رائے قرآن وحدیث ہے؟

یہ بات بڑی عجیب ہے کہ اگر صحابہ کرامؓ وتابعینِ عظام رضی اللہ عنہم فقہاء مجتہدین امت قرآن وحدیث سے کوئی بات سمجھتے ہیں اور قرآن وحدیث کے دلائل کی بنیاد پر کوئی رائے قائم کرتے ہیں تو وہ غیر مقلدین کے نزدیک ان کی خود ساختہ بات اور خود ساختہ دین بن جاتا ہے۔ وہ غیر معصوم امتی کا فہم ہے جو غیر معتبر اور نا قابل التفات ہے۔ مگر غیر مقلد علماء تو کجا ان کے جہلاء اہل حدیث بھی قرآن وحدیث کا اردو ترجمہ دیکھ کر کوئی الٹی سیدھی بات سمجھ لیتے ہیں اور کوئی صحیح یا غلط رائے قائم کر لیتے ہیں تو اس کو یہ نہیں کہتے کہ یہ میرا فہم ہے یا میری رائے ہے۔ بلکہ اپنے فہم اور اپنی رائے پر مبنی بات کو عنوان یہ دیتے ہیں کہ یہ خالص قرآن وحدیث ہے۔ اور اس سے اختلاف یا اس کا انکار کرنے والے کے بارے یہ نہیں کہتے کہ اس نے میری رائے سے اختلاف کیا ہے۔ اس نے میری رائے اور میری بات کا انکار کیا ہے۔ بلکہ صاف صاف کہتے ہیں کہ اس نے اللہ اور اللہ کے رسول سے اختلاف کیا ہے اور اس نے قرآن وحدیث کا انکار کیا ہے۔ گویا وہ خود اللہ اور اللہ کا رسول بنا بیٹھا ہے۔ اس کی بات اللہ اور اللہ کے رسول کی بات ہے اور خالص قرآن وحدیث ہے۔ ہماری گذارش ہے کہ غیر مقلدین اپنی رائے کو اپنی رائے ہی سمجھیں اور اس کو اپنی رائے ہی کہیں اور اپنے آپ کو غیر معصوم امتی کے درجہ میں رکھیں۔ نہ اپنی رائے کو قرآن وحدیث کا درجہ دیں اور نہ خود اللہ اور اللہ کا رسول بننے کی کوشش کریں۔ یہ غرور وتکبر انسان کو زیب نہیں دیتا۔

(تین مثالیں) زیر بحث مسئلہ میں بھی غیر مقلدین نے اپنی اسی متکبرانہ ریت اور روش کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی ہلکی سی جھلک ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

(**مثال نمبر** 1) مسجد میں جانے کے لیے عورت کے استیذان (یعنی خاوند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے اجازت طلب کرنا) کے متعلق دوقسم کی حدیثیں تھیں ایک میں اللیل کی قید ہے کہ عورتیں جب رات کو اجازت طلب کریں۔ دوسری میں اللیل کی قید نہیں ہے یعنی خواہ رات کو اجازت طلب کریں یا دن کو چونکہ بظاہر ہر دونوں قسم کی حدیثوں میں تضاد ہے پس رفع تضاد کے لئے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ صحیح بخاری ص۱۱۹ میں باب قائم کیا باب خروج النساء الی المساجد باللیل والغلس اس میں اشارہ ہے کہ مطلق حدیثیں بھی اللیل کے ساتھ مقید ہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روات کے ساتھ دن کا ذکر نہیں کیا اور صحیح بخاری کے شارحین حافظ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ صراحت کی ہے کہ مطلق حدیث مقید پر محمول ہے اور یہ قید اولویت کے لئے ہے یعنی عورت کے لئے اولی یہ ہے کہ وہ رات کو اجازت طلب کر کے مسجد میں جائے دن کو نہ اجازت طلب کرے اور نہ جائے تاہم اگر دن کو جائے تو خلاف اولی ہے مگر جائز ہے۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ شرح حدیث اور رفع تضاد کے سلسلہ میں یہ ان حضرات کی رائے اور ان کا فہم ہے۔ یہ اللہ یا اللہ کے رسول کی بات نہیں کہ مطلق مقید پر محمول ہے.......

اور مذکورہ بالا دوقسم کی حدیثوں کے تضاد کو دور کرنے کے لئے ایک رائے غیر مقلد عالم علامہ محمد رئیس ندوی استاذ جامعہ سلفیہ بنارس کی ہے کہ اصل حکم عام ہے۔ رات کو اجازت طلب کرے یا دن کو جیسا کہ مطلق حدیث کا تقاضا ہے اور جن حدیثوں میں اللیل کی قید ہے وہ قید اتفاقی ہے یعنی اس کا ذکر اتفاقا ہو گیا ہے ورنہ یہ قید مقصود نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں اور بعض روایات میں رات والی قید اتفاقی ہے اور حضرت ابن عمر وام سلمہؓ ام المؤمنین کی روایت میں مطلقا عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت کا ذکر ہے ان میں کوئی قید نہیں (سلفی تحقیقی جائزہ ص۸۴۳) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ شارحین کی رائے یہ ہے کہ استیذ ان کا حکم رات والی قید کے ساتھ مقید ہے جیسا کہ بعض حدیثوں میں اللیل کی قید صراحتا مذکور ہے۔ اور جن حدیثوں میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ قید مذکور نہیں وہاں اتفاقاً قید چھوٹ گئی ہے لہٰذا مقید حدیثوں اور خوف فتنہ سے بچانے کی شرعی تدابیر کا تقاضا ہے کہ ان مطلق حدیثوں کو بھی مقید حدیثوں پر محمول کر کے ان میں بھی اس قید کا اعتبار کیا جائے اور رئیس ندوی صاحب کی رائے یہ ہے کہ استیذان کا حکم عام ہے کہ وہ دن کو اجازت طلب کریں یا رات کو اور جن احادیث میں اللیل کی قید ہے وہ اتفاقاً مذکور ہوئی ہے اس لئے اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

قارئین کرام! شارحین بخاری کی بھی ایک رائے ہے اور ان کا فہم ہے۔ اور اس کے مقابل رئیس ندوی بنارسی کی بھی ایک رائے ہے۔ لیکن یہ غیر مقلد بناسپتی رئیس شارحین بخاری کی رائے کو ذاتی رائے اور خود ساختہ بات قرار دیتا ہے۔ اور اپنی رائے کو حدیث رسول کا درجہ دیتا ہے یعنی وہ اس کو اپنی رائے اور اپنا فہم نہیں سمجھتا بلکہ یہ ان کے نزدیک خالص رسول اللہ کی حدیث ہے۔ اس لئے ایک دیوبندی عالم مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدرس دارالعلوم دیوبند نے جب شارحین بخاری کی یہ آراء باحوالہ اپنے رسالہ ''خواتین کی بہترین مسجد'' میں نقل کیں تو اس بناسپتی رئیس کی باسی ہنڈیا میں ابال آیا اور انہوں نے اپنے دل کا غبار یوں نکالا۔ لکھتے ہیں'' یہ حدیث متواتر المعنی ہے اور مطلقاً دن ہو یا رات تمام نمازوں میں عورتوں کے لئے عام و مطلق حکم ہونے پر دال ہے۔ اگر فرقہ دیوبندیہ ان حقائق سے ناواقف ہو یا جان بوجھ کر ناواقفیت کا مظاہرہ کرتا ہو تو ان کا کوئی کیا کرے گا۔ صحابہ کرامؓ تو اس معنی کی احادیث نبویہ سے انحراف کرنے والوں کو سزا دیتے تھے۔ مگر دیوبندیہ کے جی میں جو آتا ہے کرتے ہیں۔ انہیں احادیث نبویہ کے ساتھ کھلواڑ کی سزا بروز قیامت اللہ ہی دے گا'' (سلفی تحقیقی جائزہ ص۸۳، ۸۴۷) گویا امام بخاری اور شارحین بخاری اور انکی شرح کے ناقلین تو ہوئے حدیث سے انحراف کرنے والے اور پکے جہنمی۔ دنیا آخرت کی سزا کے مستحق۔ لیکن بناسپتی رئیس صاحب گویا رسول ہیں اور ان کی رائے عین حدیث رسول

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔اس لئے وہ بھی معصوم اوران کی رائے بھی خطاء سے معصوم اور وہ دنیا و آخرۃ میں انعام کے مستحق۔ہم گذارش کرتے ہیں کہ بناسپتی رئیس صاحب آپ اپنے آپ کو نہ رسول کا درجہ دیں نہ اپنی بات کو حدیثِ رسول قرار دیں۔آپ کو چاہئے کہ آپ صاف گوئی اور دیانتداری سے کام لے کر یوں کہیں کہ یہ امام بخاری اور باقی علماء امت کی رائے ہے اور یہ میری رائے ہے۔

(**مثال نمبر 2**) جب مذکورہ بالا سب وجوبی شرطیں ہوں تو پھر بھی عورتوں کو ترغیب دی گئی ہے گھروں میں نماز پڑھنے کی،اس کا ثواب اوراس کی فضیلت زیادہ بتائی گئی ہے۔ظاہر ہے کہ ان ترغیبی احادیث کی طرف دیکھتے ہوئے عورتوں کو مسجد میں جانے کی اجازت دینا خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی ہوگا۔یعنی اس میں اگرچہ گناہ نہیں تاہم ثواب میں کمی آجائے گی۔اس لئے خلاف اولی اور مکروہ تنزیہی ہے۔اہل علم حضرات کی یہ رائے ہے جس کی بنیاد دو چیزوں پر ہے کہ مذکورہ بالا شرطیں پوری نہ ہوں تو اس صورت میں عورت کا گھر سے نکلنا صرف یہ نہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے بلکہ حرام ہے۔نیز ترغیبی احادیث میں گھر کی نماز کا ثواب زیادہ بتایا گیا ہے۔جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت مسجد میں جا کر نماز پڑھے تو جائز ہے مگر ثواب تھوڑا ہوگا۔گھر میں ثواب زیادہ ہوگا۔یہ اسی صورت میں ہے جب سب شرطیں پوری ہوں کہ اب عورت کے لئے مسجد میں جانا جائز ہے مگر ثواب تھوڑا۔چونکہ شرائط پوری ہونے کی صورت میں عورت مسجد میں جا کر نماز پڑھے تو ثواب میں کمی آجاتی ہے۔اس لئے خلاف اولی اور مکروہ تنزیہ ہے۔اسی طرح مسجد میں جانے کی اجازت دینا بھی خلاف اولی اور مکروہ تنزیہ ہوگا۔ہم مانتے ہیں کہ یہ اہل علم حضرات کی رائے ہے جس کی بنیاد ترغیبی احادیث پر ہے۔مگر یہ خود حدیث نہیں بلکہ احادیث پر مبنی اہل علم کی رائے ہے۔جبکہ غیر مقلد رئیس صاحب کی رائے یہ ہے کہ جب شرائط پوری ہوں تو پھر عورت کا مسجد میں جانا اوراس کو اجازت دینا مکروہ نہیں ہے۔ان کی اس رائے میں ترغیبی احادیث کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔ تاہم یہ ان کی رائے ہے، یہ نہ قرآن ہے نہ حدیث ہے۔ ان کی رائے میں شرائط پوری ہوں تو عورت کا مسجد میں جانا غیر مکروہ ہے۔ جبکہ اہل علم حضرات کے نزدیک بوجہ ترغیبی احادیث عورت کا مسجد میں جانا اور اس کو اجازت دینا مکروہ ہے۔ اگر رئیس ندوی صاحب اپنی رائے کو رائے کے درجے میں رکھتے تو ہمیں اتنا گلہ نہ ہوتا مگر وہ اپنی رائے کو حدیث اور معصوم عن الخطا سمجھتے ہیں اور دوسروں کی رائے کو خواہ وہ قرآن و حدیث پر مبنی ہو خود ساختہ رائے اور خود ساختہ دین سمجھتے ہیں۔ چنانچہ موصوف نے سلفی تحقیقی جائزہ کے ص ۸۳ ۷ پر لکھا ہے "اور جب عورتوں کے لئے مطلقاً اجازت بشروط معتبرہ ہے تو اس اجازت کو مکروہ تنزیہی قرار دینا خود ساختہ بات ہے"

(**مثال نمبر 3**) عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے کے بارے میں احادیث مبارکہ میں جن خطرات اور فتنوں کی نشاندہی کی گئی ہے اور ان سے بچنے کے لئے جو ہدایات اور تحفظات بتائے گئے ہیں ان سے خیر القرون کے اصحاب الخیر یعنی صحابہ کرامؓ، تابعین عظام، تبع تابعین اور ان کے متبعین اہل علم حضرات نے یہ سمجھا ہے کہ عورتوں کے مسجد و عیدگاہ کی طرف نکلنے یا نہ نکلنے کا مسئلہ مشروط ہے فتنہ و فساد کے خوف و عدم خوف کے ساتھ۔ پس اگر عورتوں کے گھر سے باہر مسجد یا عیدگاہ کی طرف نکلنے میں فتنہ و فساد کا خوف غالب ہو تو نکلنا ممنوع ہوگا اور اگر فتنہ و فساد سے امن اور عدمِ خوف غالب ہو تو نکلنا روا ہوگا مگر خلاف اولی اور نماز پر ثواب بھی کم ہوگا۔ باقی یہ بات کہ فتنہ کا خوف کب ہوگا اور کب نہ ہوگا۔ اس کا دارومدار اس پر ہے کہ اگر مرد اور عورتیں ان اسباب فتنہ کو اختیار کر لیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے تو خوف فتنہ غالب ہوگا اور اگر ان اسباب سے اجتناب کریں گے تو امن اور عدم خوف غالب ہوگا۔ پس اگر اسباب فتنہ عام ہو جانے کی وجہ سے خوف فتنہ غالب ہو تو عورتوں کے لئے مسجد اور عیدگاہ کی طرف نکلنا حرام ہوگا۔ اور اگر اسباب فتنہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے اجتناب کی وجہ سے امن اور عدم خوف غالب ہو تو عورتوں کے لئے مسجد و عیدگاہ کی طرف نکلنا جائز ہو گا مگر خلاف اولی اور مکروہ تنزیہہ یعنی اس صورت میں نکلنے میں گناہ نہیں مگر ہے ناپسندیدہ۔ اسی وجہ سے مزاج شناس نبوت و شریعت، حضرت عائشہؓ نے جب عورتوں کے بدلے ہوئے حالات دیکھے کہ اب وہ اسباب فتنہ (خوشبو، زیب و زینت وغیرہ) سے اجتناب کرنا چھوڑ چکی ہیں۔ اور ان اسباب فتنہ کو اختیار کرنے کی وجہ سے فتنہ کا خوف پیدا ہو رہا ہے تو انہوں نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ حالات ظاہر ہو جاتے تو آپ ان عورتوں کو مساجد سے روک دیتے۔ اور حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علیؓ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے عورتوں کو مسجد و عیدگاہ سے منع بھی کیا معلوم ہوا کہ خیر القرون کے تینوں طبقات (صحابہ، تابعین، تبع تابعین) اور بعد کے اہل علم حضرات کے نزدیک عورتوں کے مسجد و عیدگاہ میں نکلنے یا نہ نکلنے کا مسئلہ معلول بالعلۃ ہے۔ اس کی علت ہے خوف فتنہ اور عدم خوف فتنہ اسی خوف فتنہ والی علت کی بنیاد پر علماء حقہ فرماتے ہیں کہ اگر مذکورہ شرائط اور تحفظات کے باوجود عورتوں کا گھروں سے نکلنا مردوں کے لئے یا خود عورتوں کے لئے باعث فتنہ ہو تو ان کے لئے گھروں سے نکلنا جائز نہ ہو گا۔ نہ مسجد کے لئے، نہ عیدگاہ کے لئے۔ اور چونکہ فساد زمانہ کی وجہ سے جوان عورتوں کا نکلنا بذات خود سبب فتنہ ہے۔ اس لئے اس بات پر اجماع ہے کہ جوان عورتوں کیلئے ہر حال میں نکلنا حرام ہے۔ اسی طرح وہ بوڑھی عورت جس کے اندر مردوں کے لئے کشش باقی ہو یا اس میں مردوں کی طرف کشش ہو تو اس کا حکم بھی جوان عورتوں کی طرح ہے۔ ہاں وہ بوڑھی عورت جس کو دیکھ کر صنفی اور جنسی کشش کے بجائے نفرت پیدا ہو وہ مسجد و عیدگاہ میں جا سکتی ہے کہ اس کا نکلنا باعث فتنہ نہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ احادیث مبارکہ میں اسباب فتنہ سے اجتناب کا عورتوں کو حکم دیا گیا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ہے۔مگر خوف فتنہ کو صراحتاً شرط یا علت کے طور پر ذکر نہیں کیا گیا۔لیکن غیر مقلدین کے علاوہ پوری امت کے علماء اس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں کے گھر سے نکلنے کے جواز یا عدم جواز کا دارومدار فتنہ وفساد کے خوف وعدم خوف پر ہے۔اسی وجہ سے احادیث میں رات اور دن کا، جوان اور بوڑھی عورتوں کا فرق کیا گیا ہے۔کہ دن کی روشنی میں بوجہ نظر بازی جو فتنہ کا خوف ہے۔وہ رات کی تاریکی میں نہیں اور جوان عورتوں کے نکلنے میں جو فتنہ ہے وہ بوڑھی عورتوں کے نکلنے میں نہیں۔اسی طرح معطر ہوکر زیب وزینت اور حسن وزیبائش اختیار کر کے نکلنے میں جو فتنہ کا خوف ہے وہ میلی کچیلی نکلنے میں نہیں۔اس لئے عطر وزیبائش کے ساتھ نکلنا حرام اور سادگی میں نکلنا جائز ہے .... لیکن صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور پوری امت کے علماء حقہ کے برعکس غیر مقلدین کا نظریہ اور فہم یہ ہے کہ جوان اور بوڑھی عورتوں کی تفریق اور خوف فتنہ یا عدم خوف فتنہ کا فرق کرنا درست نہیں۔ایک طرف پوری امت کا فہم اور ان کی رائے ہے اور بے دلیل نہیں بلکہ احادیث مبارکہ کی بنیاد پر ہے، دوسری طرف غیر مقلدین کا فہم اور ان کی رائے ہے جو بے دلیل ہے۔علمائے امت کا فہم اور ان کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کے گھر سے نکلنے کے جواز وعدم جواز کا حکم خوف فتنہ اور عدم خوف فتنہ کی علت کے ساتھ مربوط اور معلول ہے۔غیر مقلدین کے نزدیک اس علت کے ساتھ معلول ومربوط نہیں۔اسی لئے علماء امت نے جوان عورتوں اور بوڑھی عورتوں کے حکم میں زمانہ کے فتنہ وفساد کے خوف اور عدم خوف کے لحاظ سے فرق کیا ہے۔لیکن غیر مقلدین نے کوئی فرق نہیں کیا۔غیر مقلدین کو چاہیئے تھا کہ وہ اس عدمِ تفریق والی رائے کو اپنی رائے بنا کر پیش کرتے لیکن انہوں نے علمائے امت کی رائے اور ان کے فہم کو غیر معصوم امتی کی رائے اور فہم قرار دیا ہے اور اپنی رائے اور فہم کو حدیث کا درجہ دے کر کہا ہے کہ یہ فرق کسی حدیث میں نہیں ہے چنانچہ بناسپتی رئیس صاحب سلفی تحقیقی جائزہ کے ص ۱۲۸ پر لکھتے ہیں ''اور نوعمر جواں سال

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عورت ہو یا غیر جواں سال سب کے لئے اجازت عامہ ہے کسی حدیث نبوی میں تفریق نہیں کی گئی ہے راستہ میں مفسدہ یا اس جیسی چیز کا کوئی ذکر نہیں۔''

جناب رئیس صاحب یہ فرق ان آیات اور احادیث مبارکہ پر مبنی ہے اور ان سے ثابت ہے۔ اگر آپ کو بھی قرآن و حدیث کا صحیح فہم نصیب ہو جائے اور فقہاء وفقہ کے خلاف بغض، تعصب اور کینہ سے سینہ بھی پاک ہو جائے تو تمہیں بھی یہ فرق قرآن و حدیث میں نظر آ جائے۔ البتہ آپ کی رائے میں ان کے درمیان کوئی فرق نہیں لیکن آپ اولاً رسول اللہ بن گئے ثانیاً رسول اللہ بن کر اپنی رائے کو حدیث رسول بنا دیا۔ ثالثاً علمائے امت پر برس پڑے کہ انہوں نے جوان اور بوڑھی عورتوں کے حکم میں فرق کیا ہے۔ راستہ میں خوف مفسدہ وعدم خوف کا فرق کیا ہے۔ اور یہ تفریق حدیث میں نہیں۔ خود رسول اللہ بننے سے اور اپنی رائے کو حدیث کہنے سے توبہ کیجئے۔ اللہ توفیق دے۔ آمین۔

فہمِ عائشہ اور فہمِ غیر مقلدین:

حضرت عائشہؓ کا فہم یہ ہے کہ اگر عورتیں مسجد یا عیدگاہ یا کہیں اور جانے کیلئے گھر سے باہر بناؤ سنگھار، زیب وزینت، اور خوشبو وغیرہ اسباب فتنہ اختیار کریں جس سے فتنہ وفساد کا خوف پیدا ہو جائے تو عورتوں کو مساجد سے روک دیا جائے چنانچہ انہوں نے اپنی اس رائے اور فہم کا اظہار یوں فرمایا کہ اب عورتوں نے جو گھر سے باہر زیب وزینت اور خوشبو کا استعمال شروع کر دیا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یہ حالات پیدا ہو جاتے تو آپ ﷺ عورتوں کو مساجد سے روک دیتے۔ اب ایک ہے حضرت عائشہؓ کا فہم جو انہوں نے قرآن وحدیث، احکام شرع، مزاج شریعت اور مزاج نبوت سے سمجھا۔ اور حضرت عائشہؓ سے زیادہ مزاجِ نبوت کو کون سمجھ سکتا ہے، دوسرا فہم غیر مقلدین کا ہے کہ ان حالات میں بھی عورتوں کو مساجد اور عیدگاہ سے نہ روکا جائے۔ غیر مقلدین نے اپنے فہم کو فہمِ رسول اور اپنی رائے کو حدیثِ رسول قرار دیا اور حضرت عائشہؓ کے فہم کو فہمِ رسول کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

خلاف اور ان کی رائے کو حدیثِ رسول کے خلاف قرار دیا۔ چنانچہ میاں نذیر حسین اپنے فتویٰ میں حضرت عائشہؓ کے فرمان (کہ جو عورتوں کے موجودہ حالات ہیں اگر یہ حالات نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تو آپ ﷺ عورتوں کو مساجد سے روک دیتے۔ بخاری) کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ’’آپ منع کہاں فرماتی ہیں وہ تو اپنا فہم ظاہر کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اگر اس اِحداث کو دیکھتے تو میرے نزدیک یہ ہے کہ عورتوں کو مسجد سے روکتے اور یوں فرمانا اس سبب سے تھا کہ مطابقت فہم رسول ﷺ ساتھ فہم اپنے کے ضروری نہ جانا‘‘ (فتاوی نذیریہ ۱/۶۱۸، فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۵)

غیر مقلدین کا مقصد یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کا فہم، فہم رسول کے خلاف ہے اور غیر مقلدین کا فہم کہ رسول اللہ ﷺ ان حالات میں عورتوں کو مسجد سے نہ روکتے عین فہم رسول ہے اور ان کی رائے حدیث رسول ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فہم عائشہؓ، فہم رسول اللہ ﷺ کے خلاف نہیں بلکہ تمہارے فہم کے خلاف ہے مگر کیا کیجئے کہ میاں نذیر حسین بن گئے رسول اور ان کا فہم بن گیا فہم رسول۔ پھر حضرت عائشہؓ پر برس پڑے کہ انہوں نے اپنے فہم کی رسول کے فہم سے موافقت ضروری نہ جانی۔ میاں صاحب نہ تم رسول ہو نہ تمہارا فہم، فہم رسول ہے۔

قارئین کرام! بڑی معذرت کے ساتھ میرا سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہؓ جو رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مقدسہ، رفیقہ حیات اور بلاواسطہ علوم نبوت سے فیضیاب ہونے والی شاگردہ، ہیں مزاج نبوت اور فہم رسول کو وہ زیادہ سمجھتی ہیں یا میاں نذیر حسین؟

فہم صحابہؓ اور غیر مقلدین:

آگے جا کر میاں صاحب لکھتے ہیں ’’یہ حضرت عائشہؓ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۶) زیر بحث مسئلہ میں ایک فہم

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

حضرت عائشہؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ کا ہے کہ اگر عورتیں گھر سے باہر اسباب فتنہ اختیار کریں تو ان کو باہر نکلنے اور مسجد و عیدگاہ میں جانے سے روک دیا جائے جبکہ غیر مقلدین کا فہم یہ ہے کہ ان کو مسجد اور عیدگاہ سے نہ روکا جائے میاں صاحب فرماتے ہیں یہ حضرت عائشہ ؓ کا فہم ہے اور فہم صحابہ حجت شرعیہ نہیں ہے۔ آپ حضرات حیران ہوں گے کہ وہ اپنے فہم کے مقابلہ میں فہمِ صحابہ کو حجت کیوں نہیں مانتے ؟ حیرانی کی کوئی بات نہیں اس لئے کہ وہ اپنے فہم کو فہم رسول اور اپنی رائے کو حدیث رسول سمجھتے ہیں۔ چنانچہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ لوگ اپنے فہم اور اپنی رائے کے مقابلہ میں صحابہ کے فہم اور ان کی رائے کو حجت کیوں نہیں مانتے ؟ تو وہ جواب دیتے ہیں ہم صحابہ کے فہم کو فہم رسول اور حدیث رسول کے مقابلہ میں حجت نہیں مانتے حالانکہ تقابل ہے فہم صحابہ اور فہم غیر مقلدین کا۔ لیکن وہ اپنے فہم اور اپنی رائے کو یہ نہیں کہتے کہ یہ ہمارا فہم اور ہماری رائے ہے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ فہم رسول اور حدیث رسول ہے۔ اس لئے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ رسول بننے اور اپنی رائے کو حدیث رسول کہنے کی عادت قبیحہ سے توبہ کریں۔

فرقہ غیر مقلدین کے باطل ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ دین میں اور قرآن وحدیث کے سمجھنے میں صحابہ کرام کے فہم، ان کے اقوال وافعال کا اعتبار نہیں کرتے۔ جن کے ہاں صحابہ کرامؓ کا فہم اور قول و فعل معتبر نہیں۔ اللہ اور اللہ کے رسول کے ہاں ایسے لوگوں کا دین معتبر نہیں۔ چنانچہ غیر مقلد محقق عالم مولوی محمد جوناگڑھی لکھتا ہے ''امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ جو روایت آنحضرت ﷺ سے بیان کریں جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی پہنچائیں اس میں وہ یقیناً اور قطعاً سچے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روایت کی طرح ان کی درایت ہم پر واجب التعمیل نہیں۔ بہت ممکن ہے کہ وہ درست نہ ہو۔ پھر اسی صفحہ پر دو موٹے عنوان لگائے ہیں۔ ا۔ حضرت فاروق کی سمجھ کا معتبر نہ ہونا۔ ۲۔ صحابہ کی درایت (فہم) معتبر نہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور نواب نور الحسن خان نے لکھا ''در اصول مقرر شدہ کہ قول صحابی حجت نہ باشد'' اور یہ اصول ثابت شدہ ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں (عرف الجادی ص ۱۰۱) اور نواب صدیق حسن خان لکھتا ہے ''وحاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است لاسیما نزد اختلاف (بدور الاہلہ ص ۱۳۹) خلاصہ یہ کہ صحابہ کی تفسیر حجت نہیں خصوصا اختلاف کے وقت۔ سوال یہ ہے کہ دین میں اور قرآن وحدیث میں صحابہؓ کا فہم، صحابہؓ کا قول اور صحابہ کا فعل معتبر نہیں حالانکہ وہ شاگردان رسول ﷺ ہیں تو ان کے بعد پھر کس کا فہم اور قول وفعل حجت ہوگا؟ کون ہے جس کا فہم قول اور فعل، فہم صحابہ، قول صحابہ اور فعل صحابہ پر فوقیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے وہ فہم رسول، قول رسول اور فعل رسول ہی ہوسکتا ہے۔ جب غیر مقلدین کا فہم اور قول وفعل صحابہ کے فہم اور قول وفعل سے ٹکرا جائے تو وہ صحابہ کے فہم اور قول وفعل کا اعتبار نہیں کرتے۔ اس کو غلط کہتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اپنے فہم اور قول وفعل کو صحیح قرار دیتے ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر غیر مقلد اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کم نہیں سمجھتا اور وہ اپنے فہم کو فہم رسول ﷺ اور اپنے قول وفعل کو حدیث رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کا قول وفعل قرار دیتا ہے۔ آپ تجربہ کرلیں وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ یہ ہماری رائے ہے یہ ہماری بات ہے بلکہ وہ اس کو حدیث رسول ﷺ ہی کہے گا وہ یہ نہیں کہے گا کہ فہم صحابہؓ ہمارے فہم کے خلاف ہے وہ یہ نہیں کہے گا کہ صحابہؓ کا قول وفعل ہمارے قول وفعل کے خلاف ہے بلکہ وہ کہے گا صحابہؓ کا قول وفعل رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل کے خلاف ہے اس لئے وہ مردود ہے۔

غیر مقلدین کے نزدیک فہم عائشہؓ اور حدیث بخاری غلط ہے:

بناسپتی رئیس صاحب نے پہلے صحیحین اور دیگر کتب حدیث کے حوالہ سے حدیث عائشہ کا اردو ترجمہ خود کیا (وہ بھی غلط) پھر اس حدیث کو اور فہم عائشہ کو غلط کہا ہے۔ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں ''دیوبندیہ نے یہ قول عائشہ اپنی تائید میں نقل کررکھا ہے کہ اس زمانے میں عورتوں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں جو خرابیاں آ گئی ہیں اگر عہد نبوی میں ہوتیں تو انہیں آپ مسجد آنے سے منع کر دیتے جیسا کہ خواتین بنی اسرائیل کے ساتھ ہوا اور انہیں کے سبب عورتوں کو حیض آنے لگا (صحیحین وعام کتب حدیث) حالانکہ اسی قول عائشہ میں دیوبندیہ کی تکذیب موجود ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ سے عورتوں کو حیض آنے لگا جبکہ متواتر المعنیٰ حدیث نبوی میں صراحت ہے کہ حضرت آدم وحوا ہی کے زمانہ سے عورتوں کو حیض آتا ہے۔ جب حضرت عائشہ کا یہ بیان غلط ہے تو ان کی سمجھ میں آئی ہوئی یہ بات کہ موجودہ دور کو آپ دیکھتے تو عورتوں کو مسجد آنے سے منع کر دیتے بھی غلط ہے کیونکہ نص نبوی کے خلاف کسی کی سمجھی ہوئی کوئی بھی بات غلط ہوگی۔

(سلفی تحقیقی جائزہ ص ۸۴ ۷)

جواب نمبر 1۔ اولاً عرض یہ ہے کہ بنا سپتی رئیس صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے استاذ حدیث مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی کے رسالہ ''خواتین اسلام کی بہترین مسجد'' کا جواب لکھا ہے تو ان کو چاہئے تھا کہ وہ دیانت داری کے ساتھ پہلے قاسمی صاحب کی اصل عبارت نقل کرتے پھر تردید کرتے۔ لیکن اگر وہ اصل عبارت نقل کر دیتے تو جو وہ تردید کرنا چاہتے ہیں اس کی گنجائش نہیں رہتی اس لئے موصوف نے پہلے اپنی طرف سے حدیث عائشہ کا خود ساختہ اردو ترجمہ کیا پھر اس کو قاسمی صاحب کے سر تھوپ دیا پھر تردید کرنے بیٹھ گئے۔ ہم رئیس صاحب کی اس خیانت کو ظاہر کرنے کے لئے رئیس صاحب اور قاسمی صاحب کی عبارت نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔

رئیس صاحب لکھتے ہیں ''جیسا کہ خواتین بنی اسرئیل کے ساتھ ہوا اور انہیں کے سبب عورتوں کو حیض آنے لگا (صحیحین وعام کتب حدیث)

قاسمی صاحب لکھتے ہیں ''اللہ نے ان پر مسجدیں حرام کر دیں اور ان پر حیض مسلط کر دیا گیا۔ یعنی ان کے حیض کی مدت دراز کر دی گئی۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

قاسمی صاحب نے جو ترجمہ وتشریح کی ہے اس کے مطابق رئیس صاحب کے اعتراض کی بنیاد ہی ختم ہوگئی جس کی وجہ سے انہوں نے حدیث بخاری کو اور فہم عائشہؓ کو غلط کہا اور دیو بندیوں کو جھوٹا قرار دیا ہے وہ ہے بنی اسرائیل کی عورتوں کو حیض آنے لگا۔ حالانکہ اصل یہ ہے کہ ان کے حیض کی مدت دراز کردی گئی۔ مدت دراز کرنے سے ہی پتہ چلا کہ حیض تو ان کو پہلے بھی آتا تھا اب ان کی مدت دراز کردی گئی۔ رئیس صاحب اپنی کج فہمی اور کم فہمی کو دور کریں۔ اور دور کرنے کے لئے جناب قاسمی صاحب کی شاگردی اختیار کریں مگر اپنی کم فہمی یا بدفہمی کی وجہ سے حدیث کو اور فہم عائشہ کو غلط نہ کہیں۔

جواب نمبر 2۔ ثانیاً عرض یہ ہے کہ مولانا قاسمی صاحب مدظلہ نے احادیث ممانعت میں حضرت عائشہؓ کی دو حدیثیں نقل کی ہیں ایک بخاری، مسلم کے حوالہ سے جو حضرت عائشہ کے فہم پر مشتمل ہے کہ عورتوں کے موجودہ حالات عہد نبوت میں ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسجد سے روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روکدیا گیا۔ دوسری حدیث مصنف عبد الرزاق کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ اسرائیلی عورتیں لکڑی کے پاؤں بنالیا کرتیں تاکہ ان پر اونچی ہوکر مسجدوں میں مردوں کو جھانکیں سو اللہ تعالی نے ان پر مسجدیں حرام کردیں اور ان پر حیض مسلط کردیا۔ یہ دونوں حدیثیں جدا جدا ہیں۔ رئیس صاحب آپ کے ترجمہ وتشریح کے مطابق اگر حدیث غلط ہو بھی تو دوسری حدیث غلط ہوگی مگر اس سے پہلی حدیث غلط ہوتی ہے نہ فہم عائشہ۔ ماروں گھٹنا پھوٹے سر والا قصہ تو نہ کریں۔ آپ اپنی بدفہمی سے غلطی بتائیں کسی اور حدیث کی مگر غلط ہو جائے صحیح بخاری کی حدیث اور فہم عائشہ۔

جواب نمبر 3۔ ثالثاً عرض یہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ کی پہلی حدیث کا ترجمہ لکھا ہے اس میں آپ نے یہ جملہ بھی لکھدیا ہے اور انہیں کے سبب عورتوں کو حیض

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

آنے لگا آگے آپ نے صحیحین و عام کتب حدیث بطور حوالہ کے لکھا ہے اگر آپ سچے ہیں تو یہ جملہ صحیحین کی اس حدیث عائشہ میں دکھائیں اور منہ مانگا انعام پائیں۔

جواب نمبر 4۔ رابعاً عرض یہ ہے کہ اگر حضرت عائشہؓ کی اسی حدیث میں آپ کو کسی دوسری کتاب میں یہ جملہ مل جائے تو اس میں اس جملہ کی زیادتی ضعیف ہوگی مگر اس جملہ کو چھوڑ کر باقی متن حدیث جو بخاری، مسلم، ابوداؤد میں موجود ہے وہ کیونکر غلط ہوگا۔ آپ فقط اس زائد جملہ کو غلط کہیں مگر پوری حدیث کو تو غلط نہ کہیں۔

جواب نمبر 5۔ خامساً عرض یہ ہے کہ غیر مقلدین کے علاوہ اگر کسی بھی معتبر سنی عالم نے صحیحین کی اس حدیث عائشہ کو اور اس میں مذکور فہم عائشہ کو غلط کہا ہو تو حوالہ پیش کریں لیکن وہ قیامت کی صبح تک یہ حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

حدیث بخاری سے نفرت اور توہین:

غیر مقلدیت نفس پرستی اور خواہش پرستی کا دوسرا نام ہے لیکن غیر مقلدین اپنی خواہش پرستی کو قرآن و حدیث کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں وہ نام لیتے ہیں قرآن و حدیث کا مگر تکمیل کرتے ہیں اپنی خواہشات کی۔ چونکہ غیر مقلدین کی خواہش ہے کہ مردوں اور عورتوں کے حالات جتنے بھی ناگفتہ بہ ہوں اور حالات زمانہ جتنے بھی بگڑے ہوئے ہوں عورتیں بہر صورت مسجد اور عیدگاہ میں جائیں اور صحیح بخاری کی زیر بحث حدیث ان کی اس خواہش کے خلاف تھی تو انہوں نے اس سے گلو خلاصی کے لئے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور بہت پاپڑ بیلے، میاں نذیر حسین نے کبھی یہ کہا کہ یہ فہم عائشہ ہے جو فہم رسول کے خلاف ہے اور حضرت عائشہ نے فہم رسول کے ساتھ اپنے فہم کی موافقت کو ضروری نہ جانا کبھی کہا کہ یہ حضرت عائشہ کا فہم ہے اور فہم صحابہ شرعی حجت نہیں ہے۔ لیکن بناسپتی رئیس نے سوچا کہ سنار کی ٹھک ٹھک کے بجائے لوہار کا ایک ہی ٹھک کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

فی ہے، نہ رہے سر نہ ہو درد۔ اس لئے موصوف نے ترقی کر کے کہا کہ صحیح بخاری کی یہ حدیث بھی غلط اور فہم عائشہ بھی غلط اور اس حدیث سے ان کے دل میں اتنی کد اور نفرت ہے کہ انہوں اس حدیث بخاری کو راگنی اور گانا کہہ کر انتہائی توہین کی ہے۔ رئیس صاحب مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی مدظلہ کو طعنہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں ''ان تلبیسات کے بعد دیوبندیہ نے حدیث عائشہ والی راگنی پھر گائی۔ عائشہ صدیقہ نے اسی تغیر حالات کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ ﷺ نے اگر عورتوں کی ان بے اعتدالیوں کو دیکھا ہوتا جو بعد میں آئیں تو انہیں مسجد آنے سے روک دیتے (سلفی تحقیق جائزہ ص ۷۸۷) کیا غیر مقلدین بتائیں گے کہ جو شخص بخاری کی حدیث کو راگنی اور گانا کہے اور بخاری کی حدیث پڑھنے اور لکھنے والے کو راگنی گانے والا بتائے۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر؟ اہل حدیث ہے یا منکر حدیث؟ جواب محقق و مدلل ہونا چاہئے کہ ایسا کہنے اور لکھنے والا کوئی معمولی آدمی نہیں بلکہ اہل حدیثوں کا بہت بڑا محقق، بہت بڑا ہیرو اور جامعہ سلفیہ بنارس کا استاذ حدیث ہے۔

غیر مقلدین کی ایک نئی بدعت:

جیسے اہل السنّت والجماعت میں سنن نبویہ کے زندہ کرنے کا جذبہ ایمانی اور ذوق رحمانی ہے، ایسے ہی اہل بدعت میں نئی بدعت جاری کرنے کا شیطانی جذبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ غیر مقلدین کی جاری کردہ بدعات میں سے ایک نئی جاری کردہ بدعت یہ ہے کہ عورتوں پر نماز عید فرض ہے لہذا ان پر نماز عید کا پڑھنا اور عیدگاہ جانا فرض ہے۔ غیر مقلد بناسپتی رئیس جناب محمد رئیس صاحب لکھتے ہیں ''لہذا فرض و واجب ہے کہ عورتیں نماز عید کے لئے عیدگاہ جائیں (سلفی تحقیق جائزہ ص ۷۹۸) نیز لکھتے ہیں اس میں شک نہیں کہ احادیث نبویہ میں صراحت سے حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں عیدگاہ عیدین میں جائیں خواہ جوان، باکرہ، ثیبہ، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ادھیڑ و بوڑھی ہوں اور حکم شرعی کو وہی واجب نہیں مانے گا جو ممسوخ الفطرۃ ہو اور دیوبندیہ ممسوخ الفطرۃ ہیں (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۹۸)

موصوف نے اپنے اس مذکورہ بالا بدعی فتوے کی بنیاد بتائی ہے کہ احادیث نبویہ میں صراحت سے حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں عیدگاہ عیدین میں جائیں (ایضاً ۷۹۷) ایک اور جگہ لکھتے ہیں نیز یہ حدیث (حدیث ام عطیہ۔ ناقل) بصیغہ امر متعدد کتب میں تواتر کے طور پر مروی ہے۔ لہذا فرض و واجب ہے کہ عورتیں نماز عید کے لئے عیدگاہ جائیں۔ (ایضاً ص ۷۹۷)

فعل امر اور امر کا مادہ ہمیشہ وجوب کا فائدہ نہیں دیتے:

غیر مقلدین کے اس بدعی فتوے کی حقیقت جاننے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ فعل امر ہمیشہ وجوب، فرض کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ یہ سولہ (16) معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے (التوضیح والتلویح ۱/۳۳۰۔ نورالانوار ص ۳۱) مثلاً قرآن کریم میں ہے وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا اور جب تم احرام کھول دو تو شکار کرو۔ یہاں اصطادوا صیغہ امر نے اباحت کا فائدہ دیا ہے یعنی احرام کھولنے کے بعد تمہارے لئے شکار کرنا مباح ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ شکار کرنا فرض ہے۔ کبھی وعید اور دھمکی کے لئے بھی امر کا صیغہ بولا جاتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا فرما دیجئے اپنے کفر کے ساتھ تھوڑا سا نفع اٹھا لے اس کا یہ معنی نہیں کہ کفر کے ساتھ نفع اٹھانا فرض ہے بلکہ ان کو بطور وعید اور دھمکی کے کہا گیا ہے۔

اسی طرح لفظ امر کے ساتھ حکم دیا جائے تو یہ بھی ہمیشہ فرض کے لئے استعمال نہیں ہوتا بلکہ غیر فرض اور غیر واجب کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ **مثلاً**

مثال 1: بخاری ۱/۱۱۹، ۱۳۳، ۱۹۲، پر حدیث ہے وَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ الخ آپ ﷺ نے ان عورتوں کو امر کیا کہ وہ صدقہ کریں تو انہوں نے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اپنے زیور اتار کر حضرت بلالؓ کے کپڑے میں ڈالے۔ یہ صدقہ نفلی تھا لیکن اس کے لئے امر ہن کا لفظ بولا گیا ہے۔

مثال 2: بخاری ۱/۱۷، پر ہے أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّي إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَاءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذَالِكَ فِي السَّفَرِ " آپ ﷺ نے امر فرمایا خنجر آپ کے سامنے رکھا گیا آپ نے اس کی طرف نماز پڑھائی اور لوگ آپ کے پیچھے تھے اور آپ سفر میں ایسا کرتے تھے۔ سفر میں خنجر ساتھ اٹھانا اور نماز کے وقت خنجر آگے رکھنا فرض نہیں ہے۔

مثال 3: بخاری ۱/۳۴۲، پر ہے أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْعِتَاقَةِ فِي كُسُوفِ الشَّمْسِ سورج گرہن کے وقت نبی پاک ﷺ نے غلام آزاد کرنے کا امر فرمایا۔ اس حدیث پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عنوان قائم کیا ہے **بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعِتَاقَةِ فِي الْكُسُوفِ** سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنا مستحب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عنوان قائم کر کے بتادیا کہ یہاں لفظِ امر فرض کے لئے نہیں بلکہ استحباب کے لئے ہے۔

مثال 4: بخاری ۲/۹۴۲، پر ہے۔ كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُبِهِنَّ أَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُبِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِي فِتْنَةَ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان پانچ کلمات پڑھنے کا امر کرتے تھے اور فرماتے کہ نبی پاک ﷺ ان کے پڑھنے کا امر فرماتے تھے کیا اس دعا کا پڑھنا فرض ہے؟

مثال 5: مسند احمد ۲/۴۹۰، پر ہے أُمِرْتُ بِالسِّوَاكِ حَتّٰى خَشِيتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيَّ مجھے مسواک کا امر کیا گیا حتی کہ مجھے خوف ہوا کہ میرے اوپر فرض نہ کر دیا جائے اس کا مطلب یہ ہوا مسواک کا امر کیا گیا مگر اس جگہ مسواک فرض ہوا نہیں البتہ فرضیت کا خوف ہوا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مثال 6: مسند احمد ۱/۲۳۴، ۳۱۷، پر ہے أُمِرتُ بِالضُّحٰی وَالوِترِ وَلَم تُكتَب مجھے چاشت کا اور وتر کا حکم دیا گیا ہے اور مجھ پر فرض نہیں کیا گیا۔ یعنی وتر اور نماز چاشت کا امر ہوا۔ صیغہ امر کا بولا گیا۔ لیکن اس کے باوجود نماز وتر اور چاشت فرض نہیں ہوئی۔ ان سب احادیث میں صیغہ امر کے ساتھ حکم دیا گیا ہے لیکن اس سے فرض ثابت نہیں ہوا۔ معلوم ہوا کہ صیغہ امر غیر فرض کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

قرآن و حدیث کے مضبوط دلائل سے جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ فعل امر اور امر کا مادہ ہمیشہ فرض کے لئے نہیں آتا بلکہ غیر فرض کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ تو حضرت ام عطیہؓ کی حدیث جس میں لفظ اُمِرنَا (ہمیں حکم دیا گیا) بولا گیا ہے۔ یہ کس معنی میں استعمال ہوا ہے؟ بنا بپتی رئیس و دیگر غیر مقلدین کی رائے یہ ہے کہ یہ لفظ فرض کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہمیں بطور فرض کے حکم دیا گیا کہ سب عورتوں پر حتی کہ جوان اور پردہ نشین اور حیض والی خواتین پر بھی عیدگاہ جانا فرض ہے۔۔ جبکہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی) اور امت کے سب اہل السنّت والجماعت علماء ہمیشہ سے اس پر متفق چلے آرہے ہیں کہ نہ عورتوں پر نماز عید فرض ہے نہ ان پر عیدگاہ جانا فرض ہے۔ جب عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض ہی نہیں تو حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں اُمِرنَا کا لفظ فرض کے معنی میں نہیں بلکہ غیر فرض کے لئے استعمال ہوا ہے۔

عورتوں پر نماز عید فرض نہیں:

اہل السنّت والجماعت کے اس موقف پر کہ عورتوں پر نماز عید فرض نہیں ہے بڑے پختہ دلائل ہیں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دلیل 1: ترغیبی احادیث یعنی وہ احادیث جن میں نبی پاک ﷺ نے عورتوں کی گھر کی عبادت کو باہر کی عبادت سے افضل بتایا ہے۔ ان میں سے صرف بارہ حدیثیں ماقبل میں درج ہو چکی ہیں ان میں سے کسی ایک حدیث میں بھی نبی پاک ﷺ نے نماز عید کا استثناء نہیں کیا۔ کیا بناسپتی رئیس صاحب ان ترغیبی احادیث میں نماز عید کا استثناء دکھا سکتے ہیں؟ اگر نماز عید عورتوں پر فرض ہے تو آپ ﷺ نے مطلقاً عورتوں کو گھر میں عبادت کا ثواب کیسے زیادہ بتایا۔ اور کیسے ترغیب دی گھر میں عبادت کرنے کی۔ یہ تو اس فرض سے روکنے کے مترادف ہے یا پھر آپ ان احادیث سے نماز عید کو مستثنیٰ کرتے لیکن کسی حدیث میں نماز عید کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔

دلیل 2: عورت کے گھر سے باہر نکلنے پر ترہیبی احادیث اور وعیدات، مثلاً عورت جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں لگ جاتا ہے۔ محدث عبدالعلیم منذری رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم کتاب الترغیب والترہیب میں باب قائم کیا ہے۔ **تَرْغِیْبُ النِّسَاءِ فِی الصَّلٰوۃِ فِیْ بُیُوْتِهِنَّ وَلُزُوْمِهَا وَتَرْهِیْبِهِنَّ مِنَ الْخُرُوْجِ مِنْهَا** عورتوں کو گھر میں نماز کی ترغیب اور گھروں سے نکلنے پر وعید وترہیب اس عنوان کے تحت موصوف نے ترغیبی اور ترہیبی گیارہ احادیث نقل کی ہیں۔ اور کسی حدیث میں بھی پانچ وقتی نماز اور نماز عید کا یا مسجد اور عیدگاہ کا فرق نہیں کیا گیا۔

دلیل 3: حضرت ام عطیہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے شکایت کی کہ ہمارے خاوند ہمیں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے روکتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کے خاوندوں کو تنبیہ کرنے کے بجائے عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے پر زیادہ ثواب بتایا حتی کہ مسجد نبوی کی نماز جو نبی پاک ﷺ کی اقتداء میں ادا ہو اس سے بھی گھر نماز کا ثواب زیادہ بتایا گویا آپ نے مردوں کی تائید کر دی۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر نماز عید کا استثناء نہیں کیا نہ

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مردوں کو یہ کہا کہ تم باقی نمازوں میں عورتوں کو مساجد سے روک سکتے ہو مگر نماز عید کے لئے عیدگاہ جانے سے نہیں روک سکتے کہ نماز عید اور عیدگاہ جانا عورتوں پر فرض ہے اور تم کو فرض سے روکنے کا کوئی حق نہیں اور نہ ہی ام حمید کو کہا کہ باقی نمازوں کے لئے تو گھر سے نہ نکلا کریں مگر نماز عید کے لئے نکل سکتی ہو کہ یہ تم پر فرض ہے۔ حدیث میں صراحت ہے کہ ام حمیدؓ تا وفات اپنے گھر کے ایک دور اور تاریک گوشہ میں عبادت کرتی رہیں اور اس فرمان کے بعد ام حمیدؓ کا نماز عید کے لئے عیدگاہ جانا ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

دلیل 4: احادیث استیذان یعنی وہ احادیث جن میں عورتوں کو حکم ہے کہ وہ گھر سے باہر نکلنے کے لئے مردوں سے اجازت طلب کریں اور بغیر اجازت طلب کئے گھر سے نکلنا ان کے لئے جائز نہیں۔ اگر نماز عید اور عیدگاہ جانا عورتوں پر فرض ہو تو پھر خاوندوں سے اجازت طلب کرنے کا کیا مطلب؟ کیونکہ اجازت طلب کرنے کی صورت میں مرد کو اجازت دینے یا اجازت نہ دینے کا اختیار ہے اب اگر وہ اجازت نہ دے تو عورت یہ فرض کیسے ادا کرے گی؟ اور اگر مردوں کی طرح اپنا فرض ادا کرنے کے لئے بغیر اجازت کے یا مرد کے روکنے کے باوجود جا سکتی ہے تو پھر عورت کو استیذان کا حکم دینے کا کیا فائدہ؟ الا یہ کہ رئیس صاحب استیذان کی ایسی حدیث پیش کریں جس میں نبی پاک ﷺ نے استیذان کے حکم سے نماز عید اور عیدگاہ جانے کا استثناء کیا ہو

دلیل 5: حضرت عائشہؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عمرؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت ابن عباسؓ، عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ، فقہاء مدینہ قاسم بن محمد رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سب حضرات عورتوں کو مساجد اور عیدگاہ جانے سے روکتے تھے۔ اگر نماز عید اور عیدگاہ جانا عورتوں پر فرض ہوتا تو یہ ان کو نہ روکتے۔ پس ان کا روکنا اس بات کی دلیل ہے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض نہیں ہے۔

دلیـــــل 6: علمائے امت کا اجماع۔ پوری امت کے علمائے اہل السنّت والجماعت کا اس پر اجماع ہے کہ زمانہ فساد میں عورتوں کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا حرام ہے۔ اس پر سات نقول پیش کی جا چکی ہیں۔ اگر فتنہ فساد کے زمانہ میں عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض ہوتا تو زمانہ فساد میں عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کو حرام نہ کہا جاتا۔ اور اس حرمت پر اجماع نہ ہوتا۔ پس اجماع اس پر دلیل ہے کہ عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض نہیں۔

دلیـل 7: نماز جمعہ فرض ہے۔ جبکہ نماز عید فرض نہیں ہے۔ نماز جمعہ کی جو فضیلت ہے وہ نماز عید کی نہیں ہے۔ جو تاکیدات نماز جمعہ کی ہیں وہ تاکیدات نماز عید کی نہیں ہیں۔ جو وعیدات نماز جمعہ کے ترک پر ہیں وہ نماز عید کے ترک پر نہیں ہیں۔ جو وعیدات پانچ وقتی نماز کی جماعت کے ترک پر ہیں کہ آپ ﷺ نے ان کے گھروں کو جلا دینے کی وعید سنائی وہ وعید نماز عید کی جماعت کے ترک پر نہیں۔ لیکن اس کے باوجود غیر مقلدین حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عورتوں پر نماز جمعہ اور پانچ وقت نماز کی جماعت فرض نہیں ہے جب اتنی اہم و مؤکد عبادات عورتوں پر فرض نہیں تو نماز عید اور عیدگاہ جانا ان پر کیسے فرض ہوگا؟

دلیـــــل 8: یہ بات گذر چکی ہے کہ مسجد اور عیدگاہ جانے کے لئے جو عورتوں کے شرائط اور تحفظات ہیں ان میں اصل مقصود اور اصل بات ہے مردوں اور عورتوں کو فتنہ و فساد سے بچانا۔ یہی وجہ ہے کہ اگر فتنہ و فساد کا خوف غالب ہو تو ایسے فتنہ و فساد کے زمانہ میں عورتوں کے لئے گھر سے نکلنا حرام ہے۔ اس حکم کے اصل مقصد اور اس حکم کی اصل علت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو مسجد اور عیدگاہ میں کوئی فرق نہیں جو تحفظات عورتوں کے مسجد

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں جانے کے لئے ضروری ہیں وہی عیدگاہ میں جانے کے لئے ضروری ہیں بلکہ عیدگاہ میں جانے کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہیں کیونکہ جو عظمت اور تقدس مسجد کا ہے وہ عیدگاہ کا نہیں۔ نیز مسجد آبادی میں ہوتی ہے جبکہ نماز عید باہر میدان میں دور جا کر ادا کی جاتی ہے۔ اور شرائط وتحفظات پورے نہ ہونے کی صورت میں یا تحفظات کے باوجود خود فتنہ وفساد کے زمانہ میں جو خطرات عیدگاہ جانے میں ہیں وہ مسجد جانے میں نہیں ہیں اور جب ان حالات میں مسجد میں جانا عورتوں کے لئے حرام ہے یا کم ازکم خلاف اولی ومکروہ ہے تو عورتوں کے لئے عیدگاہ جانا فرض کیسے ہوگا؟

دلیل 9: نبی پاک ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کے عیدگاہ جانے کی یہ وجہ نہ تھی کہ ان پر نماز عید فرض تھی کیونکہ اگر ان کے عیدگاہ جانے کی وجہ ان پر نماز عید کی فرضیت ہوتی تو عیدگاہ جانے کا حکم فقط ان عورتوں کو ہوتا جو شرعی طور پر نماز پڑھ سکتی ہیں حالانکہ حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں ہے کہ حیض والی عورتوں کو بھی حکم تھا کہ وہ بھی عیدگاہ جائیں لیکن وہ نماز سے جدا رہیں معلوم ہوا کہ عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم اس وجہ سے نہ تھا کہ ان پر نماز عید فرض ہے بلکہ اس وجہ سے تھا کہ ابتداء میں مسلمانوں کی عددی اور افرادی قوت بہت ہی کم تھی اس لئے اپنی عددی اور افرادی کثرت دکھانے کے لئے عورتوں کو بھی عیدگاہ جانے کا حکم تھا۔ تو ممکن ہے اس وقت عورتوں پر عیدگاہ جانا لازم ہو لیکن جب مسلمانوں کی افرادی قوت زیادہ ہو گئی تو اب یہ حکم عورتوں کے لئے مذکورہ شرائط وتحفظات کے ساتھ محض رخصت واباحت کے درجہ میں رہ گیا مگر وہ لزوم اور وجوب ختم ہو گیا۔

دلیل 10: اگر عورتوں پر نمازِ عید اور عیدگاہ میں جانا فرض ہو تو یہ قرآن کریم کے حکم وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ کے خلاف ہے لہذا قرآن کریم کا حکم صحیح مگر عورتوں کے لئے نماز عید

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اور عیدگاہ جانے کی فرضیت کا مفروضہ غلط ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن کا حکم باطل ہو جاتا ہے۔ ہاں البتہ وقرن فی بیوتکن والے حکم کے مطابق گھر میں عبادت افضل ہے۔ اور حدیث کی وجہ سے مسجد و عیدگاہ میں جانے کی رخصت ہے مگر مشروط۔

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا کہ عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ میں جانا فرض نہیں۔

حدیث ام عطیہؓ میں امرنا کے معنی کی تحقیق:

لہذا ان دلائل کی بنیاد پر ہم کہتے ہیں کہ جمہور امت کے نزدیک حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں ''اُمِرْنَا'' کا صیغہ فرضیت کے لئے نہیں کیونکہ عورتوں پر نماز عید فرض ہی نہیں۔ رئیس صاحب سے گذارش ہے کہ وہ بھی اپنے اس دعوی پر کہ ''ام عطیہؓ کی حدیث میں اُمِرْنَا فرضیت کے لئے ہے'' کوئی دلیل پیش کریں۔ رہا یہ سوال کہ اگر یہ صیغہ فرضیت کے معنی کے لئے نہیں تو یہاں کس معنی کے لئے ہے؟ اس کا اولاً جواب یہ ہے کہ

یہاں پر یہ صیغہ رخصت اور اباحت کے لئے بولا گیا ہے کہ عورتوں کو عیدگاہ جانے کی رخصت ہے ان کے لئے عیدگاہ جانا مباح ہے۔ اس کے مطابق حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں اور دیگر احادیث میں کوئی تضاد باقی نہیں رہتا بلکہ ان میں موافقت پیدا ہو جاتی ہے کہ حدیث ام عطیہؓ میں صرف جواز بیان کیا گیا ہے جبکہ ترغیبی وترہیبی احادیث میں افضلیت واولویت کا بیان ہے اور ان دونوں میں کوئی تضاد نہیں کہ افضلیت سے جواز کی نفی نہیں ہوتی بلکہ اس کی گنجائش کا پہلو نکلتا ہے۔ اور نفس جواز سے افضلیت کی نفی نہیں ہوتی۔ اگر ام عطیہؓ کی حدیث میں عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانے کی فرضیت مراد ہو تو یہ حکم عورتوں کیلئے گھروں میں نماز وعبادت کی ترغیبی وترہیبی احادیث سے ٹکراتا ہے۔ لہذا حدیث کا مفہوم وہ مراد لینا چاہئے جس کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ میں توافق پیدا ہو جائے وہ یہ کہ حدیث ام عطیہؓ میں فقط رخصت واباحت کا بیان ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ثانیاً اگر تسلیم کرلیں کہ "اُمِرْنَا" کا صیغہ استحباب یا فرض کے لئے ہے تو ترغیبی وترہیبی احادیث صحیحہ مرفوعہ متواترہ کے ساتھ استحباب اور فرضیت منسوخ ہے اور رخصت واباحت باقی ہے۔ وہ بھی ان شرائط کے ساتھ مشروط ہے جن کا تفصیل کے ساتھ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

ثالثاً فرضیت اس دلیل سے ثابت ہوتی ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو چونکہ حدیث ام عطیہؓ خبر واحد ہے جو ظنی الثبوت ہوتی ہے اور اُمِرْ نَا میں غیر فرضیت کا بھی احتمال ہے۔ اس لئے یہ ظنی الدلالۃ ہے اور ظنی الثبوت ظنی الدلالۃ دلیل سے تو وجوب بھی ثابت نہیں ہوسکتا فرضیت کیسے ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن گدھا کیا جانے گلقند کیا ہے؟

پوری امت میں عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانے کی فرضیت کا کوئی مجتہد بھی قائل نہیں۔ عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانے کی فرضیت ایک نئی بدعت ہے جو غیر مقلدین نے جاری کی ہے۔

صحابہ کرامؓ اور علمائے امت رحمہم اللہ ملعون نہیں:

صحابہ کرامؓ میں سے حضرت عائشہؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت علی المرتضیؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، اسی طرح تابعین میں سے قاسم بن محمد بن ابی بکر رحمۃ اللہ علیہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ، عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، سب علمائے اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک فتنہ وفساد کی وجہ سے عورتوں کے لئے مسجد میں جانا ممنوع ہے اور بعض صحابہ کرامؓ وتابعین اپنے اسی مسلک کے مطابق عورتوں کو مسجد سے روکتے بھی تھے۔ جبکہ صدیوں کے بعد غیر مقلدین نے اس سے مختلف موقف اختیار کیا ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے ان شرفاء نے اپنے فتووں میں قائلین ممانعت پر سب وشتم، دشنام طرازی اور پھکڑ بازی کی انتہاء کر دی ہے۔ انہوں نے لکھا کہ عورتوں کو

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد سے روکنے والا ممسوخ الفطرۃ، مخالف رسول، ملعون، محرف دین، دوزخی، بہت بڑا کافر، بڑا سرکش، اللہ و رسول کا بڑا دشمن اور مفسد دین ہے اور مسجد سے عورتوں کے مجمع کو موقوف کرنا اغوائے شیطانی ہے۔ ممانعت کا فتوی دینے والے گناہ گار اور اس فتوی پر عمل کرنا گناہ۔

غیر مقلدین اور علمائے امت کے درمیان چار اختلافی نکات:

ہم ذیل میں پہلے عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کے متعلق غیر مقلدین کے علماء امت سے اختلافی نکات تحریر کرتے ہیں اس کے بعد غیر مقلدین کے سب وشتم پر مشتمل چند ملفوظات نقل کریں گے۔

عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کے متعلق چار نکات قابل غور ہیں

۱۔ عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۲۔ عورتوں کے مسجد و عیدگاہ جانے کا حکم معلول بالعلۃ ہے یا نہیں؟

۳۔ عورتوں کے لئے مسجد و عیدگاہ کا حکم ایک ہے یا فرق ہے؟

۴۔ حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں اُمِرْ نا کا صیغہ فرض کے معنی میں ہے یا نہیں؟

ان میں سے ہر ایک نکتہ میں غیر مقلدین اور علماء امت کا موقف مختلف ہے۔

نکتہ اول:

علمائے امت کے نزدیک عورتوں کے لئے مسجد و عیدگاہ جانے کی رخصت واجازت ہے۔ ان کے لئے مسجد و عیدگاہ میں جانا مباح ہے۔ لیکن یہ رخصت واجازت مشروط ہے چند شرائط کے ساتھ۔ استیذ ان از خاوند، پردہ، ترک خوشبو، ترک زینت، جس میں خوبصورت لباس بھی شامل ہے، مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہو، عورتوں کی آواز بلند نہ ہو، عدم خوف فتنہ، پھر ان شرائط اور تحفظات کے باوجود عورتوں کے لئے زیادہ فضیلت اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

زیادہ ثواب اس میں ہے کہ وہ گھر میں عبادت کریں اور گھر میں بھی جس قدر چھپ کر عبادت کرے گی۔ اتنا ثواب زیادہ ہوگا۔ اس پر بطور دلیل عورتوں کے لئے گھر میں نماز پڑھنے کی ترغیبی وترہیبی احادیث ملاحظہ کیجئے جو گذشتہ سطور میں لکھی جا چکی ہیں۔ جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں کے لئے عیدگاہ جانا اور نماز عید ادا کرنا فرض ہے۔ چنانچہ علامہ رئیس بنارسی نے لکھا ہے "لہذا فرض وواجب ہے کہ عورتیں نماز عید کے لئے عیدگاہ جائیں" (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۹۸ ۷) ہر عورت پر عیدین پر عیدگاہ جانا واجب ہے۔ اس فتوی پر ۱۹ غیر مقلد علماء کے دستخط ہیں (فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۰۰، ۲۰۱) عورتوں کو عیدین کی نماز کے لئے عیدگاہ میں جانا ضروری نہایت مؤکدہ ہے۔ اس فتوے پر میاں نذیر حسین سمیت ۹ غیر مقلد علماء کے دستخط ہیں (فتاوی علمائے حدیث ۴/۲۰۲) عورتوں کا نماز عید کے لئے عیدگاہ جانا واجب اور ضروری ہے (ایضاً بحوالہ الروضۃ الندیۃ ۱/۱۴۲، باب صلوۃ العیدین) مسجد میں عورتوں کی نماز کے بارے ان کا قول یہ ہے کہ جائز ہے میاں نذیر حسین لکھتے ہیں حضوری مسجد عورتوں کو جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ گھر میں نماز ادا کریں۔ (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۴)

نکتہ دوم:

علماء امت کے نزدیک یہ حکم معلول بالعلۃ ہے۔ اس حکم کی علت ہے فتنہ کا خوف اور عدمِ خوف۔ اگر فتنہ وفساد کا زمانہ ہو اور خوفِ فتنہ غالب ہو تو عورتوں کے لئے مسجد وعیدگاہ جانا ممنوع ہوگا اور اگر امن اور عدمِ خوفِ فتنہ غالب ہو تو اجازت ہوگی چونکہ مذکورہ حکم کی علت فتنہ وفساد کا خوف وعدم خوف ہے اسی لئے شرائط وتحفظات کو لازم کیا گیا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے ان شرائط کے فقدان اور اسبابِ فتنہ کے ظہور کی وجہ سے فتنہ وفساد کا خوف محسوس کیا تو فرمایا کہ اگر یہ حالات عہد نبوت میں ظاہر ہو جاتے تو حضور ﷺ بھی عورتوں کو مساجد سے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

روک دیتے جیسا کہ بنی اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ اسرائیلی عورتوں کو روکنے کی علت ان کا فتنہ وفساد ہی تھا اور حضرت عائشہؓ بھی اس حکم کو اسی علت کے ساتھ معلول سمجھتی ہیں۔ جن صحابہ کرامؓ نے منع کیا وہ اسی علت کے ساتھ حکم کو معلول سمجھتے ہیں جب انہوں نے دیکھا کہ عدم خوف کے بجائے اب اسباب فتنہ کی وجہ سے خوف فتنہ ہے تو انہوں نے منع کیا اور کسی صحابی نے بھی غیر مقلدوں کی طرح روکنے والوں پر انکار واعتراض نہیں کیا۔ حضرت ابن عمرؓ کا اپنے بیٹے پر ناراض ہونا محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے ساتھ ظاہری لفظی ٹکراؤ کی وجہ سے تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سب صحابہ کرامؓ اس بات پر متفق ہیں کہ عورتوں کے مسجد وعیدگاہ جانے اور نہ جانے کے حکم کا دار ومدار فتنہ وفساد کے خوف وعدم خوف پر ہے یہ الگ بات ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ کے نزدیک خوف فتنہ کے حالات نمایاں تھے انہوں نے اس بارے شدت اختیار کی جبکہ بعض کا خیال یہ تھا کہ ابھی حالات کا بگاڑ اس حد تک نہیں پہنچا تو انہوں نے نرم روی کا اظہار کیا۔ لیکن اس حکم کی اصل بنیاد پر متفق تھے۔ اس پر سات محقق علماء کرام کی نقول آپ کے سامنے آ چکی ہیں انہوں نے بھی عورتوں کے مسجد وعیدگاہ میں جانے کے جواز وعدم جواز نیز جوان عورتوں اور بوڑھی عورتوں کے فرق کے لئے اور رات ودن کی نمازوں کے فرق کے لئے معیار خوف فتنہ اور عدم خوف فتنہ کو بنایا ہے۔ جبکہ علماء اہل السنۃ کے برعکس غیر مقلدین کے نزدیک یہ حکم معلول بالعلت نہیں بلکہ ان کا موقف یہ ہے کہ جب صراحتاً حدیث کے اندر آ گیا۔ کہ عورتوں پر عید گاہ میں جانا فرض ہے اور مسجد میں جانا جائز ہے تو حالات جتنے بھی ناگفتہ بہ ہوں اور جتنے بھی حالات ابتر سے ابتر ہوں ہر حالت میں عورتوں کا عیدگاہ میں جانا فرض اور مسجد میں جانا جائز ہے۔ حالات کے بگاڑ اور خوف فتنہ کی وجہ سے عورتوں کو منع کرنا شریعت کے حکم کو بدلنا، اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اصل شرعی حکم کو موقوف کرنا ہے۔ جس کا کسی کو اختیار نہیں ہے۔ لہذا خواہ راستہ میں بدکاری کے حالات کیسے ہی پیش آئیں۔ اور مردوں وعورتوں کے اختلاط اور عورتوں کے حسن وزیبائش، مشک ومہک کی وجہ سے اخلاقی قدریں کتنی ہی پامال ہو جائیں عورتوں کو مسجد وعید گاہ جانے سے روکنا اغوائے شیطانی اور شیطانی قیاس ہے۔ لہذا پیش آمدہ مفاسد دور کریں عورتوں کو مسجد وعید گاہ سے دور نہ کریں۔ چنانچہ میاں نذیر حسین لکھتے ہیں۔ ''غرض جوامر باعث فساد ہے.....اس کی اصلاح بقدر نقصان کرنا چاہئے نہ کہ معدوم کر دینا اصل امر شرعی کا (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۴) مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور اس کے مفاسد بھی مانع نہیں بن سکتے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں اور یہ (یعنی عورتوں کو عیدگاہ ومسجد سے روکنا۔ ناقل) بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔ عورت ومرد کے اختلاط کا فتنہ کچھ اسی زمانہ میں پیدا نہیں ہوا ہے ازل سے ابد تک رہا ہے اور رہے گا۔ (ایضاً ص ۱۷۶) علامہ محمد رئیس بنارسی لکھتے ہیں'' اور نوعمر جواں سال یا غیر جواں سال سب کے لئے اجازت عامہ ہے کسی حدیث نبوی میں تفریق نہیں کی گئی۔ راستہ میں مفسدہ یا اس جیسی چیز کا کوئی ذکر نہیں۔ (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۸۱) جبکہ صحابہ سمیت علمائے امت نے خوف فتنہ والی علت کی وجہ سے جواں سال اور غیر جواں سال۔ اور راستہ میں مفسد ہونے یا نہ ہونے کا فرق کیا ہے۔ نیز بنارسی صاحب لکھتے ہیں'' عہد نبوی میں عورت کے ساتھ زنا بالجبر کا واقعہ پیش آ گیا پھر بھی آپ ﷺ نے نہیں کہا کہ فساد کا زمانہ ہے اس لئے عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے پر پابندی لگائی جاتی ہے''(سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۸۷)

رئیس صاحب! ایک آدھ واقعہ پیش آجانا عرف میں فساد زمانہ نہیں کہلاتا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نکتہ سوم:

علمائے امت کے نزدیک عورتوں کے لئے مسجد وعیدگاہ کا حکم ایک ہے اس میں کوئی فرق نہیں۔ شرائط اور تحفظات معتبرہ پورے ہونے کی صورت میں مسجد وعیدگاہ میں جانے کی رخصت ہے مگر افضل یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے مخفی ترین گوشہ میں عبادت کرے۔ اور فتنہ کا خوف غالب ہو تو مسجد وعیدگاہ دونوں میں جانے کی رخصت نہیں ہے۔ باقی جن بعض حضرات کے نزدیک فرض نمازوں میں بوڑھی عورتوں کے لئے رخصت نہیں مگر عیدین میں رخصت ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تَكْثُرُ الصُّلَحَاءُ اَيْضًا۔ فَتَمْنَعُ هَيْبَةُ الصُّلَحَاءِ وَالْعُلَمَاءِ اِيَّاهُمَا عَنِ الْوُقُوْعِ فِيْ الْمَآثِم

(بدائع الصنائع ۱ر۱۶۷)

عیدین میں صلحاء اور علماء بکثرت موجود ہوتے ہیں پس ان کی ہیبت مردوں اور عورتوں کے فتنے میں مبتلا ہونے میں رکاوٹ بن جائے گی۔ معلوم ہوا یہ رخصت بھی موقوف ہے خوف فتنہ یا عدم خوف فتنہ پر فرض نمازوں اور جمعہ میں اجازت نہ دینا خوف فتنہ کی وجہ سے ہے اور عیدین میں اجازت دینا عدم خوف کی وجہ سے ہے لیکن اگر عیدین میں بھی خوف فتنہ غالب ہو تو اس کی ممانعت ہو جائے گی۔...... جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک فرق ہے۔ عیدگاہ میں جانا فرض ہے اور مسجد میں جانا جائز ہے۔ مگر گھر میں نماز پڑھنا مستحب ہے۔ حوالہ نکتہ اول میں گذر چکا۔

نکتہ چہارم:

حضرت ام عطیہؓ کی حدیث میں ہے "اُمِرْنَا" ہم سب عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم کیا گیا۔ ہم نے ماقبل میں چھ حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ امر کا لفظ غیر فرض کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ حدیث ام عطیہؓ میں غیر مقلدین کے نزدیک یہ لفظ فرض کے معنی میں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

استعمال ہوا ہے۔ یعنی عورتوں پر فرض کیا گیا ہے کہ وہ عیدگاہ جائیں۔ اور یہ حکم دائمی ہے معلول بالعلت بھی نہیں اور منسوخ بھی نہیں۔ جبکہ علمائے امت کے نزدیک غیر فرض کے لئے ہے یعنی رخصت واباحت کے لئے ہے اس پر ہم نے گذشتہ سطور میں دس دلیلیں تحریر کی ہیں رخصت واباحت کی دو صورتیں ہیں

ا۔ ابتداء ہی سے یہ لفظ اسی رخصت واباحت کے لئے بولا گیا۔ ۲۔ پہلے مستحب یا فرض تھا بعد میں عورتوں کے لئے گھر میں عبادت کی ترغیبی وترہیبی احادیث وقرآن کی نص وقرن فی بیوتکن سے استحباب وفرضیت منسوخ ہوگئی۔ صرف رخصت واباحت باقی رہ گئی۔ یا عورتوں کا عیدگاہ جانا اصل کے اعتبار سے مسلمانوں کی افرادی کثرت ظاہر کرنے کے لئے تھا۔ نہ اس وجہ سے کہ ان پر نماز فرض تھی۔ اسی لئے حیض والی عورتوں کو بھی عیدگاہ جانے کا حکم تھا۔ حالانکہ ان کے لئے نماز ناجائز تھی۔ میاں نذیر حسین، شاہ ولی اللہ سے نقل کرتے ہیں شاہ صاحب نے فرمایا اسی شوکت اسلام کے اظہار کے لئے مستحب ہے کہ سب عیدگاہ جائیں حتی کہ لڑکے، عورتیں، پردہ دار اور حیض والیاں (فتاوی علمائے حدیث ۴/۱۷۳) جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں پر عیدگاہ جانا اس لئے فرض تھا کہ ان پر نماز فرض تھی۔ اگر افرادی کثرت ظاہر کرنے کے لئے عورتوں کو عیدگاہ جانے کا حکم تھا تو اب اس کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ تب بھی عورتوں پر نماز عید فرض نہ عیدگاہ جانا فرض۔

حضرت عائشہ ودیگر صحابہ کرام اور تمام علماء اہل السنۃ والجماعۃ کی رائے	غیر مقلدین کی رائے
ا۔ عورتوں پر نماز عید فرض نہیں ہے بلکہ مشروط رخصت واباحت ہے۔	ا۔ عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۔عورتوں کے لئے مسجد و عیدگاہ جانے کی رخصت کا دار مدار فتنہ کے خوف وعدم خوف پر ہے۔	۲۔خواہ کتنے ہی پرفتن اور پرخطر حالات ہوں عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ جانا فرض مسجد میں جانا جائز ہے۔
۳۔(فتنہ وفساد کے زمانہ میں بھی عورتوں کا نماز عید کے لئے عیدگاہ جانا فرض ہے اور مسجد میں جانا جائز ہے اور یہ حکم دائمی اور غیر منسوخ ہے)	۳۔(فتنہ وفساد کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد و عیدگاہ جانا ممنوع ہے۔ امن کے حالات میں جائز مگر خلاف اولی)
۴۔ام عطیہ کی حدیث میں لفظ اُمِرْنَا رخصت کے لئے ہے ابتداء سے یا فرضیت منسوخ ہونے کے بعد۔	۴۔حدیث ام عطیہ میں لفظ اُمِرْنَا فرض کے لئے اور یہ فرضیت دائمی اور غیر منسوخ ہے۔

غیر مقلدین کی دشنام طرازی:

ان چار نکات میں سے ہر نکتہ میں ایک رائے حضرت عائشہؓ و دیگر صحابہ کرامؓ، تابعین عظام اور تمام علمائے اہل سنت کی ہے اور ایک رائے غیر مقلدین کی ہے۔ پہلی رائے کے بارہ میں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہر نکتہ میں ان کی رائے صراحتاً قرآن وحدیث میں مذکور نہیں البتہ علم وفقہ اور اجتہاد وفقاہت کی مہارت کی بنیاد پر قرآن وحدیث کے نصوص سے ماخوذ ہے۔ اور غیر مقلدین کی مذکورہ نکات اربعہ میں چار آراء بھی صراحتاً کسی حدیث میں مذکور نہیں۔ مثلاً عورتوں پر نماز عید اور عیدگاہ میں جانا فرض ہے، مسجد میں جانا جائز ہے۔ اور یہ حکم خوف فتنہ کی علت کے ساتھ معلول نہیں ہے اور منسوخ بھی نہیں بلکہ دائمی ہے۔ اور فتنہ وفساد کے خوفناک حالات میں بھی عورتوں کے لئے یہی حکم ہے۔ یہ صراحت کسی حدیث میں نہیں ہے۔ نیز عورتوں کے لئے مسجد و عیدگاہ کے حکم میں فرق کہ عورتوں کے لئے عیدگاہ میں جانا فرض ہے اور مسجد میں جانا جائز ہے۔ یہ بھی ان کی رائے ہے۔ اس کی حدیث میں صراحت نہیں۔ اور

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ام عطیہؓ کی حدیث میں صیغہ امر فرض کے لئے ہے یہ بھی ان کی رائے ہے اس کی حدیث میں صراحت نہیں ہے۔ لیکن غیر مقلدین نے اپنی ان آراء کو صریح حدیث قرار دیا ہے۔ گویا وہ خود رسول بن گئے اور اپنی آراء کو حدیث رسول بنا دیا پھر دعوی کر دیا کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں یہ صریح حدیث ہے، یہ اللہ ورسول کا حکم ہے یہ شریعت ہے۔ لہذا اس کے خلاف حضرت عائشہؓ کا فہم بھی معتبر نہیں اور صحابہؓ کا فہم بھی اس کے خلاف شرعی حجت نہیں۔ اس کی مخالفت کرنے والے مخالف رسول اور اللہ رسول کے دشمن۔ حالانکہ ایک رائے تھی صحابہ اور تمام علماء اہل السنّت والجماعت کی اور غیر مقلدین نے ان کی رائے کے برعکس ایک رائے اختیار کی پھر انہوں نے اس کو قرآن وحدیث اور شریعت کا نام دے کر صحابہ اور علماء اہلسنت پر فتوے داغ دیے اور سب وشتم کی بوچھاڑ کر دی۔ ٹکراؤ ہے دو آراء کا اور ظاہر ہے کہ جو رائے صحابہ اور امت کی اجماعی رائے سے ٹکرائے گی وہ باطل ہو گی۔ لہذا غیر مقلدین کی رائے باطل۔ لیکن انہوں نے صحابہ اور علمائے امت کی رائے کو رائے کا عنوان دیدیا اور اپنی رائے کو قرآن وحدیث اور شریعت کا عنوان دے کر کہا کہ جو رائے قرآن وحدیث اور شریعت کے خلاف ہو وہ باطل اور مردود ہے۔ لہذا صحابہ اور علمائے اہل سنت کی رائے باطل اور مردود ہے یہ تو ہے اصل حقیقت۔ اب اہل السنّت کی مذکورہ بالا رائے پر آپ غیر مقلدین کے فتاوی اور دشنام طرازی ملاحظہ کریں۔

میاں نذیر حسین کا ایک طویل فتوی ہے جس پر دوسرے علماء کے تائیدی دستخط ہیں اس کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ میاں صاحب حضرت عائشہؓ کی ممانعت والی رائے کی تردید میں لکھتے ہیں۔ ا۔ حضرت عائشہؓ کا روکنا اس سبب سے تھا کہ مطابقت فہم رسول اللہ ﷺ ساتھ فہم اپنے کے ضروری نہ جانا۔ ۲۔ حضرت عائشہ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہے۔ ۳۔ غرض جو امر باعث فساد ہے۔ اس کی اصلاح شارع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

سے خود ثابت ہے اس کی اصلاح بقدر نقصان کرنا چاہئے نہ کہ معدوم کر دینا اصل امر شرعی حکم کا یہ اصلاح نہیں ہے بلکہ افساد ہے۔ ۴۔ غرض جس مجمع خلاف شرع میں کہ فساد واقع ہو رہا ہے یعنی مسجد و عیدگاہ سے باہر مردوں اور عورتوں کا اجتماع) اس سے چشم پوشی کرنا اور مجمع موافق شرع (یعنی مسجد اور عیدگاہ میں مردوں اور عورتوں کا جمع ہونا) کو موقوف کر دینا فقط تقاضائے شرافت و امارت و اغوائے شیطانی ہے اس سے پرہیز ناگزیر ہے۔ ۵۔ میاں صاحب حضرت عائشہ کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اگر مان لیا جائے کہ مقصود عائشہ کا امتناع عام ہے تو یہ اثر کب معارض ہوسکتا ہے حدیث صریح صحیح مرفوع کا (٦) اور ناسخ بھی کلام معصوم کا نہیں ہوسکتا پس حکم رسول اللہ ﷺ در باب حضوری عورتوں عیدگاہ اسی اہتمام کے ساتھ بحال رہا اور جانا ان کا عیدگاہ ثابت ہوا (۷) پھر اب جو شخص بعد ثبوت قول رسول و فعل صحابہ کی مخالفت کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا (جو کوئی مخالفت کرتا ہے رسول کی ہدایت واضح ہو جانے کے بعد اور مومنین کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلتا ہے ہم اس کو پھیر دیتے ہیں جدھر وہ پھرتا ہے اور ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو برا ٹھکانہ ہے)(۸) جو حکم صراحتاً شرع شریف میں ثابت ہو جائے اس میں ہرگز ہرگز رائے و قیاس کو دخل نہ دینا چاہئے کہ شیطان اسی قیاس سے کہ انا خیر منہ حکم صریح الٰہی سے انکار کر کے ملعون بن گیا ہے۔ اور یہ بالکل شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔ (۹) عورت و مرد کے اختلاط کا فتنہ کچھ اسی زمانہ میں پیدا نہیں ہوا ہے ازل سے ابد تک رہا ہے اور رہے گا۔ اس لئے شارع نے سارے فساد کو خود دفع کر دیا ہے پھر بھی اس کو اصلاح طلب ہی سمجھنا فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ کی وعید میں داخل ہونا ہے۔ (فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۱۷۳ تا ۱۷۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۱۰) علامہ محمد رئیس بناری لکھتے ہیں'' اس میں شک نہیں کہ احادیث نبویہ میں صراحت سے حکم دیا گیا ہے کہ عورتیں عیدگاہ عیدین میں جائیں۔خواہ جوان، باکرہ، ثیبہ، اور ادھیڑ و بوڑھی ہوں اور حکم شرعی کو وہی واجب نہیں مانے گا جو مسوخ الفطرۃ ہو

(سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۹۷)

(۱۱) مفتی محمد علی امرتسری لکھتے ہیں'' وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ یعنی بہت بڑا کافر اور بڑا سرکش اس سے زیادہ اور کوئی نہیں ہے جو اللہ کی مسجدوں سے کسی کو نماز پڑھنے سے روکے۔ اللہ جل شانہ نے جمع کے لفظ سے ارشاد فرمایا ہے خواہ عیدگاہ ہو یا جامع یا کوئی مسجد ہو نماز کے واسطے جو کوئی آوے مرد ہو یا عورت عید کی نماز ہو یا جمعہ کی یا فجر یا عشاء کی ہو روکنے والا اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کا بہت دشمن ہوگا۔

(۱۲) نیز لکھا ہے اور بعض فقہاء نے جو منع کیا ہے تو اللہ اور رسول ﷺ اور صحابہ کے حکم کے مقابلے میں ان کے قول پر عمل کرنا گناہ ہے۔اس فتوے پر مزید ۱۸ علماء کے دستخط ہیں

(فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۲۰۱)

(۱۳) مولانا محمد جونا گڑھی حضرت ام عطیہؓ کی حدیث اور ہدایہ سے عورتوں کیلئے جماعتوں میں شامل ہونے کی کراہت نقل کر کے لکھتے ہیں اب حدیث مانو گے یا حنفی مذہب کو مان کر انہیں نہ جانے کی کہو گے۔ (شمع محمدی ص ۱۷)

غیر مقلدین کی نظر میں اپنی رائے اور صحابہ تابعین اور علماء امت کی رائے کا کیا درجہ ہے اس کی ہلکی سی جھلک ان کے گزشتہ ملفوظات کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے۔

غیر مقلدین کی رائے	حضرت عائشہ صحابہ کرام، تابعین عظام اور علمائے امت کی رائے
ا۔فہم رسول ہے۔	ا۔فہم عائشہ ہے اور حضرت عائشہ نے فہم رسول کے ساتھ موافقت کو ضروری نہ جانا۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۲۔فہم شارع اور فہم معصوم ہے۔	۲۔فہم عائشہ اور فہم صحابہ حجت شرعی نہیں ہیں۔
۳۔امر شرعی ہے۔	۳۔امر شرعی کا افساد ہے۔
۴۔حدیث صحیح صریح مرفوع ہے۔	۴۔حضرت عائشہ کا عورتوں کو منع کرنا حدیث صحیح صریح مرفوع سے ٹکراؤ ہے۔
۵۔معصوم نبی کا کلام ہے اور غیر منسوخ ہے۔	۵۔امتی غیر معصوم کا کلام ہے جو معصوم کے کلام کے لئے ناسخ نہیں بن سکتا۔
۶۔کلام رسول ہدایت، سبیل المؤمنین ہے۔	۶۔مخالفت رسول، غیر سبیل المؤمنین، اس پر چلنے والے سب دوزخی ہیں۔
۷۔شرع کا صریح حکم ہے۔	۷۔شیطانی رائے وقیاس ہے۔اور رائے والا ملعون ہے۔
۸۔شریعت ہے۔	۸۔شریعت کو بدل ڈالنا ہے۔
۹۔قول خدا وقول رسول ہے۔	۹۔قول خدا اور قول رسول کے خلاف ہے اور یہ لوگ ظالم فاسق ہیں۔آسمانی عذاب کے مستحق
۱۰۔احادیث نبویہ صریحیہ۔	۱۰۔احادیث نبویہ صریحیہ کا انکار۔
۱۱۔حکم شرعی واجب۔	۱۱۔حکم شرعی واجب کا انکار اور منکرین ممسوخ الفطرۃ۔
۱۲۔مردوں اور عورتوں کا مساجد وعیدگاہ جانا اللہ اور رسول اللہ کا حکم ہے۔	۱۲ مساجد وعیدگاہ سے روکنے والا بہت بڑا کافر، بڑا سرکش، اللہ ورسول کا بہت بڑا دشمن

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

۱۳۔اللہ ورسول اللہ کا حکم۔	۱۳۔اللہ ورسول اللہ کے مقابلہ میں فقہاء کا حکم ہے جس پر عمل گناہ ہے۔
۱۴۔حدیث رسول اللہ ﷺ	۱۴۔حنفی مذہب۔

قارئین کرام! آپ فیصلہ فرمائیں کہ اپنی آراء کو قرآن وحدیث کا درجہ دے کر قرآن وحدیث کے نام پر اپنی آراء پر عمل کرنے والے اور دوسروں کو اس عمل کی دعوت دینے والے۔اور صحابہ کرامؓ اور علمائے امت کی اجماعی رائے کو رد کرنے والے اہل حق ہیں یا اہل باطل؟اہل ہدی ہیں یا اہل ہوی ہیں؟

غیر مقلدین کا اللہ ورسول کو مشورہ:

قرآن کریم میں اللہ تعالی نے حلالہ کا حکم دیا ہے فرمایا'' فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ الخ اگر خاوند اپنی بیوی کو تیسری طلاق دیدے تو اس کے بعد وہ عورت اس آدمی کے لئے تب حلال ہوگی جب وہ دوسرے آدمی سے نکاح کرے پھر وہ دوسرا آدمی اس کو طلاق دے دے۔عورت کے لئے حلالہ کرانے کا حکم اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے لیکن جب غیر مقلدین حلالہ کا نام سنتے ہیں تو وہ بہت غصہ کے مارے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور دانت پیس پیس کر کہتے ہیں عورت کیوں حلالہ کرائے حلالہ کرائے مرد جس نے اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں گویا وہ اللہ تعالی کو مشورہ دیتے ہیں کہ اے اللہ! عورت بے قصور ہے تو اس کو کیوں حلالے کا حکم دیتا ہے قصور مرد کا ہے اس لئے اے اللہ! حلالہ مرد کا ہونا چاہئے تو مرد کو حلالہ کرانے کا حکم دے۔

اسی طرح غیر مقلدین کے معروف محقق عالم مناظر نے بھی اللہ ورسول کو ایک مشورہ دیا ہے۔کہ اے خداوند قدوس! اگرچہ آپ کا حکم ہے وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ پ۲۲ (اور اے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

عورتو! تم اپنے گھروں میں ٹھہری رہو) اور اے رسول خدا! اگرچہ آپ کا فرمان ہے وَبُیُوْتُھُنَّ خَیْرٌ لَّھُنَّ (ان کے گھران کے لئے بہتر ہیں)اور آپ کا فرمان ہے خَیْرُ مَسَاجِدِ اللّٰہِ قَعْرُ بُیُوْتِھِنَّ (ان کی بہترین مساجدان کے گھروں کے چھپے گوشے ہیں) یہ بھی آپ کا فرمان ہے اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا اِسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ (جب وہ گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کی تاک میں ہو جاتا ہے)

لیکن اے خدا! اے رسول خدا! میرا مشورہ یہ ہے کہ عورتوں کے لئے مسجد وعید گاہ جانے میں اتنا خطرہ نہیں جتنا خطرہ گھر کے اندر رہ کر عبادت کرنے اور نماز پڑھنے میں ہے اس لئے گھروں میں ٹھہرنے اور گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب کے بجائے ان کو حکم دینا چاہئے اور ترغیب دینی چاہئے مسجد وعید گاہ جانے کی کہ اس میں ان کا تحفظ زیادہ ہے۔ چنانچہ علامہ محمد رئیس بنارسی صاحب لکھتے ہیں ''ہم کہتے ہیں کہ نماز کے لئے مسجد جانے سے کہیں زیادہ فتنہ وفساد کا خطرہ گھر میں عورتوں کا بیٹھا رہنا ہے۔ گھر کے عام مرد نماز میں ہوں گے اور تنہائی پا کر عورتیں معلوم نہیں کیا گل کھلائیں یہ اہل نظر سے مخفی نہیں (سلفی تحقیقی جائزہ ص ۷۸۸) علامہ محمد رئیس صاحب جو اپنے اور اپنے غیر مقلدین احباب کے لئے خطرہ محسوس کر رہے ہیں یہ صرف مسجد وعید گاہ جانے کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ مرد دکان پہ جائے، دفتر میں جائے ،سکول میں جائے ، زمین میں کاشتکاری کے لئے جائے ،محنت مزدوری کے لئے جائے ، باہر دوستوں کی محفل ومجلس میں جائے ، فٹ بال ،کرکٹ کھیلنے جائے ،کینڈ یکٹری ،ڈرائیوری کرنے جائے یا کہیں بھی سفر میں جائے۔ تو بیویوں کو ساتھ لے جائیں کیونکہ اہل نظر پہ مخفی نہیں نہ جانے عورتیں تنہائی پا کر کیا گل کھلائیں اور وہاں بھی اپنے ساتھ ساتھ رکھیں اور سخت نگرانی کریں۔ مرد کی غفلت کا موقع

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

پا کر معلوم نہیں وہ کیا گل کھلائیں۔

ہماری گذارش یہ ہے کہ رئیس بنارسی صاحب اگر آپ کسی ایسے حادثے کا شکار ہو چکے ہیں اور زخم خوردہ ہیں تو سب کو اپنے اوپر قیاس نہ کیجئے جو خیر و برکت اور فلاح و نجاح اللہ و رسول کے حکم میں ہے وہ آپ کی سوچ اور آپ کے تجربے میں نہیں۔

لطیفہ: اخیر میں بطور نصیحت ایک لطیفہ سن لیجئے ایک آدمی آم کے درخت کے نیچے بیٹھا آپ کی طرح اللہ تعالی کو مشورہ دے رہا تھا کہ اے اللہ! اتنا بڑا درخت ہے اس پر تو نے چھوٹی چھوٹی امیاں لگا دیں اور پیٹھے کی بیل نرم و نازک پتلی پتلی شاخیں ہیں اس پر اتنا بڑا پیٹھا لگا دیا۔ ہونا یہ چاہئے کہ امیاں لگیں پیٹھے کی بیل پر اور پیٹھا آم کے درخت پر۔ اس سوچنے اور مشورہ دینے میں مشغول تھا کہ اللہ تعالی نے اس کا دماغ درست کرنے کے لئے ایک کالا کوا بھیج دیا وہ آم کے درخت پر بیٹھا اور اس نے ایک امی کی ڈنڈی کاٹی وہ نیچے گری اور مشیر صاحب کے سر پہ لگی تو فوراً کہتا ہے اللہ تیرا شکر ہے امی سر میں لگی۔ اگر بیس کلو کا پیٹھا لگتا تو بھیجا نکل جاتا۔ رئیس صاحب اللہ تعالی کے احکام بلا چون و چراں مان لیجئے خیر اسی میں ہے ورنہ اللہ تعالی سمجھانا جانتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مسجد و عیدگاہ جانے اور مساجد کے اندر اعتکاف کرنے میں اس سے بھی بڑا حادثہ پیش آجائے اور گھر ہی اجڑ جائے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

نوٹ : چند سال قبل ایک مضمون زیر بحث موضوع پر تحریر کیا گیا تھا وہ بھی بطور ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے۔

ضمیمہ...... غیر مقلدین حضرات نے قرآن وحدیث کے نام پر جہاں مختلف عقائد و مسائل اختراع کئے ہیں وہاں عورتوں کے مسائل میں بھی انہوں نے پوری ملت اسلامیہ سے الگ تھلگ روش اختیار کی ہے ان کے نزدیک۔

(۱) ...... پردہ ازواج مطہرات کی خصوصیت تھی دوسری مسلمان عورتیں پردے کے حکم سے مستثنٰی ہیں اور ان کا چہرہ دیکھنا جائز ہے (عرف الجادی ص۵۲)

(۲) ...... محرمہ عورت کے قبل و دبر (یعنی مخصوص اگلے پچھلے حصہ) کے سوا بدن کے ہر حصہ کو دیکھنا جائز ہے (عرف الجادی ص۵۲)

(۳) ...... اگر عورت صرف مردوں کی امامت کرے یا مرد صرف عورتوں کی امامت کرے تو اس کی ممانعت پر کوئی صریح حدیث نہیں (عرف الجادی ص۴۷)

(۴) ...... اگر عورت تنہا یا عورتوں کے ساتھ یا شوہر کے ساتھ یا دوسرے محارم کے ساتھ برہنہ ہو کر نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے (بدور الاہلہ ص۳۹)

(۵) اگر عورت جہراً قراءۃ کرے تو اس کے منع کرنے پر کوئی دلیل نہیں (بدور الاہلہ ص۵۱)

(۶) ...... اگر عورت سر پر دوپٹہ اوڑھ لے باقی بدن برہنہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے کیونکہ حدیث عائشہؓ سے صرف دوپٹہ کا سر پر اوڑھنا صحت نماز کیلئے شرط معلوم ہوتا ہے۔ لیکن باقی بدن کا ڈھانپنا صحت نماز کے لئے شرط ہو یہ ثابت نہیں ہے (بدور الاہلہ ص۳۹)

(۷) ...... اگر مرد امام بن کر اکیلی عورت کو نماز پڑھائے تو جائز ہے اس کے منع کرنے کی کوئی دلیل نہیں ہے (بدور الاہلہ ص۶۲)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۸)......اگر عورت بڑے آدمی کو دودھ پلائے تو جائز ہے اگر چہ داڑھی والا ہوتا کہ ایک دوسرے کو دیکھنا جائز ہو جائے (نزل الابرار ص ۷۷ ج ۲، عرف الجادی ص ۱۳۰، کنز الحقائق ص ۶۷، لغات الحدیث ص ۸۵ ج ۲ مادہ رضع، فتاوی ستاریہ ص ۵۳ ج ۳ سوال وجواب ص ۳۸۰، بدور الاہلہ ص ۲۱۶)

(۹)......عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا صحیح نہیں ہے۔ عورتیں بھی مسجد ہی میں اعتکاف بیٹھیں (تحفہ رمضان ۸۶)

(۱۰)......عورت کہتے ہیں بدن کے اس حصہ کو جس کا چھپانا ضروری ہے .... ضرورت شدیدہ کے وقت محرمات کو (اپنے محرم کی) عورت (ستر) کی طرف نظر کرنا اور اس کا مس کرنا جائز ہے (فتاوی نذیریہ ص ۱۷۶ ج ۳)

(۱۱)......عیدگاہ کی حاضری عورتوں پر واجب ہے (رسالہ قربانی ص ۱۷)

نیز فتاوی علمائے حدیث ج ۴ ص ۲۰۲ میں لکھا ہے "عورتوں کو نماز عید کے لئے عیدگاہ جانا واجب اور ضروری ہے۔

قارئین کرام:

فقہ غیر مقلدین جس کو وہ کبھی فقہ محمدی، کبھی فقہ النبی المختار، کبھی عرف الجادی من جنان ہدی الہادی، (یعنی نبوت کے باغہائے ہدایت کے زعفران کی مہکتی خوشبو) کبھی کنز الحقائق (حقائق کا خزانہ) اور کبھی بدور الاہلہ (چودھویں رات کے چمکتے کامل چاند) کے خوبصورت عنوانات سے معنون کرتے ہیں۔ اہل حدیث حضرات کا دعوی ہے کہ ہم دین وشریعت کے بارے میں جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں وہ خالص قرآن وحدیث ہوتا ہے۔ بڑے زور وشور سے ان کا یہ دعوی ونعرہ گونج رہا ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

اہل حدیث کے دو اصول.....فرمان خدا، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

گویا ان کے دعوے کے مطابق ان کی کتابوں میں خدا اور رسول بول رہا ہے اور ان کی کتابوں کے مؤلفین اللہ اور اس کے رسول کی ترجمانی کر رہے ہیں۔ لیکن ترجمان کبھی تو ایسا ہوتا ہے جو متکلم کی ترجمانی کا پورا حق ادا کرتا ہے۔ اور متکلم کی بات میں ذرہ برابر فرق نہیں آنے دیتا۔ اور کبھی من چہ سرایم طنبورہ من چہ سراید اور توجیہ القول بما لا یرضی بہ القائل (یعنی متکلم کی بات کا ایسا مقصد بتانا جو خود متکلم کو پسند نہ ہو) کا مصداق ہوتا ہے۔ غیر مقلدین سے عورتوں کے بارے میں چند تحریر کردہ مسائل میں سے سردست ہم صرف آخری مسئلہ کا احادیث نبویہ کی روشنی میں مختصر سا جائزہ لینا ضروری خیال کرتے ہیں کہ دور حاضر کے غیر مقلدین نے اس مسئلہ کو بہت اہمیت دے رکھی ہے۔

جمعہ، جماعت اور نماز عید عورتوں کے ذمہ فرض نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بابرکت اور شر وفساد سے خالی تھا۔ اور عورتوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام سیکھنے کی ضرورت تھی اس لئے عورتوں کو مساجد میں حاضری کی مشروط اجازت تھی۔ شرطیں یہ تھیں کہ باپردہ ہوں، میلے کچیلے کپڑوں میں آئیں، زیب وزیبائش نہ کریں، خوشبو نہ لگائیں، خاوند کی طرف سے اجازت ہو اس کے باوجود۔ عورتوں کو ترغیب یہ دی جاتی تھی کہ وہ اپنے گھروں میں نماز پڑھیں چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی عورتوں کو مسجدوں سے نہ روکو اور ان کے گھر ان کے لئے زیادہ بہتر ہیں (مشکوۃ ص ۹۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عورت کا اپنے کمرے میں نماز پڑھنا اپنے گھر کی چار دیواری میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اس کا پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا اگلے کمرے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ (مشکوۃ ص ۹۶)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسند احمد میں حضرت ام حمید ساعدیہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تمہیں میرے ساتھ نماز پڑھنا محبوب ہے مگر تمہارا اپنے گھر کے کمرے میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا گھر کے احاطے میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور گھر کے احاطہ میں نماز پڑھنا اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں (میرے ساتھ) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام حمیدؓ نے یہ ارشاد سن کر اپنے گھر کے لوگوں کو حکم دیا کہ گھر کے سب سے دور اور تاریک ترین کونے میں ان کے لئے نماز کی جگہ بنا دی جائے چنانچہ ان کی ہدایت کے مطابق جگہ بنادی گئی۔ وہ اسی جگہ نماز پڑھا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ اللہ سے جا ملیں۔ (مسند احمد ص ۳۷۱ ج ٦)

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ عورت چھپانے کی چیز ہے سو جب وہ باہر نکلتی ہے تو اس کو شیطان جھانکتا، تانکتا ہے۔ اب صدیقہ کائنات ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ کا فرمان بھی ملاحظہ فرمایئے۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں ”عورتوں نے جو روش اختیار کر لی ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ اس کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجد سے روک دیتے۔ جس طرح بنی اسرئیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔“

(صحیح بخاری ص ۱۲۰ ج ۱۔ صحیح مسلم ص ۱۸۳ ج ۱۔ مؤطا امام مالک ص ۱۸۴)

ان روایات سے رسول اللہ ﷺ کا منشأ مبارک معلوم ہو گیا جو در حقیقت منشأ خداوندی ہے۔ وہ یہ کہ عورتیں فرض نمازیں مسجد کی بجائے گھر میں پڑھیں وہ بھی مخفی اور چھپی جگہ میں۔ خدا اور رسول خدا ﷺ کو عورت کی گھر والی نماز مسجد کی نماز سے زیادہ پسند ہے حتی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ مسجد نبوی میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کے مقابلہ میں گھر والی نماز پر اجر وثواب زیادہ ہے۔ جبکہ فرض نمازوں کو مسجد میں با جماعت پڑھنے کی اتنی تاکید ہے کہ رحمۃ للعالمین نے گھر میں نماز پڑھنے والے لوگوں کے گھروں کو جلا دینے کی وعید سنائی۔ لیکن اتنی سخت وعید کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عورتوں کو ہدایت اور تعلیم یہ دی جاتی ہے کہ وہ بجائے مسجد کے فرض نمازیں اپنے گھروں میں ادا کریں۔ اس کے مقابلہ میں نماز عید کی جماعت کے متعلق اتنی سخت تاکید کسی حدیث میں بھی نہیں جب فرض کا عورتوں کے لئے گھر میں پڑھنا زیادہ پسند ہے اور مسجد میں پڑھنا اس کے مقابلہ میں ناپسند ہے تو عورتوں کا نماز عید کے لئے باہر میدان میں نکلنا کیسے پسند ہوسکتا ہے یہ بطریق اولی ناپسند ہوگا۔

- ......کیا غیر مقلدین کے نزدیک فرض نماز سے نماز عید کی اہمیت وتاکید زیادہ ہے؟
- ......کیا غیر مقلدین کے نزدیک مسجد نبوی سے ان کی عیدگاہ کی فضیلت زیادہ ہے؟
- ......کیا غیر مقلدین کے نزدیک ان کا امام، امام الانبیاء محمد ﷺ سے زیادہ مقدس ہے؟
- ......کیا پندرہویں صدی کے مسلمان مرد وعورت صحابہ وصحابیات ؓ سے زیادہ پرہیز گار ہیں؟
- ......کیا چودہویں، پندرہویں صدی کا زمانہ عہد نبوت وعہد صحابہ سے زیادہ خیر وبرکت والا ہے
- ......کیا آج کا ماحول ومعاشرہ، عہد نبوت اور عہد صحابہ کے ماحول ومعاشرہ سے زیادہ پاکیزہ ہے؟

اے دوستو! خیر وبرکت کے زمانہ اور پاکیزہ لوگوں کے پاکیزہ معاشرہ میں محمد رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد نبوی میں اپنے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کی دعوت کی بجائے گھر میں نماز پڑھنے کی عورتوں کو ترغیب دی لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین حضرات جوان، بوڑھی، کنواری، بیاہی، حائضہ، طاہرہ، سب عورتوں کے لئے عیدگاہ کی حاضری فرض بتائیں کیا یہ اتباع رسول ہے؟ یا اتباع رسول سے بغاوت ہے؟ یہ سبیل الرسول ہے یا سبیل الیہود ہے؟

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میرے بھائیو! ایک طرف اللہ اور اس کے رسول کی پسند ہے۔ دوسری طرف غیر مقلدین حضرات کی پسند ہے۔اب فیصلہ کرو کہ کس کی پسند کے مطابق عمل کرنا چاہتے ہو۔

عورتوں کے عیدگاہ اور مسجد میں نکلنے اور نہ نکلنے کے متعلق دو قسم کی حدیثیں ہیں۔

ا۔ وہ حدیثیں جن میں عورتوں کو عیدگاہ اور مسجد میں نکلنے کا امر ہے اور مردوں کو حکم ہے کہ وہ عورتوں کو مساجد سے نہ روکیں۔

۲۔ وہ حدیثیں جن میں عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب ہے اس میں ان کے لئے ثواب زیادہ بتایا گیا ہے۔ چونکہ حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عورتوں کو عیدگاہ اور مسجد میں جانے سے روکتے تھے پس ان حضرات کا منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ۔ا۔عورتوں کیلیۓ عیدگاہ اور مسجد میں نکلنے کا امر محض جواز کے درجہ میں تھا مگر اس سے زیادہ بہتر اور زیادہ ثواب اور حضور ﷺ کی پسند یہ تھی کہ وہ گھروں میں نماز پڑھا کریں۔اسی لئے بخاری کی ایک حدیث میں ہے کہ جب وہ تم سے اجازت طلب کریں رات کو مسجد میں جانے کی تو ان کو اجازت دے دو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے مسجد میں جانا نہ لازم تھا اور نہ ہی اس میں زیادہ ثواب و بہتری کا پہلو تھا۔ ورنہ ان کو اجازت کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن جب کوئی جائز کام مفاسد کا سبب بن جائے تو شرعاً اس کی ممانعت کردی جاتی ہے۔۔۲۔ جب پردہ لازم نہ تھا اس وقت عیدگاہ ومسجد میں نکلنا لازم تھا لیکن بعد میں جب پردے کا حکم نازل ہوا تو پردہ کے ساتھ عورتوں کے نکلنے کا جواز باقی رہ گیا وجوب اور لزوم ختم ہو گیا اس جواز کے باوجود عورتوں کے لئے آنحضرت ﷺ کی طرف سے ترغیب، آپ کی خواہش اور عورتوں کے لئے زیادہ ثواب اور بہتری اس میں بتائی گئی کہ وہ گھروں میں نماز وغیرہ ادا کریں۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

یہ ہے فہمِ صحابہ جبکہ غیر مقلدین کا فہم یہ ہے کہ شروع سے اب تک عورتوں کے لئے عید گاہ کی طرف نکلنا اور عید پڑھنا ان پر فرض ہے۔ ہمیں صحابہ کا فہم مبارک اور غیر مقلدین کو ان کا فہم مبارک۔

اس مسئلہ کا یہ پہلو بھی غور طلب ہے کہ بالاتفاق نماز جمعہ کی فرضیت کے لئے ذکورۃ، عقل، بلوغت، حریت، صحت بدن اور اقامت شرط ہے۔ اس لئے نماز جمعہ عورتوں، بچوں، دیوانوں، غلاموں، بیماروں اور مسافروں پر فرض نہیں ہے۔ بلکہ ان سے مذکورہ بالا چھ چیزوں کی وجہ سے نماز جمعہ کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔ اور چونکہ نماز جمعہ فرض قطعی ہے جبکہ نماز عید واجب ہے جب ان امور کی وجہ سے نماز جمعہ ساقط ہو جاتی ہے تو نماز عید بطریق اولی ساقط ہو گی (بدائع الصنائع ج۱ ص ۲۶۱) پس عورتوں پر جب نماز عید واجب نہ رہی تو نماز عید پڑھنے کے لئے باہر میدان میں یا عید گاہ میں نکلنا کیونکر فرض ہو گا؟۔ اگر غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں کے لئے عید گاہ میں نکلنا فرض ہے تو پہلے وہ صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثابت کریں کہ عورتوں پر نماز عید فرض ہے۔ لیکن وہ ایسی حدیث پیش کرنے سے عاجز ہیں اور تا قیامت عاجز رہیں گے جبکہ حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عورتوں کو عید گاہ و مساجد میں نکلنے سے منع کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان پر نماز عید فرض نہیں ہے۔

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد میں عورتوں کے اعتکاف کا شرعی حکم

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا سنت ہے لیکن بالاتفاق مردوں کیلئے اعتکاف کی جگہ مسجد عام ہے اورعورتوں کیلئے اہل السنّت والجماعت کے نزدیک افضل طریقہ یہ ہے کہ وہ گھر کی خاص مسجد میں اعتکاف کرے گھر کی خاص مسجد سے مراد وہ جگہ ہے جواس نے گھر کے اندر نماز کیلئے مقرر کی ہوئی ہے جیسا کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ ہم اسی جگہ کونماز کیلئے مقرر کرلیں چنانچہ آپ نے ایک بچھی ہوئی چٹائی کی جگہ نماز پڑھی (شرح بلوغ المرام للشیخ عطیہ) اور اگر گھر میں کوئی ایسی جگہ مقرر نہ ہوتو بوقت اعتکاف جگہ مقرر کرکے اس میں اعتکاف کرسکتی ہے جبکہ غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ عورت بھی مرد کی طرح مسجد عام میں اعتکاف کرے اس میں مرد وعورت مساوی ہیں اس کیلئے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں اگر وہ گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے گی تو وہ اعتکاف عبادت شمار نہ ہوگا نہ اس پر اجر ہوگا لیکن ان کے نزدیک عورت کے مسجد میں اعتکاف کرنے کیلئے شرط یہ ہے کہ عورتوں کیلئے ہر چیز کا مردوں سے انتظام الگ ہو اور اگر انتظام الگ نہ ہوتو پھر عورت کیلئے مسجد میں اعتکاف کرنا جائز نہیں چنانچہ حافظ صلاح الدین یوسف صاحب اپنے حواشی قرآن میں لکھتے ہیں اعتکاف کیلئے مسجد ضروری ہے چاہے مرد ہو یا عورت عورتوں کا اپنے گھروں میں اعتکاف بیٹھنا صحیح نہیں البتہ مسجد میں ان کیلئے ہر چیز کا مردوں سے الگ انتظام کرنا ضروری ہے جب تک مسجد میں معقول محفوظ اور مردوں سے بالکل الگ انتظام نہ ہو عورتوں کو مسجد میں اعتکاف بیٹھنے کی اجازت نہیں دینی چاہیے یہ ایک نفلی عبادت ہی ہے جب تک پوری طرح تحفظ نہ ہو اس نفلی عبادت سے گریز بہتر ہے (تفسیر احسن البیان ص ۷۵،۷۶) غیر مقلدین

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کے موقف کیلئے ان کی مندرجہ ذیل کتب بھی ملاحظہ کر لیجئے تحفہ رمضان ص ۸۶ مؤلفہ مولانا عبدالغفور اثری، آپ کے مسائل ص ۲۹۵ ج ۱ مؤلفہ مبشر ربانی، فتاوی برکاتیہ ص ۹۰، فتاوی علمائے حدیث ج ۶ ص ۴۵۰، عورتیں اعتکاف کہاں بیٹھیں ص ۳)

وجوہ اختلاف

اس مسئلہ میں جو اہل السنّت والجماعت اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف ہے اس کا منشا اور اس کا سبب قرآن و حدیث کی چند نصوص ہیں ذیل میں وہ ملاحظہ کیجئے۔

وجہ اختلاف نمبر 1:...... قرآن کریم میں ہے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ (البقرۃ ۱۸۷) اپنی بیویوں کے ساتھ مجامعت نہ کرو اس حالت میں کہ تم مساجد میں معتکف ہو۔ اس آیت سے اتنی بات تو معلوم ہوگئی کہ رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف کیلئے مسجد شرط ہے اس کے علاوہ دوسری جگہ آخری عشرہ رمضان کا اعتکاف کرنا درست نہیں اس حد تک اہل السنّت والجماعت اور غیر مقلدین کے درمیان اتفاق ہے لیکن اس کے بعد مردوں اور عورتوں کیلئے مسجد کے مصداق متعین کرنے میں اختلاف ہے اہل السنّت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ اس آیت کے مفہوم میں دو احتمال ہیں۔

(ا)...... اگر خطاب عام ہو جو مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہو تو اس صورت میں مسجد کا بھی عام معنی مراد ہوگا یعنی مساجد سے فرض نماز کیلئے مختص کی ہوئی جگہیں مراد ہوں گی جو مردوں کیلئے مسجد عام یعنی مسجد محلّہ ہے اور عورتوں کیلئے گھر میں مختص کی ہوئی خاص جگہ ہے اس لئے مرد حضرات اعتکاف کریں گے مسجد عام میں اور خواتین اعتکاف کریں گی اپنے گھروں میں فرض نماز کیلئے مختص کی ہوئی جگہ میں اس مفہوم پر دلائل حسب ذیل ہیں۔

دلیل نمبر 1

مسجد عام تو مردوں کی فرض نماز کیلئے ہے جبکہ عورتوں کی فرض نماز کیلئے ان کے گھر

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

میں مختص جگہ ہے اور وہی ان کی مسجد بلکہ بہترین مسجد ہے حدیث پاک میں ہے کہ بعض لوگ گھروں میں نماز پڑھ لیتے اور مسجد میں جماعت کے ساتھ نہ پڑھتے رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھروں کو جلانے کی وعید سنائی لیکن عورتوں کے بارے میں فرمایا خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ عورتوں کی بہترین مسجد ان کے گھروں کا پوشیدہ ترین حصہ ہے۔ (ترغیب وترہیب للمنذری ج ۱ ص ۲۲۶) جب غیر مقلدین تسلیم کرتے ہیں کہ اعتکاف کیلئے مسجد شرط ہے تو عورتوں کے اعتکاف والی عبادت کیلئے وہ مسجد افضل ہوگی جس کو خود رسول اللہ ﷺ نے خَيْرُ مَسَاجِدِ النِّسَاءِ فرمایا ہے اور اس کی تعیین بھی خود فرما دی قَعْرُ بُيُوْتِهِنَّ یعنی ان کے گھر کے اندر نماز کیلئے مختص کردہ پوشیدہ ترین حصہ۔

دلیل نمبر 2

آپ ﷺ نے فرمایا وَصَلَاتُهَا فِيْ دَارِهَا خَيْرٌ مِّنْ صَلَاتِهَا فِيْ مَسْجِدِ قَوْمِهَا عورت کی نماز اپنے گھر میں اپنی قوم کی مسجد والی نماز سے بہتر ہے (ترغیب وترہیب للمنذری ج ۱ ص ۲۲۶) نیز فرمایا تیری نماز تیرے حجرے میں قوم کی مسجد والی نماز سے افضل ہے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۷) ام حمید رضی اللہ عنہا نے شکایت کی یا رسول اللہ ہمارے خاوند ہمیں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں جبکہ ہمیں آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کی محبت ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمھارے چھوٹے کمرہ کی نماز بڑے کمرہ کی نماز سے بہتر ہے اور بڑے کمرہ والی نماز مسجد میں جماعت والی نماز سے بہتر ہے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کیلئے مسجد میں نماز پڑھنا افضل ہے گھر میں غیر افضل ہے اور ان کیلئے مسجد میں ثواب زیادہ ہے گھر میں ثواب تھوڑا ہے اور عورتوں کیلئے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے مسجد میں غیر افضل ہے اور ان کیلئے گھر کی نماز میں ثواب زیادہ ہے مسجد کی نماز میں ثواب کم ہے حتی کہ ام حمید رضی اللہ عنہا کی حدیث کے مطابق مسجد نبوی میں امام الانبیاء

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

ﷺ کے پیچھے با جماعت نماز پڑھنے سے گھر کی انفرادی نماز میں ثواب زیادہ ہے تو اسی طرح مردوں کیلئے مسجد عام میں اعتکاف کرنا افضل ہے اوراس میں ثواب زیادہ ہے اور عورتوں کیلئے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے اوراس میں ثواب زیادہ ہے اوران کیلئے مسجد میں اعتکاف کرنا غیر افضل اور اس میں ثواب بھی کم ہے رسول اللہ ﷺ عورتوں کو ترغیب دیتے ہیں گھر میں عبادت کرنے کی لیکن غیر مقلدین عورتوں کو ترغیب دیتے ہیں مسجد میں عبادت کرنے کی پھر بھی اطاعت رسول کا دعوی ہے اور نعرہ لگایا جاتا ہے اہل حدیث کے دو اصول اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول۔

دلیل نمبر 3

اعتکاف میں جس مسجد کی شرط ہے اس سے وہ مسجد مراد ہے جس میں پانچ نمازوں کی باقاعدہ جماعت ہوتی ہو چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا فِیْ مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ (مصنف عبد الرزاق ج۳ص۱۶۸، ج۴ص۳۴۷، ۳۴۸، السنن الکبری للبیہقی ج۴ص۳۲۱)اعتکاف نہیں مگر جماعت والی مسجد میں اور نماز جماعت کے ساتھ پڑھنا مردوں پر واجب ہے عورتوں پر واجب نہیں بلکہ ان کیلئے جماعت سے زیادہ ثواب انفرادی نماز میں ہے اور جماعت کا حکم عورتوں کے حق میں منسوخ ہے وَجَمَاعَتُهُنَّ مَنْسُوْخَةٌ عورتوں کی جماعت منسوخ ہے (العنایہ شرح الہدایہ ص۴۱۰ ج۱، مجمع الانہر ص۳۲۵ ج۱، تبیین الحقائق ص۱۶۳ ج۲، المبسوط سرخسی ص۱۲۴ ج۱) حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں عورتیں با جماعت تراویح ادا کرسکتی ہیں اگر پردہ کا انتظام ہو لیکن بغیر جماعت ادا کرنا ان کیلئے اولی وبہتر ہے کیونکہ ان پر جماعت کی نماز نہیں (فتاوی مفتی محمود ج۲ص۴۹۱)چونکہ مردوں پر جماعت واجب ہے اس لیے وہ جماعت والی

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

مسجد عام میں اعتکاف کریں گے تاکہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرسکیں مگر عورتوں پر جماعت واجب نہیں اس لیے ان کیلئے مسجد سے زیادہ ثواب گھر کے اندر انفرادی نماز میں ہے اسی طرح ان کیلئے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے اور اس میں ثواب زیادہ ہے۔

دلیل نمبر 4

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عورتوں کے جو موجود حالات ہیں اگر یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوجاتے تو آپ انھیں مساجد سے روک دیتے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۲۰) ابوعمرو شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکلنے کیلئے کنکریاں مار رہے ہیں (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن عورتوں کو مسجد سے نکالنے کیلئے کنکریاں مارتے (عمدۃ القاری ط قدیم ج ۳ ص ۲۲۸) نماز پر دس پندرہ منٹ خرچ ہوتے ہیں جب اس سے بھی صحابہ روکتے ہیں تو دس دن لگاتار رات دن مسجد میں اعتکاف کرنا بطریق اولی ممنوع ہوگا اس کا نام قیاس نہیں بلکہ دلالت النص ہے جو بالا جماع حجت ہے اور اگر ممنوع نہ ہو تو کم از کم مسجد کے مقابلہ میں عورتوں کیلئے گھر میں اعتکاف کرنا افضل اور زیادتی ثواب کا باعث ضرور ہے۔

دلیل نمبر 5

نماز اور اعتکاف دونوں ایسی عبادتیں ہیں جو مسجد کے ساتھ مختص ہیں اور مرد کے حق میں دونوں عبادتوں کیلئے مسجد عام کا اعتبار ہے اور عورت کیلئے بالاتفاق نماز کے حق میں مسجد بیت مسجد محلّہ کے حکم میں ہے اور مسجد بیت میں اس کی نماز افضل ہے تو دوسری عبادت یعنی اعتکاف میں بھی عورت کے حق میں مسجد بیت کا حکم مسجد محلّہ والا ہونا چاہیئے بلکہ جب چند

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

لمحوں کی عبادت (نماز) کیلئے مسجد بیت افضل ہے مسجد محلّہ کے مقابلہ میں تو دس دن دس رات والی عبادت (اعتکاف) تو بطریق اولی مسجد بیت میں افضل ہونی چاہیئے۔

دلیل نمبر 6

نماز فرض عبادت ہے غیر مقلدین کے نزدیک اس کو جان بوجھ کر چھوڑنے والا کافر ہے اور اصل کے اعتبار سے مسجد کی ضرورت اور اس میں اذان واقامت اسی نماز کیلئے ہے وہ عظیم عبادت جس کیلئے مسجد بنائی گئی ہے اس کی صحت کیلئے تو عورت پر مسجد محلّہ میں آنے کی شرط نہیں بلکہ مسجد محلّہ میں آنا اس کیلئے ثواب میں کمی کا سبب بن جائے اور عورت کو ترغیب دی جائے مسجد بیت میں نماز پڑھنے کی تاکہ اس کو زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل ہو لیکن عجیب بات ہے کہ اعتکاف جو نفلی عبادت ہے جس کے چھوڑنے پر کوئی قباحت وملامت نہیں اس کی صحت کیلئے مسجد محلّہ کی شرط ہو تائید میں جلیل القدر تابعی کا ایک اثر ملاحظہ کیجئے۔
مغیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اگر ایک اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے تو کیا وہ گھر کے سامنے والے برآمدے سے گذر سکتی ہے؟ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہاں گذر سکتی ہے وہ راستہ ہے میں نے پوچھا کہ اگر وہ برآمدہ میں اعتکاف کرے تو کیا پیچھے والے کمرہ میں آسکتی ہے تو فرمایا نہیں۔

(معرفۃ السنن والآثار للبیہقی ج ٦ ص ٤٠٢، مصنف عبدالرزاق ج ٤ ص ٣٥٠)

(٢)......دوسرا احتمال یہ ہے کہ چونکہ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ ...... وَاَنْتُمْ ...... عَاكِفُوْنَ ...... مذکر کے صیغے ہیں اس لئے اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ خطاب صرف مردوں کو ہے اور مساجد سے مراد وہ خاص جگہ ہے جو فرض نمازوں کے ادا کرنے کی خاطر عامۃ المسلمین کیلئے مسجد عام کے طور پر وقف کی جاتی ہے جس کو مسجد محلّہ کہا جاتا ہے یعنی شرعی مسجد پس اس کے مطابق مسجد محلّہ کی شرط مردوں کیلئے ہے باقی عورتوں کیلئے کیا حکم ہے یہ آیت اس سے ساکت ہے اس کیلئے رجوع ہوگا دوسرے دلائل کی طرف اور وہ دلائل وہی ہیں جو ہم نے اوپر ذکر کیے ہیں

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

کہ عورت مسجد بیت میں اعتکاف کرے۔

جبکہ غیر مقلدین کا اس آیت کے بارے میں موقف یہ ہے کہ (۱) یہاں مساجد سے وہ خاص جگہ مراد ہے جو فرض نمازوں کے ادا کرنے کی خاطر عامۃ المسلمین کیلئے مسجد عام کے طور پر وقف کر دی جاتی ہے یعنی شرعی مسجد (۲) چونکہ اس آیت میں خطاب مردوں اور عورتوں دونوں کو ہے لہذ یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے مساوی ہے اس لیے مسجد عام کی شرط بھی مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے مساوی ہے لہذا مرد بھی مسجد عام میں اعتکاف کریں اور عورتیں بھی مسجد عام میں اعتکاف کریں۔ (۳) لیکن یہ بھی شرط ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کیلئے ہر چیز کا انتظام الگ الگ ہونا چاہیئے۔

ہمارا سوال

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ قرآن کی آیت کے بعد اپنے مدعی کو ثابت کرنے کیلئے غیر مقلدین نے جو تین باتیں کہی ہیں وہ نہ فرمان خدا ہے نہ فرمان رسول ہے یہ محض ان کی اپنی ذاتی رائے ہے ان میں سے ہر بات پر غیر مقلدین کو چاہیئے کہ وہ قرآن وحدیث کی صریح دلیل پیش کریں اپنی ذاتی آراء پیش نہ کریں ورنہ اس کیلئے پھر ان کو قرآن وحدیث کی اور صریح دلیل پیش کرنی پڑے گی اور یہ سلسلہ دراز ہوتا جائے گا۔

وجہ اختلاف نمبر 2

اہل السنت والجماعت اور غیر مقلدین کے درمیان عورتوں کے محل اعتکاف کے بارے میں اختلاف کا دوسرا سبب ازواج مطہرات کا اعتکاف ہے یعنی حدیثوں میں ہے کہ بعض ازواج مطہرات نے مسجد نبوی میں نبی پاک ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپ سے مسجد میں اعتکاف کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اجازت دیدی ان احادیث کے

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

بارے میں غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ جب ازواج مطہرات نے مسجد نبوی میں اعتکاف کیا ہے اور آپ نے ان کو اجازت بھی دی ہے تو معلوم ہوا کہ عورتوں کیلئے جائے اعتکاف وہی مسجد ہے جو مردوں کیلئے ہے اس میں مرد وعورت مساوی ہیں۔

اہل السنّت والجماعت کا موقف یہ ہے کہ ازواج مطہرات نے ایک تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ ان کے شوہر ہیں تو یہ عورت کا اعتکاف اپنے شوہر کے ساتھ ہوا دوسرا یہ کہ ازواج مطہرات امہات المؤمنین ہیں وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّھٰتُھُمْ نبی کی بیویاں مؤمنین کی مائیں ہیں اس لیے ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے لہذا ازواج مطہرات کا اعتکاف اپنے محرم مردوں کے ساتھ ہے پس ان حدیثوں کے مطابق عورتوں کیلئے محلّہ کی مسجد میں اعتکاف کرنے کی دو صورتیں ثابت ہوتی ہیں ایک صورت یہ ہے کہ عورت مسجد میں اپنے شوہر کے ساتھ اعتکاف کرے دوسری صورت یہ ہے کہ عورتیں اپنے محارم کے ساتھ اعتکاف کریں لیکن عورتوں کا بغیر شوہروں کے اور بغیر محرموں کے اجنبیوں کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کرنا ان حدیثوں سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا خواہ ہر چیز میں الگ الگ انتظام کے ساتھ کیوں نہ ہو جیسا کہ عورتوں کیلئے اپنے شوہروں اور اپنے محرموں کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے لیکن اس کے جواز سے اجنبیوں کے ساتھ سفر کا جواز ثابت نہیں ہوتا پس اسی طرح عورتوں کے شوہروں اور محرموں کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کے جواز سے اجنبی مردوں کے ساتھ مسجد میں اعتکاف کا جواز بھی ثابت نہیں ہوتا جبکہ غیر مقلدین یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

(۲)......بعض ازواج مطرات نے پہلے آپ کے ہمراہ مسجد نبوی میں اعتکاف کیا پھر ایک مرتبہ اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دیدی لیکن جب صبح کو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے خیمے اور اپنا خیمہ مسجد نبوی میں لگا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

دیکھا تو آپ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کیا یہ نیکی کا ارادہ کرتی ہیں؟ کیا یہ اس کو نیکی گمان کرتی ہیں؟ یعنی یہ کوئی نیکی نہیں پھر آپ نے حکم دیا اور وہ سب خیمے اکھیڑ دیے گئے حتی کہ اس سال آپ نے رمضان کا اعتکاف ترک کردیا اور اس کے عوض شوال میں دس دن کا اعتکاف کیا آپ ﷺ نے پہلے اجازت دی لیکن بعد میں کتنی شدت اور سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی لہذا جب ازواج مطہرات کیلئے بھی مسجد میں اعتکاف کی ممانعت ہو رہی ہے تو دوسری عورتوں کے مسجد محلّہ میں اعتکاف کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے اور اس ممانعت سے کم از کم یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ عورتوں کیلئے گھر کی مسجد میں اعتکاف کرنا افضل ہے اور مسجد محلّہ میں غیر افضل اور ثواب میں کمی کا سبب ہے اس کے باوجود معلوم نہیں مسجد میں اعتکاف کی کیوں ترغیب دی جاتی ہے۔

(۳)......اگر ازواج مطہرات کا مسجد نبوی میں اعتکاف کرنا ثابت ہو بھی جائے تو یہ ان کی خصوصیت پر محمول ہوگا کیونکہ وہ امہات المؤمنین ہیں ان کا تمام مؤمنین کے ساتھ محرم ہونے کا تعلق ہے تو جیسے ماں بیٹوں کے درمیان بہن اپنے بھائیوں کے ہمراہ اعتکاف کرسکتی ہے اسی طرح ازواج مطہرات بھی تمام مؤمنین کی مائیں ہیں تو ان کا اعتکاف کرنا اس محرمیت کی وجہ سے ہے اور جب یہ محرمیت ازواج مطہرات کی خصوصیت ہے تو مسجد نبوی یا کسی بھی مسجد میں اعتکاف کرنا ان کی خصوصیت پر محمول ہوگا ان پر دوسری عورتوں کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارا سوال

غیر مقلدین کو چاہیئے کہ اگر وہ اپنے موقف میں سچے ہیں تو وہ ازواج مطہرات کے علاوہ کسی بھی صحابیہ یا تابعیہ عورت کا نام پیش کریں جس نے مسجد محلّہ میں کبھی رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت کیا ہو اگر کسی بھی صحابیہ یا تابعیہ نے مسجد محلّہ میں اعتکاف نہیں کیا تو غیر مقلدین کو کیوں شوق ہے اپنی عورتوں کو مسجد محلّہ میں اعتکاف کرانے کا

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

(۴)......اگر ازواج مطہرات پر قیاس کر کے عورتوں کیلئے اعتکاف کے عبادت ہونے کیلئے اور اعتکاف کی صحت کیلئے مسجد عام کی شرط ہے تو ازواج مطہرات کیلئے ہر چیز کا مردوں سے علیحدہ کوئی انتظام نہ ہوتا تھا غیر مقلدین عورتوں کے مسجد میں اعتکاف کے صحیح اور عبادت ہونے کیلئے الگ الگ انتظام کی شرط کیوں لگاتے ہیں ان کو ازواج مطہرات کے نمونہ پر ہی عمل کرنا چاہیئے اور اگر وہ دوسرے دلائل سے الگ انتظام کرنے کی شرط ثابت کرتے ہیں تو اسی طرح دوسرے دلائل سے عورت کیلئے گھر میں اعتکاف کا افضل ہونا بھی ثابت ہوتا ہے جیسا کہ نماز کے دلائل سے یہ بات بخوبی ثابت ہو جاتی ہے۔

(۵)......پھر اگر غیر مقلدین دوسری عورتوں کا ازواج مطہرات پر قیاس کرتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ مسجد محلّہ میں اعتکاف کا جواز ثابت ہوتا ہے اگر چہ افضل مسجد بیت میں ہی ہے لیکن یہ بات کہ عورتوں کے اعتکاف کے صحیح اور عبادت ہونے کیلئے اور اس پر اجر و ثواب کیلئے مسجد عام میں اعتکاف کرنا شرط ہے یہ شرط ہونا کیسے ثابت ہو گیا کیا ازواج مطہرات والی ان حدیثوں میں اس شرط کی صراحت ہے؟

ہمارا سوال

اگر کوئی غیر مقلد کسی صحیح مرفوع حدیث میں (۱) عورتوں کے اعتکاف کی صراحت (۲) اور عورتوں کے اعتکاف کے عبادت ہونے کیلئے مسجد عام کی شرط کی بھی صراحت دکھا دیں تو ہم ان کو اس مسئلہ میں سچا مان لیں گے۔

ازالہ شبہ

باقی جن بعض آثار میں عورت کے مسجد بیت میں اعتکاف کرنے پر بعض صحابہ کرام کی طرف سے شدت کا اظہار ہے اس کا محمل یہ ہے کہ اگر کوئی عورت نذر مانے کہ وہ گھر کی مسجد میں اعتکاف کرے گی تو ایسی نذر ماننا جائز نہیں یہ بدعت ہے چنانچہ حضرت

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1

جابر رضی اللہ عنہ کے درج ذیل اثر میں اس کی وضاحت موجود ہے عَمْرو بْن دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ اِمْرَاۃٍ جَعَلَتْ عَلَیْھَا اَنْ تَعْتَکِفَ فِیْ مَسْجِدِ بَیْتِھَا ؟ قَالَ لَایُصْلِحُ لِتَعْتَکِفْ فِیْ مَسْجِدٍ کَمَاقَالَ اللّٰہُ وَاَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِیْ الْمَسَاجِدِ عمرو بن دینار رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت اپنے اوپر لازم کرتی ہے (یعنی نذر مانتی ہے) کہ وہ اپنے گھر کی خاص مسجد میں اعتکاف کرے گی؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ درست نہیں وہ مسجد عام میں اعتکاف کرے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے اورتم مساجد میں اعتکاف کرنے والے ہو

(فتح الباری لابن رجب الحنبلی ج۲ص ۳۷۸)

{ Telegram } >>> https://t.me/pasbanehaq1